بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال
بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ
قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

نیپال اردو ٹائمز

Nepal Urdu Times

The NEPAL URDU TIMES

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی

جلد نمبر۱ VOL:(1) | weeklynepalurtutimes@gamil.com | 12 صفحات | ۳۰/اکتوبر ۲۰۲۵ مطابق ۷ جمادالاولیٰ ۱۴۴۷ھ ۔ ۱۳ گتے کارتک ۲۰۸۲ جمعرات | شمارہ نمبر 61 ISSUE (61)

وزیراعظم نے انتخابات کے لیے سیاسی ماحول بنانے پر تبادلہ خیال کیا۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: وزیراعظم سشیلا کارکی منگل کو تحلیل شدہ پارلیمنٹ میں نمائندگی کرنے والی پارٹیوں کے ساتھ بات چیت کر رہی ہیں تاکہ آئندہ 21 فالگن کو ہونے والے ایوان نمائندگان کے انتخابات کے لیے سیاسی ماحول بنایا جاسکے۔وزیراعظم کارکی کے پریس کوآرڈینیٹر رام بہادر راول نے بتایا کہ سات سیاسی جماعتوں کو باضابطہ خطوط موصول ہوئے ہیں اور ان سے ٹیلی فون پر بھی رابطہ کیا گیا ہے تاکہ وہ شام چار بجے بالوتار میں وزیراعظم کی رہائش گاہ پر ہونے والی بحث میں حصہ لیں۔انہوں نے کہا کہ پارٹیوں کے ساتھ بات چیت ان مختلف کوششوں میں سے ایک ہے جو انتخابات کے لیے ماحول بنانے کے لیے کی جا رہی ہیں۔ حکومت الیکشن کمیشن اور سکیورٹی سے متعلقہ اداروں کے ساتھ الیکشن سے متعلق معاملات پر بات چیت کر رہی ہے، جس میں قانونی اور پالیسی انتظامات، تیاریوں کی تیاری اور سکیورٹی انتظامات شامل ہیں۔نیپالی کانگریس، سی پی این (یو ایم ایل)، سی پی این (ماؤسٹ سینٹر)، نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی، نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی، جنتا سماج وادی پارٹی اور دیگر کے رہنما انتخابی تیاریوں پر سیاسی جماعتوں کے ساتھ پہلی بار باضابطہ بات

چیت میں حصہ لیں گے۔کوآرڈینیٹر راول نے کہا کہ ان جماعتوں کی جانب سے اعلیٰ سطح کی نمائندگی فراہم کی جائے گی۔صدر رام چندر پوڈیل کی دعوت پر 24 ستمبر کو صدارتی دفتر شیتل نواس میں وزیراعظم کارکی کی خصوصی موجودگی میں انتخابی تیاریوں کے سلسلے میں سیاسی جماعتوں کے ساتھ تبادلہ خیال کیا گیا۔اسی طرح الیکشن کمیشن کی طرف سے 10 اکتوبر کو تحلیل شدہ ایوان نمائندگان کی نمائندگی کرنے والی اور گزشتہ بلدیاتی انتخابات میں کم از کم ایک وارڈ ممبر جیتنے والی 29 سیاسی جماعتوں کے ساتھ ہونے والی بات چیت کے دوران نمائندوں نے حکومت پر زور دیا کہ وہ پارٹیوں کے ساتھ گہری بات چیت کے ذریعے انتخابات کے لیے ماحول تیار کرے

نوجوانوں کا آئینی ترمیم کا مطالبہ،ماؤنواز پارٹی کے چیئرمین پرچنڈ نے کی حمایت

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

ماؤنواز پارٹی کے چیئرمین پشپ کمل دہال پرچنڈ نے انتخابی نظام جیسے مسائل پر آئینی ترامیم کے لیے نوجوانوں کے مطالبے کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔پرچنڈ نے کہا کہ ملک کو آئین میں ترمیم کرکے انتخابات کے ساتھ آگے بڑھنا چاہئے تاکہ بروقت پارلیمانی انتخابات کو یقینی بنایا جاسکے اور نوجوانوں کے مطالبات کو پورا کیا جاسکے۔پارٹی کے ایک پروگرام میں چیئرمین پشپ کمل دہال پرچنڈ نے کہا کہ ملک اس وقت ایک پیچیدہ سیاسی صورتحال

کا سامنا کر رہا ہے، جس کا حل بروقت انتخابات ہیں۔انہوں نے کہا کہ جب تک آئین میں ترمیم نہیں ہوتی یہ انتخابات نہیں ہو سکتے۔انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ملک کو تمام سیاسی جماعتوں، سول سوسائٹی اور نوجوانوں کی باہمی رضامندی سے آئین میں ترمیم کرکے انتخابی ماحول پیدا کرنے کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔چیئرمین پرچنڈ نے کہا کہ آئین کو ایک وفاقی جمہوری جمہوریہ کے نظام کو برقرار رکھتے ہوئے شمولیت کے اصول اور شناخت کے حق کو برقرار رکھنا چاہیے۔انہوں نے مزید کہا کہ ضرورت کے مطابق آئین میں ترامیم کی جاسکتی ہیں۔انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ نوجوانوں کی طرف سے اٹھائے گئے آئینی ترمیم کے مطالبے کو اہمیت کے ساتھ آگے بڑھایا جانا چاہیے۔انہوں نے حکومت سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی سمیت تمام اسٹیک ہولڈرز پر زور دیا کہ وہ ملک کو سیاسی بحران سے نکالنے کے لیے آئینی ترامیم پر اتفاق رائے پیدا کریں

جھاپا: بس حادثے میں 19 افراد زخمی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
جھاپا

جھاپا کے میدھر چوک کے قریب آج صبح ایک نائٹ بس کے حادثے کا شکار ہونے سے 19 مسافر زخمی ہو گئے۔ایک بس (-PR1-01 001K 4209) ایسٹ ویسٹ ہائی وے پر منتھلی سے کاکڑبھٹہ جارہی تھی اور سڑک سے تقریباً 10 میٹر دور الٹ گئی۔ڈسٹرکٹ پولیس آفس کے ترجمان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کھگیندر بہادر کھڈکا کے مطابق، زخمیوں میں سے 19 کو فوری علاج کے لیے برتاموڈ کے برٹاسٹی اسپتال بھیجا گیا ہے، جب کہ باقی چھ مسافر بحفاظت اپنے اپنے مقامات پر پہنچ گئے ہیں۔ پولیس نے بتایا کہ بس، جس میں 25 مسافر سوار تھے، سڑک پر ٹریفک میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔بس ڈرائیور، 39 سالہ راجو بھوجیل، 17 سالہ اکشا لمبو،29 سالہ روی لال گنیش، 21 سالہ پرینہ گنیش، سمترا کھڑکا کارکی 9 سالہ ایل موڈن، 36 سالہ زخمی۔ حادثہ اسی طرح رامیچھپ کے 65 سالہ عنبر بہادر، 35 سالہ بھیم پرساد پوری، 65 سالہ متوکھتری، 30 سالہ پردیپ بہادر سالہ، 30 سالہ پردیپ بہادر 8 سالہ 28 سالہ کمار بسیال زخمی ہوا ہے۔اسی طرح جھاپا کا 27 سالہ بھیماراج بنشی، 35 سالہ رام کمار شریستھا، اس کا 9 سالہ بیٹا ردھم، پورن بہادر نیپالی، اسی جگہ کی 18 سالہ شیتل نیپالی,21 سالہ راج بنشی شامل ہیں۔ ضلع پولیس آفس کے مطابق، جھاپا کا 18 سالہ شیام لال کسکو زخمی ہوا۔ زخمی مسافروں کی حالت نارمل ہے اور سب ھی زیر علاج ہیں۔پولیس کا کہنا ہے کہ ابتدائی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بس بے قابو حرکت کے باعث الٹ گئی، واقعے کی مزید تحقیقات جاری ہیں۔

نیپال میں عبوری حکومت کی تشکیل اور پارلیمنٹ کی تحلیل پر صدر، وزیراعظم کو نوٹس

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال کی سپریم کورٹ نے سابق چیف جسٹس سشیلا کارکی کی قیادت میں عبوری حکومت بنانے اور پارلیمنٹ کو تحلیل کرنے کے لیے صدر رام چندر پوڈیل اور وزیراعظم سشیلا کارکی کو وجہ بتاؤ نوٹس جاری کیا ہے۔سپریم کورٹ نے ان دونوں مقدمات میں دائر رٹ درخواستوں پر عبوری حکم جاری کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ چیف جسٹس پرکاشمان سنگھ راوت کی سربراہی والی آئینی بنچ نے بدھ کو ابتدائی سماعت مکمل کرنے کے بعد صدر رام چندر پوڈیل اور وزیراعظم سشیلا کارکی کو وجہ بتاؤ نوٹس جاری کیا۔ اس کے علاوہ عدالت نے ایوان نمائندگان کے اسپیکر دیوراج گھمیرے اور نیپال حکومت کے چیف سکریٹری کو بھی وجہ بتاؤ نوٹس جاری کرتے ہوئے 15 دن کے اندر اس سلسلے میں تحریری جواب داخل کرنے کو کہا ہے۔سپریم کورٹ کے ترجمان ارجن پرساد کوئرالا نے کہا کہ یہ بنچ چیف جسٹس پرکاش مان سنگھ راوت کے ساتھ جسٹس سپنا پردھان مال کمار رگمی بری پھوئیال اور ڈاکٹر منوج شرما پر مشتمل ہے

سولو کھمبو میں ایورسٹ بیس کیمپ کے قریب ہیلی کاپٹر گر کر تباہ، پائلٹ محفوظ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
سولو کھمبو

نیپال میں ساگرماتھا ایوریسٹ بیس کیمپ کے قریب سولو کھمبو کے لوبوچے میں آج صبح الٹیٹیوڈ ایئر کا ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہو گیا۔ سولکھمبو کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس منوجیت کنور نے تصدیق کی کہ پائلٹ محفوظ ہے۔ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کنور نے بتایا کہ ہیلی کاپٹر میں صرف پائلٹ وویک کھڑکا سوار تھے۔وہ محفوظ ہیں۔ ہیلی کاپٹر جو ایک سیاح کو بچانے گیا تھا، لینڈنگ کے دوران برف پر پھسلنے کے بعد گر کر تباہ ہو گیا۔

نیپال اور بھارت کے درمیان 400 کے وی بجلی کے منصوبوں پر معاہدہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو نیپال کے توانائی آبی وسائل اور آبپاشی کے وزیر کلمان گھیسنگ نے بدھ کے روز نئی دہلی میں بھارت کے مرکزی وزیر برائے پاور اور ہاؤسنگ اور شہری امور منوہر لال کے ساتھ سرحد پار سے بجلی کی تجارت علاقائی گرڈ کنیکٹیویٹی اور بھارت اور نیپال کے درمیان پن بجلی کے منصوبوں کی ترقی پر تفصیلی بات چیت کی۔ دونوں ممالک کے درمیان بجلی کی ترسیل کے دو بڑے منصوبوں پر بھی معاہدوں پر دستخط ہوئے۔ بجلی کی مرکزی وزارت کے مطابق جوائنٹ وینچر اور شیئر ہولڈر کے معاہدے (جے وی اور ایس ایچ (اے پاور گرڈ نگم لمیٹڈ (پاور گرڈ)، ہندوستان کی مہارتنا پبلک سیکٹر کمپنی اور نیپال الیکٹرسٹی اتھارٹی این ای اے کے درمیان دستخط کیے گئے تھے۔ ان معاہدوں کے تحت اناروا (نیپال) نیو پورنیا (انڈیا) اور لمکی (دودھارا) (نیپال) - بریلی (انڈیا) کے درمیان 400 کے وی اعلی صلاحیت کے کراس بارڈر پاور پروجیکٹس کی تعمیر کے لیے ہندوستان اور نیپال میں دو جوائنٹ وینچر کمپنیاں قائم کی جائیں گی۔ مکمل ہونے پر یہ دونوں کراس بارڈر پاور ٹرانسمیشن لنک پروجیکٹ ہندوستان اور نیپال کے درمیان بجلی کی صلاحیت میں اضافہ کریں گے۔ اس سے علاقائی توانائی کی سلامتی کو تقویت ملے گی دونوں ممالک کے پاور گرڈز کی طاقت اور لچک میں اضافہ ہوگا، اور اقتصادی ترقی کو ایک نئی تحریک ملے گی۔ ملاقات کے دوران دونوں وزراء نے توانائی کے شعبے میں جاری تعاون کی پیش رفت کا جائزہ لیا اور مستقبل کی سمت پر تبادلہ خیال کیا

نیپال آرمڈ پولیس فورس نے منانگ میں برف باری میں پھنسے 750 غیر ملکی سیاحوں کو بچالیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز: احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

منانگ: مسلح پولیس فورس (آرمڈ پولیس فورس نیپال نے منانگ میں برف باری کی وجہ سے پھنسے ہوئے 750 غیر ملکی سیاحوں کو بحفاظت نکال لیا ہے۔ وہ منانگ کا دورہ کر رہے تھے اور انہیں تلیچو بیس کیمپ سے منانگ کے کھانگسر تک بحفاظت پہنچادیا گیا۔آرمڈ پولیس فورس نیپال کے ترجمان ڈی ایس پی شیلیندر تھاپا نے بتایا کہ تلیچو بیس کیمپ میں مزید 50 افراد کو محفوظ رکھا جا رہا ہے۔ کھانگسر میں رہائش اور کھانے کے ناکافی انتظامات کی وجہ سے کچھ سیاحوں کو واپس بھیج دیا گیا۔ایک الگ واقعے میں کاٹھمانڈو سے تعلق رکھنے والے 45 سالہ ٹورسٹ گائیڈ بیرندر رسائلی کو تلیچو جھیل سے واپسی کے دوران لینڈ سلائیڈنگ میں دب کر بے ہوش ہونے کے بعد بچا لیا گیا۔ آرمڈ پولیس فورس نیپال ماونٹین ریسکیو ٹریننگ اسکول نے اسے کھانگسر سے ہندے ہیلتھ پوسٹ پر پہنچایا۔ تھاپا نے کہا کہ ہمالیہ کے بلند خطے میں تلاش اور بچاؤ کی کارروائیاں موثر اور بروقت چلائی جارہی ہیں، جس سے برف میں پھنسے ہوئے سیاحوں کو فوری مدد مل رہی ہے۔ ضلعی انتظامیہ کے مطابق پیر کو 15000 سیا حجن میں زیادہ تر ہندوستانی سیاح تھے، درشن کے لیے مکتی ناتھ کے علاقے میں پہنچے۔ تمام سیاحوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ کار سے سفر کرنے سے گریز کریں۔ چین سے ملحقہ گاؤں چمنوبری کے رہائشی پاسنگ پھنجو لاما نے بتایا کہ برف باری کی وجہ سے تمام سرحدی دیہات میں معمولات زندگی ٹھپ ہو کر رہ گئے ہیں۔نیپال کے محکمہ موسمیات نے بدھ تک شمالی علاقہ گنڈکی کرنالی اور لومبینی صوبوں میں برف باری کی وارننگ دی ہے۔ محکمہ موسمیات نے بھی ملک بھر میں مسلسل تین دن بارش کی پیش گوئی کی ہے۔ایک بیان میں محکمہ موسمیات نے کہا کہ پیر کی رات گئے شروع ہونے والی بارش جمعرات تک ملک کے بیشتر حصوں میں جاری رہے گی

خصوصی ضمیمہ بموقع صدسالہ عرسِ قاسمی برکاتی

خانقاہ برکاتیہ نمبر

قارئین کرام واہل قلم حضرات۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
نیپال اردو ٹائمز کی ادارتی ٹیم کو یہ اعلان کرتے ہوئے بے پناہ مسرت ہو رہی ہے کہ ابھی چند دنوں قبل "خطیبُ البراہین نمبر" کی بے حد کامیاب اور مقبول اشاعت کے بعد، اب ایک اور علمی وروحانی یادگار شمارہ منظرِ عام پر لایا جارہا ہے۔

امسال بموقع صدسالہ عرسِ قاسمی برکاتی (14 تا 16 نومبر 2025ء) برصغیر کی روحانی تاریخ کی عظیم اور مرکزی خانقاہ "خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ" کے اکابرین ومشائخ کی حیات وخدمات، علمی وروحانی فیوض وبرکات، افکار و تعلیمات اور دینی و اصلاحی نقوش پر مشتمل ایک خصوصی ضمیمہ بعنوان "خانقاہ برکاتیہ نمبر" شائع کیا جارہا ہے۔
یہ یادگار شمارہ، اِن شاءاللہ تعالیٰ، 13 نومبر 2025ء بروز جمعرات زیورِ طبع سے آراستہ ہوگا۔
لہٰذا اہلِ قلم وارباب دانش سے مودبانہ گزارش ہے کہ وہ صاحب عرسِ قاسمی اور دیگر مشائخ مارہرہ مطہرہ کے حوالے سے اپنے تحقیقی و ادبی مضامین، تاثرات و مناقب 7 نومبر 2025ء تک ادارہ نیپال اردو ٹائمز کو ارسال فرما کر اس علمی وروحانی خدمت میں اپنا حصہ ضرور شامل فرمائیں۔
آپ کے مضامین ونگارشات کا انتظار رہے گا۔
فیضانِ مشائخ مارہرہ مطہرہ کو اجاگر کرنے میں آپ کا تعاون ہمارے لیے باعثِ صد مسرت وافتخار ہوگا۔

+918795979383
+977 981-7619786
+9779821442810
من جانب: جامعہ احسن البرکات تولیہواں کپلوستو نیپال
9779811190536

Weekly The
NEPAL URDU TIMES
۳۰/اکتوبر ۲۰۲۵ مطابق ۷ جمادالاولی ۱۴۴۷ھ۔ ۱۳ گتے کارتک ۲۰۸۲ جمعرات

ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز

وزیر اعظم کارکی نے چھٹھ کی مبارکباد دی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: وزیر اعظم سشیلا کارکی نے تمام جماعتوں پر زور دیا ہے کہ وہ 21 فالگن کو ہونے والے انتخابات کو کامیاب بنانے کے لیے ایک ساتھ آئیں۔ پیر کو وزیر اعظم سشیلا کارکی نے چھٹھ تہوار کے لیے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے، جنریشن زی تحریک کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کو معمول پر لایا اور عوام کو 21 فالگن کو ایوان نمائندگان کے انتخابات کرانے کی ذمہ داری یاد دلائی۔ وزیر اعظم کارکی نے پیغام میں کہا، ہمارے تہوار، بشمول چھٹھ، ہمارے سماجی اتحاد، ہم آہنگی اور بھائی چارے کا بھی ایک معیار ہیں۔ موجودہ حالات میں، تمام نیپالیوں کے درمیان زیادہ اتحاد اور ہم آہنگی کی

ضرورت ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم گنجی تحریک کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کو معمول پر لائیں اور 21 فالگن کو ایوان نمائندگان کا انتخاب کرائیں۔ یہ وقت ہے کہ تمام جماعتیں حالات کی حساسیت اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے الیکشن کو کامیاب بنانے کے لیے اکٹھے ہوں۔ یہ بتاتے ہوئے کہ صرف سڑکوں پر احتجاج تمام مسائل کا حل نہیں ہے، وزیر اعظم کارکی نے کہا کہ چاہے کسی کا موقف یا عدم اطمینان ہو، اس کا پرامن طور پر اظہار کرنا اور عوام کے دل جیتنا اور اسے انتخابات کے ذریعے منظور کروانا جمہوریت کا بہترین طریقہ ہے۔ انہوں نے ایک مبارکبادی پیغام میں کہا کہ اس وجہ سے میں تمام جماعتوں سے مطالبہ کرتی ہوں کہ آئندہ انتخابات کو ایک قومی رسم کے طور پر قبول کریں اور اس میں حصہ لیں اور اسے کامیاب بنائیں۔ وزیر اعظم کارکی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ تہوار، جو سچائی، عدم تشدد اور فطرت سے محبت کی تحریک دیتا ہے، نیپالیوں کے لیے ثقافتی اور سماجی طور پر، ترائی اور پہاڑوں کو جوڑنے والا ایک پل بن رہا ہے۔ انہوں نے پیغام میں کہا، "مقدس ایمان کی طاقت، سخت روزہ، اور دریاؤں اور جھیلوں کے آراستہ کناروں اور وہاں کے تہوار ہر ایک کے لیے ہم آہنگی اور خوشی لاتے ہیں

چھٹھ تہوار نیپالیوں کے قومی اتحاد کو مزید مضبوط کرے گا: صدر پوڈیل

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

صدر رام چندر پوڈیل نے اس اعتماد کا اظہار کیا ہے کہ چھٹھ تہوار نیپالیوں کو اپنے قومی اتحاد کو مزید مضبوط کرنے کی ترغیب دے گا۔ آج چھٹھ پوجا 2082 کے موقع پر نیک خواہشات کا پیغام جاری کرتے ہوئے، انہوں نے کہا، 'مجھے یقین ہے کہ یہ تہوار سماج میں طبقاتی، ذات پات، جنس اور دیگر سمیت تمام قسم کے امتیازات، ناانصافیوں اور ناانصافیوں کو ختم کرنے اور تمام نیپالیوں کے درمیان قومی یکجہتی کو بڑھانے، اصل ثقافت کی حفاظت اور

فروغ، باہمی ہم آہنگی کو مزید مضبوط کرنے کے لیے تحریک فراہم کرے گا۔ صدر پوڈیل نے کہا ہے کہ چھٹھ کا تہوار پائیدار امن، گڈ گورننس، ترقی اور خوشحالی کے حصول میں مزید کردار ادا کرے گا۔ اس تہوار کو دریاؤں، تالابوں اور جھیلوں کے کناروں پر رات بھر جاگ کر، چھٹھی ماتا کی پوجا، عبادت اور روزہ رکھ کر، سورج، پانی اور زمین کو خراج عقیدت پیش کر کے اس تہوار کو شان و شوکت سے منانے کا رواج ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چھٹھ کا تہوار مناسب طریقے سے منانے سے مطلوبہ نتائج برآمد ہوں گے، خاندان میں خوشحالی آئے گی اور زمین پر کسی کی زندگی سے تمام دکھ اور مشکلات دور ہوں گی۔ صدر پوڈیل نے کہا، اس سیاق و سباق کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ سورج کے بغیر زمین پر زندگی ممکن نہیں ہے، ایسی جگہ پر جہاں کارتک کے روشن چاند کی چترتھی سے لے کر سپتمی کے ساتویں دن پانی بہتا ہے، غروب اور طلوع ہونے والے سورج کی کرنوں کو دودھ چڑھانے سے، اور اس تہوار کو منانے سے ایسا لگتا ہے کہ یہ خاندانی، سماجی اور ماحولیات کے تئیں اپنی ذمہ داری، سماجی اور سماجی رواداری کا اظہار کرے گا۔

الیکشن میں خلل ڈالنے اور دوبارہ تحریک شروع کرنے کی کوشش نہ کریں: وزیر صحت

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

صحت اور آبادی کی نو مقرر کردہ وزیر ڈاکٹر سدھا شرما گوتم نے تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ انتخابات میں خلل ڈالنے کی کوشش نہ کریں۔ پیر کے روز کاٹھمانڈو کے ٹراما سینٹر اور ٹیچنگ ہسپتال میں زیر علاج جنریشن زی احتجاج میں زخمیوں سے ملاقات کے بعد صحافیوں سے بات کرتے ہوئے، انہوں

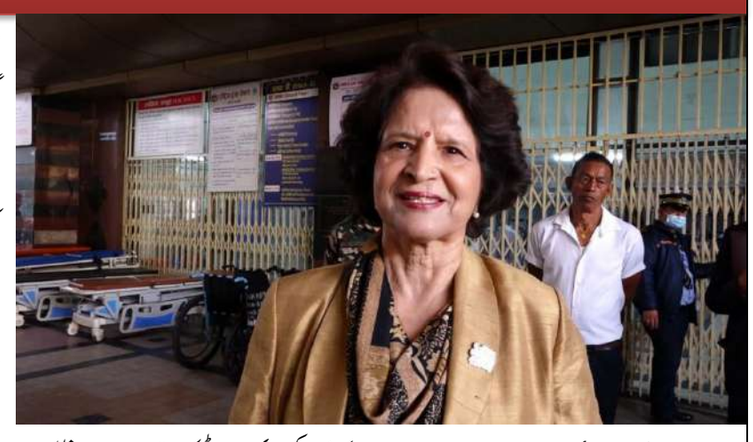

نے کہا کہ کسی بھی پارٹی کو انتخابات میں خلل ڈالنے کے لیے احتجاج نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا، مریضوں کی حالت کو دیکھنا میرے لیے بہت مشکل تھا۔ میں ملک کو بتانا چاہتی ہوں کہ وہ ایجی ٹیشن میں نہ جائیں۔ اور میں سب سے درخواست کرنا چاہوں گی کہ ایسا نہ کریں، جو بھی حکومت کی مخالفت کرتا ہے، وہ انتخابات میں خلل ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ وزیر ڈاکٹر سدھا شرما گوتم نے یہ بھی کہا کہ حکومت کی مخالفت جاری رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کی توجہ انتخابات پر ہے۔ وزیر ڈاکٹر سدھا شرما گوتم نے یہ بھی کہا کہ زخمی مریضوں نے ان کی توجہ اسپتال کی خراب حالت کی طرف مبذول کرائی ہے۔ انہوں نے ان کی تجاویز کی بنیاد پر ہسپتالوں کو بہتر بنانے کے عزم کا بھی اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ تحریک کا نچوڑ ان تمام برائیوں اور ناانصافیوں کو ختم کرنا تھا۔ اس کے لیے ہم سب کو مثبت تجاویز کو قبول کرتے ہوئے اس سمت میں کام کرتے رہنا چاہیے۔ اور میں شفاف طریقے سے دکھاؤں گی کہ میں نے کتنا کام کیا ہے اور کیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے وزیر ڈاکٹر سدھا شرما گوتم نے کاٹھمانڈو کے سینامنگل کے کے ایم سی اسپتال میں جنرل-جی تحریک میں زخمی ہونے والوں کی حالت بھی دریافت کی تھی۔ اس دوران، اس نے کہا کہ اس نے محسوس کیا کہ ہسپتال نے ان کے علاج پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔

وزیر اعظم سشیلا کارکی پر غیر قانونی طریقے سے اقتدار پر قبضہ کرنے کا الزام، ان کی گرفتاری کا مطالبہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال میں نوجوانوں کی تحریک سے وابستہ ایک گروپ نے عبوری وزیر اعظم سشیلا کارکی پر غیر آئینی طور پر اقتدار پر قبضہ کرنے کا الزام لگاتے ہوئے ان کے خلاف قانونی تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہوئے باضابطہ شکایت درج کرائی ہے۔ روی کرن ہمل نے بدھ کے روز انسپکٹر جنرل آف پولیس آئی جی پی کو ایک رسمی خط پیش کیا جس میں وزیر اعظم سشیلا کارکی کے غیر قانونی طور پر اقتدار پر قبضے کی شکایت کی گئی تھی۔ خط میں الزام لگایا گیا ہے کہ کارکی کے عہدہ سنبھالنے سے آئین اور عوام کے مینڈیٹ دونوں کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ سشیلا کارکی پر قوم کو دھوکہ دینے اور قائم شدہ قانونی معاہدوں کی خلاف ورزی کا الزام ہے۔ اس گروپ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ سشیلا کارکی کی کابینہ میں ایسے بدعنوان افراد شامل ہیں جن کے ڈونر ایجنسیوں سے نامناسب تعلقات ہیں۔ ان نوجوانوں کا الزام ہے کہ بدعنوانی میں ملوث افراد اور غیر ملکی این جی اوز سے وابستہ افراد کو بطور وزیر مقرر کرنا تحریک کے دوران دی گئی قربانیوں کے حوالے سے بے حسی کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں خط میں سشیلا کارکی سرکار پر بے قصور مظاہرین کے خلاف کارروائی کا حکم دینے کا الزام لگایا گیا ہے۔ انسپکٹر جنرل آف پولیس آئی جی پی کو جمع کرائی گئی شکایت میں کہا گیا ہے کہ تحریک میں شامل نوجوانوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے اور حکومت مجرمانہ پس منظر رکھنے والے افراد کی حفاظت کر رہی ہے جو توڑ پھوڑ اور آتش زنی میں ملوث ہیں۔ شکایت میں یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ سشیلا کارکی نے بطور چیف جسٹس اپنے دور میں سیاسی وابستگی کی بنیاد پر عدالتی تقرریاں کیں جس سے عدلیہ کی آزادی کو نقصان پہنچا۔ جن جی گروپ نے پولیس چیف آئی جی پی پر زور دیا کہ وہ وزیر اعظم سشیلا کارکی کو فوری طور پر گرفتار کریں اور غیر جانبدارانہ شفاف اور عوامی قانونی تحقیقات کریں

دو نئے وزراء سشیلا کارکی کی عبوری حکومت میں شامل، صدر نے دلایا حلف

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو عبوری وزیر اعظم سشیلا کارکی کی حکومت میں مقرر کردہ دو نئے وزراء نے پیر کو حلف لیا۔ انہیں صدارتی رہائش گاہ شیتل نواس میں منعقدہ

ایک خصوصی تقریب میں صدر رام چندر پوڈیل نے وزیر صحت اور آبادی ڈاکٹر سدھا شرما گوتم اور نوجوان اور کھیل کے وزیر بلو گپتا کو عہدہ اور رازداری کا حلف دلایا۔ عبوری وزیر اعظم سشیلا کارکی نے اتوار کی شام دونوں وزراء کا تقرر کیا تھا۔ ڈاکٹر سدھا شرما گوتم سابق ہیلتھ سکریٹری ہیں، جب کہ گپتا 100 گروپ کے چیئرمین ہیں۔ اگرچہ وزارتی عہدوں کے لیے چار ناموں کی سفارش کی گئی تھی، لیکن صرف دو نے حلف لیا۔ حلف برداری کی تقریب میں نائب صدر رام سہائے پر سادیادو، وزیر اعظم سشیلا کارکی، چیف جسٹس پرکاش مان سنگھ راوت اور اسپیکر دیوراج گھمیرے موجود تھے۔ دو دیگر وزراء کی حلف برداری ملتوی کر دی گئی جن کی بطور وزیر تقرری کی تیاری کی جا رہی تھی۔ گنیتی لال شریستھا، جن کی سفارش وزیر برائے لینڈ ریفارمز کے طور پر کی گئی تھی، اور کھگیندر سنار، جن کی سفارش وزیر محنت کے طور پر کی گئی تھی، کی حلف برداری ملتوی کر دی گئی ہے۔ وزیر محنت کے طور پر سفارش کی گئی سنار اور لینڈ ریفارمز کے وزیر کے طور پر سفارش کی گئی شریستھا کی حلف برداری کی تقریب کو کئی اسکینڈل سامنے آنے کے بعد آخری لمحات میں روک دیا گیا۔ وزیر اعظم سشیلا کارکی کی قیادت میں کابینہ 10 ارکان تک پہنچ گئی ہے۔

بجلی ٹیکس تنازعے کی وجہ سے پنچکنیا نولپراسی میں تمام فیکٹریاں بند

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
نولپراسی

(برداگھاٹ سوستا کے مشرق) میں ہوا سے پیدا ہونے والی بجلی کو اب بند کر دیا گیا ہے۔ ٹربائن میں خرابی کا پتہ چلنے کے بعد پورا گاؤں تاریکی میں ڈوب گیا ہے، جو بیٹری کو چارج کرتی ہے اور ہوا میں پنکھا پھیر کر بجلی پیدا کرتی ہے۔ پیسی کوٹ دیہی میونسپلٹی-5 کے رودرا پور میں دھووادی پہاڑی پر ہوا سے بجلی نکال کر گاؤں کو روشن کیا گیا تھا۔ مقامی گام بہادر رانا مگر شکایت کرتے ہیں کہ ایک ٹربائن میں خرابی کی وجہ سے گاؤں والوں کو خود بھی کافی پریشانیوں کا سامنا ہے۔ ماگر نے کہا کہ ٹربائن کے مسئلہ کی وجہ سے بجلی کی سپلائی نہ ہونے کی وجہ سے طلباء سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ دستیاب وسائل کا صحیح انتظام نہ کرنے کی وجہ سے مقامی لوگ اندھیرے میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ دیہی میونسپلٹی کی چیئرپرسن لکشمی دیوی پانڈے نے کہا کہ صوبائی حکومت پروجیکٹ کی دیکھ بھال اور

دیکھ بھال کے لیے تعاون فراہم کرے گی اور وہ اس کی اور دیکھ بھال کے لیے بات چیت میں بھی مصروف ہیں۔ 2068 میں ایشین ڈیولپمنٹ بینک کی مالی اور تکنیکی مدد سے دھوبی پہاڑی میں واقع رودر پور میں ہوا سے بجلی پیدا کی گئی۔ 20 ملین روپے سے زائد لاگت کے اس منصوبے نے سائٹ پر 12 کلو واٹ بجلی پیدا کی، جس میں 10 کلو واٹ ونڈ پاور اور دو کلو واٹ شمسی توانائی استعمال کی گئی۔ رودر پور کے من بہادر رانا ماگر نے کہا کہ اگر ہوا سے بجلی پیدا کی جائے اور اسے مزید پرکشش بنایا جائے تو سیاحوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ اگرچہ ہوا کی طاقت لوگوں کو ٹیلی ویژن دیکھنے، ریڈیو سننے اور اپنے موبائل فون کو چارج کرنے کی اجازت دیتی تھی لیکن اب مقامی لوگ ان سہولیات سے محروم ہیں

تمام جمہوری قوتوں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ قومی اتحاد کے مشترکہ محاذ میں متحد ہو جائیں:

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو سی پی این (ماؤسٹ سینٹر) کے کو آرڈینیٹر پشپ کمل دہل 'پرچنڈ' نے تمام جمہوری قوتوں سے قومی اتحاد کے مشترکہ محاذ میں متحد ہونے کی اپیل کی ہے۔ منگل کو سوشل نیٹ ورک فیس بک پر ایک اسٹیٹس لکھتے ہوئے کو آرڈینیٹر پرچنڈ نے کہا کہ ملک کو درپیش پیچیدگیوں اور لوگوں کی توقعات، قومی آزادی اور جمہوریت کو درپیش چیلنجوں کو حل کرنے کی تاریخی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قوم کو درپیش مسائل اور بحرانوں کا حل ترقی پسند انقلابی نظریات، پرعزم تنظیموں اور دیانتدارانہ سیاسی اقدامات سے ہی ممکن ہے۔ اس تناظر میں محب وطن، ترقی پسند اور بائیں بازوں کی قوتوں میں تنظیمی پولرائزیشن اور جمہوری قوتوں کے درمیان قومی تعاون ناگزیر ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا، اس سچائی کو سمجھتے ہوئے، میں ماؤنواز دھڑے سمیت ملک کے تمام بائیں بازوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ کمیونسٹ پارٹی کے ایک جھنڈے تلے متحد ہو جائیں۔ میں تمام جمہوری قوتوں سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ آئین کی حفاظت کرتے ہوئے خوشحال جمہوریت اور قومی آزادی کی ترقی کے لیے قومی اتحاد کے مشترکہ محاذ میں متحد ہو جائیں

مدھیش کی صوبائی اسمبلی کی رکن بینا شرما کے گھر کو آگ لگا دی گئی۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
بیرگنج

بیرگنج مہانگر-6 میں مدھیش کی صوبائی اسمبلی کی رکن بینا شرما کے گھر میں پیر کی شام 5:30 بجے آگ لگ گئی۔ پارسا پولیس کے انفارمیشن آفیسر ہری بہادر بسنت نے بتایا کہ بیرگنج میٹروپولیٹن سٹی سے بھیجے گئے دو فائر انجنوں کی مدد سے آگ پر قابو پا لیا گیا۔ انہوں نے کہا، جیسے ہی ہمیں صوبائی اسمبلی کے رکن شرما کے گھر پر آتشزدگی کی اطلاع ملی، پولیس انسپکٹر بکرم صوبیدی کی سربراہی میں وارڈ پولیس آفس برٹا کی ایک ٹیم اور مقامی لوگوں کی مدد سے آدھے گھنٹے میں آگ پر قابو پا لیا گیا۔ آتشزدگی کی وجہ ابھی تک سامنے نہیں آئی ہے۔ اس معاملے میں ضروری تفتیش جاری ہے۔ انفارمیشن آفیسر بسنت نے بتایا کہ آتشزدگی میں کسی انسان یا مویشیوں کو نقصان نہیں پہنچا۔

اپنی نگارشات و مضامین ہمارے
وہاٹسپ ارسال کریں
+918795979383۔
+977 9817619786۔
+91 7398 208 053

Weekly The
NEPAL URDU TIMES
۳۰/اکتوبر ۲۰۲۵ مطابق ۷ جمادالاولیٰ ۱۴۴۷ھ۔ ۱۳ گتے کارتک ۲۰۸۲ جمعرات
ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز

منشیات اسمگلنگ میں ملوث کشتیوں پر فضائی حملے، 14 افراد ہلاک

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکی فوج نے بحرالکاہل کے مشرقی حصے میں چار کشتیوں پر حملے کیے، جن میں 14 افراد ہلاک ہوگئے اور ایک زندہ بچ گیا۔ یہ بات امریکی وزیرِ جنگ پیٹ ہیگستھ نے بتائی۔

پیٹ ہیگستھ نے ایک پوسٹ میں کہا کہ یہ کشتیاں منشیات اسمگلنگ کے معروف راستوں پر سفر کر رہی تھیں اور ان پر منشیات موجود تھی۔ یہ کارروائیاں صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی اس مہم کا حصہ ہیں جو بین الاقوامی پانیوں میں سرگرم منشیات بردار نیٹ ورکس کے خلاف تیز رفتاری سے جاری ہے۔ ہیگستھ کے مطابق، میکسیکن حکام نے واحد زندہ بچ جانے والے شخص کی تلاش اور بچاؤ (سرچ اینڈ ریسکیو) کی کارروائی سنبھال لی ہے۔ یہ پہلا موقع ہے جب ایک ہی دن میں اس مہم کے تحت کئی حملے کیے گئے۔

انہوں نے مزید کہا، "چاروں کشتیاں ہماری خفیہ ایجنسیوں کے علم میں تھیں، جو معروف اسمگلنگ راستوں پر منشیات لے جا رہی تھیں۔ پہلی کارروائی میں آٹھ، دوسری میں چار اور تیسری میں تین افراد ہلاک ہوئے، اس طرح مجموعی طور پر 14 منشیات بردار مارے گئے، جبکہ ایک زندہ بچ گیا۔ تمام حملے بین الاقوامی پانیوں میں کیے گئے اور کسی امریکی اہلکار کو نقصان نہیں پہنچا۔"

ہیگستھ نے بتایا کہ "امریکی جنوبی کمان (USSOUTHCOM) نے فوری طور پر سرچ اینڈ ریسکیو کے معیاری ضابطے شروع کیے، جس کے بعد میکسیکن حکام نے اس کارروائی کی ذمہ داری قبول کر لی۔"

یہ تازہ حملے ستمبر کے آغاز سے اب تک امریکی فوج کی منشیات اسمگلنگ کشتیوں پر کی گئی کارروائیوں کی کل تعداد کو 13 تک لے گئے ہیں۔ ان کارروائیوں میں 14 کشتیاں تباہ اور 57 افراد ہلاک ہو چکے ہیں، جبکہ صرف تین زندہ بچے ہیں۔

گزشتہ ہفتے ٹرمپ انتظامیہ نے اپنی مہم کا دائرہ بڑھا کر بحرالکاہل کے مشرقی حصے تک پھیلا دیا تھا۔ اس سے پہلے حملے بحیرہ کیریبین میں کیے گئے تھے۔ اسی ماہ کے اوائل میں کیریبین میں دو زندہ بچ جانے والوں کو امریکی بحریہ نے حراست میں لے کر بعد میں ایکواڈور اور کولمبیا واپس بھیج دیا تھا۔

میکسیکو کی صدر کلاڈیا شین بام نے اپنی روزانہ کی پریس بریفنگ میں بتایا کہ ان کی حکومت کو پیر کے روز کی کارروائی اور ممکنہ زندہ بچ جانے والے شخص کے بارے میں آگاہ کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ "یہ واقعہ بین الاقوامی پانیوں میں پیش آیا" اور انہوں نے وزیرِ خارجہ خوان رامون دے لا فیونتے کو امریکی سفیر ران جانسن اور میکسیکو کے بحری حکام کے ساتھ رابطے کی ہدایت دی ہے۔

سی این این کی ایک رپورٹ کے مطابق، ٹرمپ انتظامیہ نے ایک خفیہ قانونی رائے تیار کی ہے جس میں منشیات اسمگلروں کو "دشمن جنگجو" قرار دے کر ان کے خلاف مہلک طاقت کے استعمال کو قانونی جواز دیا گیا ہے۔ یعنی ان کارروائیوں کے لیے کسی عدالتی منظوری کی ضرورت نہیں۔ یہ فیصلہ خاصا متنازع ہے کیونکہ یہ منشیات کے خلاف کارروائیوں اور جنگی مہمات کے درمیان کی لکیر کو دھندلا دیتا ہے

جنگ بندی ٹوٹنے کے کگار پر! نیتن یاہو نے غزہ پر بڑے حملے کا حکم دیا

تل ابیب: (ایجنسیاں)

غزہ میں جنگ بندی کے باوجود کشیدگی ایک بار پھر بڑھ گئی ہے۔ اسرائیلی وزیراعظم بنجامن نیتن یاہو نے منگل کو فوج کو "طاقتور حملے" کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا کہ حماس نے جنگ بندی کی شرائط کی خلاف ورزی کی ہے، جس کا جواب دینا ضروری ہے۔

اس اعلان کے ساتھ ہی امریکی ثالثی کی کمزور جنگ بندی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ نیتن یاہو نے کہا کہ حماس نے جس طرح یرغمالیوں کی باقیات واپس کیں وہ معاہدے کی "واضح خلاف ورزی" ہے۔ اطلاعات کے مطابق جنوبی غزہ میں اسرائیلی فوجیوں پر حملہ اس وقت کیا گیا جب حماس نے ایک یرغمالی کی لاش واپس کی۔ بعد میں، حماس کے مسلح ونگ، ال قاسم بریگیڈز نے کہا کہ وہ باقی ماندہ لاشوں کی واپسی کو "مسدود" کر رہا ہے کیونکہ اسرائیل جنگ بندی کی مسلسل خلاف ورزی کر رہا ہے۔ حماس کا دعویٰ ہے کہ غزہ پر جاری بمباری تلاش اور بازیابی کے عمل میں رکاوٹ بن رہی ہے۔ یرغمالیوں کی لاشوں کی بازیابی اور واپسی جنگ بندی کے اگلے مراحل میں ایک بڑی رکاوٹ بن گئی ہے۔ آنے والے مراحل میں حماس کی تخفیف اسلحہ، بین الاقوامی امن فوج کی تعیناتی، اور غزہ کی مستقبل کی حکمرانی جیسے پیچیدہ مسائل پر بات ہوگی۔ حماس کا کہنا ہے کہ غزہ میں بڑے پیمانے پر ہونے والی تباہی نے لاشوں کو تلاش کرنا انتہائی مشکل بنا دیا ہے جب کہ اسرائیلی حکام کا الزام ہے کہ تنظیم جان بوجھ کر لاشوں کی واپسی میں تاخیر کر رہی ہے۔

یہ پہلا موقع نہیں جب مغویوں کی لاشوں کے حوالے سے ابہام پیدا ہوا ہو۔ اس سے پہلے بھی کئی مواقع پر لاشوں کی شناخت کے حوالے سے غلط رپورٹس سامنے آ چکی ہیں۔ فروری 2024 میں حماس نے تین یرغمالیوں کی لاشیں واپس کرنے کا دعویٰ کیا تھا، لیکن ڈی این اے ٹیسٹ سے ایک لاش فلسطینی خاتون کی تھی۔

دس اکتوبر سے نافذ ہونے والی جنگ بندی کے دوران حماس نے پندرہ مغویوں کی لاشیں واپس کر دی ہیں جب کہ اسرائیل نے 195 فلسطینیوں کی لاشیں غزہ کے حوالے کی ہیں۔ لیکن یہ عمل اب رک گیا ہے۔ اگلا مرحلہ، جس میں حماس کی تخفیف اسلحہ اور غزہ کے مستقبل پر مذاکرات شامل ہونا تھے، اب مشکلات کا شکار ہے۔

افغانستان-پاکستان کے درمیان استنبول میں ہونے والے مذاکرات ناکام

استنبول: (نیوز ایجنسی)

افغانستان اور پاکستان کے درمیان کشیدگی کم کرنے کی کوششیں اس وقت ناکام ہو گئیں جب استنبول میں چار روز تک جاری رہنے والے مذاکرات کسی معاہدے کے بغیر ختم ہو گئے۔ یہ بات طلوع نیوز نے باخبر ذرائع کے حوالے سے بتائی۔

ذرائع کے مطابق، افغان وفد نے مذاکرات کے دوران یقین دہانی کرائی کہ افغان سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال نہیں ہونے دی جائے گی، لیکن ساتھ ہی یہ مطالبہ کیا کہ پاکستان افغانستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی بند کرے اور امریکی ڈرون آپریشنز کو افغان علاقے میں جاری رکھنے سے روکے۔ تاہم، پاکستان نے ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا۔

رپورٹس کے مطابق، اہم نکات پر اختلافات کے بعد پاکستانی وفد نے مذاکرات چھوڑ دیے، جس سے بات چیت تعطل کا شکار ہو گئی۔ سابق افغان سفیر برائے فرانس عمر سماد نے اس صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا، "یہ واضح نہیں کہ دونوں فریقوں کا اصل مقصد کیا تھا۔ کیا پاکستان واقعی کوئی عملی حل چاہتا تھا، یا صرف یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ وہ مسئلہ حل کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے؟" بات چیت میں مزید رکاوٹ اُس وقت آئی جب پاکستان نے کابل سے مطالبہ کیا کہ وہ تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) کو باضابطہ طور پر دہشت گرد تنظیم قرار دے اور اس کے خلاف فوجی کارروائی کرے۔ اس پر افغانستان کے وزیرِ دفاع مولوی محمد یعقوب مجاہد نے یہ مطالبہ مسترد کرتے ہوئے کہا کہ

"پاکستان اور دیگر ممالک دہشت گردی کے لیبل کو سیاسی مقاصد کے لیے اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔" مذاکرات سے قبل پاکستان کے وزیرِ دفاع خواجہ محمد آصف نے خبردار کیا تھا کہ اگر بات چیت نتیجہ خیز نہ ہوئی تو اسلام آباد فوجی کارروائی پر مجبور ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس افغانستان نے زور دیا کہ وہ مسائل کو سفارتی ذرائع سے حل کرنے کے لیے پُرعزم ہے۔

اسلامی امارتِ افغانستان کے نائب وزیرِ داخلہ محمد نبی عمری نے بھی کابل کے موقف کو دہراتے ہوئے کہا،

"اسلامی امارت اعلیٰ ترین سطح سے لے کر نچلی سطح تک غیر مداخلت کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور دوسرے ممالک کے داخلی معاملات میں مداخلت نہیں کرتی۔" استنبول مذاکرات قطر اور ترکی کی ثالثی سے ہونے والی ایک عارضی جنگ بندی کے بعد شروع ہوئے تھے۔ یہ جنگ بندی اس وقت عمل میں آئی جب پاکستان نے مبینہ طور پر افغان فضائی حدود کی خلاف ورزی کی تھی، جس پر کابل نے جوابی ردعمل دیا۔ 17 اکتوبر سے جاری یہ تازہ مذاکرات کسی واضح پیش رفت کے بغیر ختم ہو گئے، جس سے دونوں ملکوں کے تعلقات میں بہتری کی امیدیں کمزور پڑ گئی ہیں

کینیڈا: ہندوستانی نژاد تاجر کا قتل

ایبٹس فورڈ: (ایجنسیاں)

کینیڈا کے شہر ایبٹس فورڈ میں پیر کی صبح ایک 68 سالہ ہندوستانی نژاد تاجر، درشن سنگھ سہسی، کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

ایبٹس فورڈ پولیس کی جانب سے جاری کردہ ایک بیان کے مطابق، پولیس گشت کے دوران موقع پر پہنچی تو درشن سنگھ سہسی شدید زخمی حالت میں ملے۔ انہیں فوراً اسپتال منتقل کیا گیا، جہاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ان کا انتقال ہو گیا۔ پولیس نے بتایا کہ واقعے کی تحقیقات ابتدائی مرحلے میں ہیں۔ سرجنٹ پال واکر نے بتایا کہ فوری طبّی امداد کے باوجود، وہ اپنی جان نہ بچا سکے۔ اس وقت کسی کو گرفتار نہیں کیا گیا ہے۔ تحقیقات ابتدائی مرحلے میں ہیں اور اس واقعے کے تمام پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے اضافی ٹیمیں تعینات کر دی گئی ہیں۔

پولیس کا کہنا ہے کہ درشن سنگھ سہسی پر ہونے والی فائرنگ کا تعلق جنوبی ایشیائی کاروباری برادری کے خلافخاری بھتہ خوری یا تشدد کے سلسلے سے نہیں لگتا۔ تفتیش کاروں کے مطابق حملہ آور اکیلا تھا اور اس نے گاڑی سے نکل کر درشن سنگھ سہسی پر گولیاں چلائیں۔ پولیس نے ایک چاندی رنگ کی ٹویوٹا کورولا کی تصویر بھی جاری کی ہے جو اس واقعے میں ملوث بتائی جا رہی ہے۔

اسی دوران، کینیڈا میں مقیم گینگسٹر گولڈی ڈھلّوں، جو لارنس بشنوئی گینگ سے منسلک بتایا جاتا ہے، نے بدھ کے روز فیس بک پر پوسٹ کرتے ہوئے درشن سنگھ سہسی کے قتل کی ذمہ داری قبول کی۔ فیس بک پوسٹ میں گولڈی ڈھلّوں نے الزام لگایا کہ درشن سنگھ سہسی ایک بڑے منشیات کے کاروبار میں شامل تھے اور انہوں نے گینگ کے مالی مطالبات کو نظرانداز کیا تھا۔

پولیس حکام ہندوستان اور کینیڈا دونوں میں اس پوسٹ کی سچائی کی جانچ کر رہے ہیں اور لارنس بشنوئی نیٹ ورک کے بیرونِ ملک روابط کی تفتیش بھی جاری ہے۔ پنجابی صحافی گرپریت سنگھ ساہوتا نے درشن سنگھ سہسی کو ایک "نرم دل اور مددگار انسان" قرار دیا۔ ان کے مطابق، وہ ایک کامیاب تاجر تھے، کروڑوں کی دولت کے مالک تھے، مگر کبھی دکھاوا نہیں کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ کمیونٹی کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے

برازیل میں ڈرگ مافیا کے ٹھکانوں پر چھاپے، پولیس کارروائی میں 80 افراد ہلاک

ریوڈوجنیرو: (ایجنسیاں)

برازیل کے سیکورٹی اداروں نے دارالحکومت ریوڈوجنیرو میں جرائم پیشہ افراد اور بدمعاشوں کے خلاف بڑا آپریشن شروع کیا ہے۔ اس آپریشن میں چار پولیس اہلکار اور تقریباً 80 افراد مارے گئے۔ آپریشن میں بڑی تعداد میں ہلاکتوں نے بین الاقوامی سوالات کو جنم دیا ہے۔ انکاؤنٹر کی خبروں کے بعد ہر کوئی یہ جاننے کی کوشش کر رہا ہے کہ اتنا بڑا آپریشن اچانک کیسے شروع ہوا۔

کاسترو نے ایک ویڈیو تقریر میں کہا، ہم کیا چاہتے ہیں؟ ایک پرامن ریوڈی جنیرو، جرائم سے پاک برازیل اور ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے، کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ عوامی تحفظ جتنا زیادہ ہوگا، آپ اور آپ کے خاندانوں کو اتنا ہی زیادہ تحفظ اور آزادی کا احساس ہوگا۔ اگرچہ یہ آپریشن جانی نقصان کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے، لیکن دارالحکومت میں بڑے واقعات سے پہلے اکثر اسی طرح کی کارروائیاں کی جاتی ہیں۔ برازیل میں متعدد گروہ ہیں، جو منشیات کی اسمگلنگ، ایکسٹورشن اور دیگر بدنام زمانہ سرگرمیوں کے لیے مشہور ہیں۔ اگلے ہفتے ریو ایک اہم موسمیاتی کانفرنس، C40 ورلڈ میئرز سمٹ کی میزبانی کرے گا۔ یہ کارروائی منشیات کی سمگلنگ اور منظم جرائم کے خلاف مہم آپریشن کمپلیکس کا حصہ تھی۔ کمانڈو ورمیلھو گینگ تھا، جسے ریڈ کمانڈ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔ حکام نے سوشل میڈیا پر یہ بھی دعویٰ کیا کہ آپریشن کے دوران کم از کم 42 رائفلیں قبضے میں لے لی گئیں۔

کمانڈو ورمیلھو کا سراغ لگانے کے لیے کیا گیا آپریشن کاسترو نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر لکھا، آپریشن کا مقصد کومانڈو ورمیلھو کی علاقائی توسیع کا مقابلہ کرنا اور ریوڈی جنیرو اور دیگر ریاستوں سے جرائم پیشہ رہنماؤں کو پکڑنا ہے

آپریشن میں 2500 سیکورٹی اہلکار شامل آپریشن کے پیمانے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں تقریباً 2500 سیکورٹی اہلکاروں نے حصہ لیا، یہ سیکورٹی اہلکار بکتر بند گاڑیوں اور ہیلی کاپٹروں سے لیس تھے۔ آپریشن کا بنیادی مرکز ریوڈی جنیرو کے مضافات میں واقع Alemão اور Penha favela کمپلیکس تھا، جہاں غریبی اور گھنی آبادی ہے۔

وزیراعظم مودی 31 اکتوبر کو نئی دہلی میں بین الاقوامی آرین سمٹ میں شرکت کریں گے

بھارت/(نئی دہلی) وزیراعظم نریندر مودی 31 اکتوبر کو نئی دہلی کے روہنی میں بین الاقوامی آرین سمٹ میں شرکت کریں گے۔ چوٹی کانفرنس کے دوران وزیراعظم اجتماع سے خطاب کریں گے۔ وزیراعظم کے دفتر کے مطابق اس سمٹ میں ہندوستان اور بیرون ملک سے آریہ سماج کی مختلف شاخوں کے نمائندے شرکت کریں گے۔ اس تقریب میں 150 سنہری سال کی خدمت کے عنوان سے ایک نمائش بھی منعقد کی جائے گی، جس میں تعلیم، سماجی اصلاح اور روحانی ترقی میں آریہ سماج کے تعاون کو دکھایا جائے گا۔ وزیراعظم کے دفتر نے کہا کہ سربراہی اجلاس کا مقصد مہارشی دیانند سرسوتی کی اصلاح پسند اور تعلیمی میراث کا احترام کرنا ہے۔ اس کا مقصد آریہ سماج کی 150 سال کی خدمات کا جشن منانا اور ویدک اصولوں اور مقامی اقدار کے بارے میں بیداری پیدا کرنا ہے۔

قابل ذکر ہے کہ یہ سربراہی اجلاس گیان جیوتی مہوتسو کا حصہ ہے، جو مہارشی دیانند سرسوتی کے 200 ویں یوم پیدائش اور آریہ سماج کی طرف سے سماجی خدمات کے 150 سال مکمل ہونے کی یاد میں منعقد کیا

لاہور، پاکستان میں پولیس سب انسپکٹر ڈکیتی کے الزام میں گرفتار

اسلام آباد: (ایجنسیاں)

پاکستان کے صوبہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں ایک پولیس سب انسپکٹر (ایس آئی) کو ڈکیتی کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ سینئر پولیس حکام نے حال ہی میں وائرل ہونے والے ایک ویڈیو کلپ کی بنیاد پر تحقیقات کے بعد اسے حراست میں لے کر پوچھ گچھ کی گئی۔ اس نے جرم کا اعتراف کر لیا اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔

ایکسپریس ٹریبیون کی ایک رپورٹ کے مطابق سب انسپکٹر پر لاہور کے علاقے شاہدرہ میں ڈکیتی کی واردات کا الزام ہے۔ پولیس ذرائع نے ملزم کی شناخت سب انسپکٹر عمار کے نام سے کی جو نیو انارکلی تھانے کے آپریشنز ونگ میں تعینات تھا۔ اسے 27 اکتوبر کو سی سی ٹی وی فوٹیج منظر عام پر آنے کے بعد حراست میں لیا گیا تھا، جس میں وہ شاہدرہ کی اسلامیہ کالونی میں ایک مقامی تاجر کے گھر پر ڈاکو ——— ں کے ساتھ، نقاب پوش اور مسلح دکھائی دے رہا تھا۔ سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والی ایک ویڈیو میں عمار کو عمران حیدر کے گھر سے نقدی سے بھرا بیگ چھینتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ تفتیش کاروں کا کہنا ہے کہ متاثرہ کے گھر پر ڈکیتی کی یہ چوتھی واردات تھی۔ متاثرہ کو مجموعی طور پر 1.7 ملین روپے کا نقصان ہوا۔ تازہ ترین واقعہ 18 اکتوبر کو پیش آیا۔ ملزمان نے گن پوائنٹ پر 477000 روپے لوٹ لئے۔

وائرل کلپ پر عوامی غم و غصے کے بعد سپرنٹنڈنٹ آف پولیس سٹی نے ایک خصوصی تحقیقاتی ٹیم تشکیل دی۔ انٹیلی جنس اور تکنیکی معلومات کی بنیاد پر ٹیم نے مستی گیٹ پولیس کی مدد سے عمار کو بغیر کسی مزاحمت کے گرفتار کر لیا

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

اداریہ

بہار انتخابات اور مسلمان!!

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔۔۔

حالیہ دنوں پڑوسی ملک ہندوستان کے صوبہ بہار کے سیاسی افق پر انتخابی بگل بج چکا ہے، ہر طرف دھول اڑ رہی ہے، ہر جماعت اقتدار کی دوڑ میں شامل ہے، ایک طرف ہندوستان کی حالیہ حکومت بی جے پی اپنی پوری توانائی کے ساتھ بہار کے حالیہ وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی پارٹی کو جتانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہے تو دوسری طرف آر جے ڈی اور انڈیا اتحادی پارٹیاں بہار میں تیجسوی یادو کی سرکار بنانے کے لیے مہم تیز کئے ہوئے ہیں۔

وہیں پر شانت کشور کی پارٹی جن سوراج اپنے جیت کی دعویداری پیش کر رہی ہے تو آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین بھی میدان میں کمر کسے ہوئے ہے، بہار کی سیاست کو سمجھنے کے لیے اگر کسی ایک زاویے کو بنیاد بنایا جائے تو وہ ذات برادری ہے، یہاں کی سیاست پر نظریات کی روشنی سے زیادہ ذات برادری کا سایہ گہرا نظر آتا ہے۔

انتخابی مہمات ہوں یا امیدواروں کی نامزدگیاں، یہ فیصلے اسی پیمانے ہر کیا جاتا ہے کہ کس برادری کی تعداد کہاں کتنی ہے اور وہ کس کے ساتھ جاسکتی ہے۔ ایسے ماحول میں مسلمان ایک بڑی مگر منتشر سیاسی قوت کے طور پر موجود ہیں——

ایک ایسی قوت جو ہر انتخاب میں فیصلہ کن کردار ادا کر سکتے ہیں مگر اسکے باوجود اپنے اثر سے بے خبر دکھائی دیتے ہیں۔

بہار میں مسلمان ہمیشہ ایک ووٹ بینک کی طرح رہے ہیں۔ کئی حلقوں میں ان کی آبادی کا تناسب نتائج بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے، یہ صورتِ حال صرف سیاسی نہیں بلکہ نفسیاتی بھی ہے۔

مسلم ووٹر جذباتی ہیں، وہ انصاف اور مساوات کے نعروں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ وہ دل سے ووٹ دیتے ہیں، دماغ سے حساب نہیں لگاتے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ ووٹ کی تقسیم کا انجام کس کے حق میں جائے گا۔ یہی رویہ ان کی سیاسی قوت کو کمزور کرتا آیا ہے، اگر ان میں اجتماعی سوچ پیدا ہو جائے، اگر وہ اپنے ووٹ کو اصولی بنیاد پر استعمال کریں، تو بہار کی سیاست کا رخ بدل سکتا ہے۔

یہ ایک دلچسپ مگر تلخ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت سیاسی طور پر جس کے خلاف ووٹ دیتی ہے، عملی طور پر نتیجہ اسی کے حق میں جاتا ہے۔ اس کی وجہ کسی کو جتانے کی نیت نہیں بلکہ اتحاد کی کمی اور غیر منظم سیاسی شعور ہے۔ ان کے ووٹ کا رخ ہر علاقے اور طبقے میں مختلف ہوتا ہے۔ کہیں مذہبی وابستگی، کہیں مقامی رشتہ داری، اور کہیں امیدوار کی ذاتی ساکھ اثر انداز ہوتی ہے۔ نتیجتاً ووٹ تقسیم ہو جاتے ہیں اور وہ طاقت جس کے خلاف وہ کھڑے ہوتے ہیں، مزید مضبوط ہو جاتی ہے۔

۔ لوگ پارٹی یا منشور کے بجائے برادری دیکھ کر ووٹ دیتے ہیں۔ نظریہ محض رسمی حیثیت رکھتا ہے۔ کوئی امیدوار چاہے ترقی کی کتنی ہی بات کرے، اگر وہ مخالف ذات سے ہے تو اس کے لیے ووٹ دینا دشوار سمجھا جاتا ہے۔ یہی حقیقت ریاست میں جمہوری شعور کے محدود ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

اب ایسی صورت میں بہار کے انتخاب پر نہ صرف ہندوستان بلکہ پڑوسی ممالک کی بھی نظریں جمی ہوئی ہیں، چوں کہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یوپی اور بہار کے انتخابات حکومتوں کے فیصلے کرتے ہیں، چوں کہ یہاں کا انتخابی مہم جو بھی ہو لیکن زیر اقتدار بی جے پی کسی صورت اس انتخاب کو جیتنے کی کوشش کرے گی، وہیں انڈیا اتحاد کے سربراہ راہل گاندھی نے بھارت جوڑو یاترا کے ذریعے جو پیغام محبت دیا تھا کیا اس پیغام کو عوام یاد رکھے گی؟

آنے والے 14 نومبر کو دیکھنا دلچسپ ہوگا کہ صوبہ بہار میں کس کے سر سہرا سجتا ہے، نتیش کمار یا تیجسوی یادو

بنی اسرائیل کے عروج وزوال کی داستان (قسط دوم)

نور محمد خالد مصباحی ازہری برکاتی

وَضُرِبَت عَلَيهِمُ الذِّلَّةُ وَالمَسكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُم كَانُوا يَكفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيرِ الحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعتَدُونَ (۲-البقرہ: ۶۱)

(اور ڈالی گئی ان پر ذلت اور محتاجی، اور پھرے اللہ کا غضب لے کر۔ یہ اس لیے ہوا کہ نہیں مانتے تھے احکامِ خداوندی کو، اور خون کرتے تھے پیغمبروں کا ناحق۔ یہ اس لیے کہ نافرمان تھے اور حد پر نہ رہتے تھے۔)

گزشتہ آیات میں بنی اسرائیل پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے انعامات کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ میرے معلومات کے مطابق جتنے انعامات واحسانات بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئے گئے ہیں شاید اتنے احسانات وانعامات دنیا کی اور کسی قوم پر کیا گیا ہو اُن کی شخصی تہذیب شہری اجتماعیت کے تربیتی مراحل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جدوجہد کا بڑا دخل تھا، لیکن ان کی اکثریت فرعونی غلامی کے اثرات سے باہر نہ نکل سکی۔ انہیں فرعون کی غلامی سے آزادی حاصل ہونے، تورات جیسی الہامی کتاب کے نازل ہونے، مَنّ و سلویٰ کے حاصل ہونے، جیسے بڑے انعامات کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے احکام الہیہ کی پاسداری نہ کر کے جرم عظیم کے مرتکب ہوئے اُن کی تعلیم وتربیت کو قبول نہیں کیا، بلکہ مسلسل اُن کی نافرمانی کرتے ہوئے بچھڑے کو معبود بنا لیا، دیدار خداوندی کا مطالبہ کیا۔ بستی میں داخل ہوتے وقت توبہ اور استغفار کے بجائے نافرمانی پر مشتمل الفاظ ادا کیے۔۔ نتیجتا اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی اسرائیلیوں پر ذلت و مسکنت اور غضبِ الٰہی کا عذاب مسلط کر دیا۔ آیتِ مبارکہ میں اُن پر اسی غضب الٰہی اور عذاب کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

وَضُرِبَت علیهم الذلة والمسكنة:

کسی بہترین اجتماعی نظام کی تشکیل میں اعلیٰ فکر عزت واحترام امن وامان۔ مستحکم سیاسی نظام، عدل وانصاف پر مبنی خوش حال معاشی نظام کا بڑا اہم کردار ادا ہوتا ہے۔ ان تینوں مذکورہ جہت سے بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات ہوئے، لیکن انھوں نے تورات کی تعلیمات کو پورے طور پر قبول نہ کیا۔ عدل وانصاف اور امن وامان کے بہترین سیاسی نظام کی پوری پاسداری نہ کی۔ معاشی عدل و انصاف کے منصفانہ نظام سے روگردانی کی۔ مَنّ و سلویٰ اور غذائی اَجناس کی ذخیرہ اندوزی کر کے معاشی ظلم و ناانصافی کے رویوں کا اظہار کیا۔ اس کے نتیجے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پر تین طرح کے عذاب مسلط کیے۔

1۔ الذِّلَّةُ: سیاسی حوالے سے ذلت اور رُسوائی کا عذاب مسلط ہوا، یہاں تک کہ ان کے اس عادات واطوار کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے انہیں حکومت کی محرومی میں مبتلا کر دیا ۔ حکیم الامت حضرت علامہ احمد یار خان نعیمي علیہ الرحمۃ اس آیت مبارکہ کي تفسیر میں فرمائے ہیں کہ یہود پر ذلت وخواری لازم کر دی گئی کہ ان سے ہمیشہ کے لئے سلطنت چھین لی گئی اور ان کو مسلمانوں یا عیسائیوں کا غلام بنا دیا گیا، کسی یہودی کے پاس مال ہوا تو کیا وہ اپنی مستقل اور آزاد خود مختار ریاست سے بالکل محروم ہوگئے جو موجب عزت تھی اور آج بھی الحمد للہ خود مختار آزاد ریاست سے یہودی محروم ہیں اور صبح قیامت تک ان شاءاللہ محروم رہیں گے۔

2۔ المَسكَنَةُ: معاشی ناانصافی اور ظلم کے نتیجے میں ان پر معاشی حوالے سے مسکنت اور محتاجی مسلط کر دی گئی۔ حکیم الامت حضرت علامہ احمد یار خان نعیمي علیہ الرحمۃ اس آیت کي تفسیر میں فرمائے کہ یہود پر ہمیشہ دوسری حکومتوں کی طرف سے ٹیکس وغیرہ اس قدر لگتے رہیں گے کہ جس سے وہ غریب رہیں گے یا ٹیکس کے خوف سے ہمیشہ اپنی غریبی ظاہر نہ کریں گے کہ کوئی ہم کو مالدار نہ جانے اور یہ بھی درست ہے کہ "تونگری بہ دل است نہ بہ مال معاشی آسودگی دل سے ہوتی ہے، نہ کہ مال سے۔ اس لیے کہ یہود مال دار ہو کر بھی محتاج ہی رہے اور ہیں۔

۳۔ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ: کوئی قوم اعلیٰ تعلیم حاصل کر لینے کے باوجود اس پر پورے طور پر عمل نہ کرے تو وہ غضبِ الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہے۔ بنی اسرائیل کے پاس ایک اعلیٰ کتاب تورات اللہ کی طرف سے برہان بن کر نازل ہوئی، لیکن انھوں نے اس کی پورے طور پر پاسداری نہ کی۔ اس کے نتیجے میں اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا۔ علم کی صحیح قدر نہ کی جائے اور اس کے تقاضوں کے مطابق پورا عمل نہ کیا جائے تو وہ قوم "مغضوب علیہم" بن جاتی ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں یعنی وہ رب کے بڑے ہی قہر کے مستحق ہو گئے کہ دنیاوی عزت اور آخرت کی جنت سے محروم رہے اور انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی برکت سے جو رتبے انہیں حاصل ہوئے جاتے رہے۔

۴۔ ذٰلِكَ بِأَنَّهُم كَانُوا يَكفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی ترقی اور تہذیب اور انسانیت کی رہنمائی کے لیے کلامِ الٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیا پر نازل کیا تھا، لیکن انھوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا، اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈالا، اس سبب سے وہ عذابِ الٰہی کے مستحق ہوئے۔ یہود کی پوری تاریخ اللہ کی آیات؛ تورات، زبور، انجیل اور قرآن حکیم کے انکار اور توہین پر مبنی رہی ہے۔ انہوں نے توریت کو بدل دیا اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عذاب موسیٰ علیہ السلام کے دور میں نہ آیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کے ادوار میں بنی اسرائیل پر پیش آیا۔

۵۔ وَيَقتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيرِ الحَقِّ:

یہودیوں نے بہت سے پیغمبروں کو شہید کیا جیسے کہ حضرت یوشع وزکریا وشعیب ویحی علیہم السلام اور بہت سے انبیاء کرام کو شہید کرنے کی کوشش کی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر بھی دیا، ایک دفعہ تو ایک دن میں ان لوگوں نے 70 انبیاء کو شہید کیا۔ عیسي علیہ السلام کو چند روپے کی لالچ میں شہید کرنے کی کوشش کی حضرت زکریا ویحی علیہما السلام کو صرف اس لئے شہید کیا کہ وقت کا بادشاہ اپنی سوتیلی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا تھا تو ان حضرات نے اس کو حرام فرما دیا اور بادشاہ کے خواہش کے موافق فتوی نہ دیا۔

6۔ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعتَدُونَ:

کوئی قوم ظلم، ناانصافی اور نافرمانی کو اپنا رویہ بنا لے تو وہ دنیا میں بھی عذاب کی مستحق ہوتی ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔ بنی اسرائیل "عِصیان" و "عُدوان" پر کاربند رہے۔

"عِصیان" یہ ہے کہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں کی نافرمانی اور ان میں کمی اور کوتاہی کرنا۔ "عُدوان" یہ ہے کہ ظلم و ناانصافی کو اپنی عادت اور رویہ بنا لینا۔ اس اِفراط و تفریط اور ظلم وزیادتی کے نتیجے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر طرح طرح کا عذاب نازل فرمایا، کبھی ان پر اشوریوں و بابلیوں کو مسلط کر دیا تو کبھی بخت نصر بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے ان کی اینٹ سے اینٹ بجادی، ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا اور پورے فلسطین کو برباد کر کے چھوڑا مگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے آخر ایک بار پھر سن 60 عیسوی میں رومی جنرل تائٹس (Titus) نے یہودیوں کو فلسطین سے بے دخل کر کے انہیں قیدی وغلام بنا کر پایہ تخت روم لے گیا مگر دنیا کی یہ سب سے نافرمان قوم مکمل 2000 برس تک یورپ امریکہ شمالی افریقہ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتی پھرتی رہی، یہ جس بھی ملک میں گئے یا تو دربدر کئے گئے یا مار ڈالے گئے یا زندہ جلا دئے گئے، یورپ کے اکثر ممالک جیسے انگلینڈ۔ پولینڈ۔ نیدرلینڈ۔ جرمنی فرانس مشرقی یورپ۔ روس یوکرین اسپین پرتگال میں جا کر آباد ہو گئی پھر پندرہویں صدی میں امریکہ کے دریافت کے بعد یہودیوں کی اچھی خاصی آبادی کاروبار کی تلاش میں شمالی امریکہ جنوبی امریکہ چلی گئی، 2000 برس تک دنیا کے اکثر ممالک میں سخت مصائب و آلام جھیلنے کے بعد انہیں یہ احساس ہوا کہ اب ہمیں دنیا میں باعزت رہنے کے لئے ایک وطن کی ضرورت ہے (مگر خدا جس قوم کے مقدر میں ذلت لکھ دے اسے کون عزت دے سکتا ہے)۔

اس لیے یہودیوں کے بڑے بڑے مفکرین نے انسویں صدی کے نصف میں صہیونیت تحریک کی بنیاد رکھی صہیونیت کے متعدد اقسام ہیں اور ہر قسم کا الگ الگ شخص بانی ہے صیہونیت کے چند اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

1 صہیونیت مذہبی 2 صہیونیت ثقافتی 3 صہیونیت سیاسی سردست میں صہیونیت سیاسی پر گفتگو کروں گا اور اسکے عزائم پر روشنی ڈالوں گا۔

تو جانتے ہیں کہ صہیونیت کی تعریف کیا ہے؟ صیہونیت (Zionism) یہودیوں کی ایک قومی تحریک ہے جو یہودیوں کے لئے فلسطین میں ایک وطن کے قیام کی حمایت کرتی ہے اس تحریک کا بانی تھیوڈور ہرتزل تھا جس کی ولادت 1860 عیسوي میں ہنگری (Hungry) میں اور موت 1904 عیسوی میں آسٹریا (Austria) میں ہوئی تھی

1896 میں اس نے "یہودی ریاست" نامی کتاب لکھ کر دنیا بھر کے تمام یہودیوں کو فلسطین میں آکر آباد ہونے کا تصور پیش کیا۔ چنانچہ اسی تصور پر یہودیوں کا پہلا گروہ 1882 میں ارض مقدس یعنی فلسطین میں آکر آباد ہوا اس وقت کا فلسطین سلطنت عثمانیہ کے زیر نگیین تھا۔ سلطنت عثمانیہ کے حالات دن بدن بگرتے جارہے تھے اس کے متعدد وجوہات تھے جس پر مختصر اقسط اول میں میں نے روشنی ڈالی ہے۔

پہلی جنگ عظیم میں جرمن German کے یہودیوں نے اپنے ملک جرمنی سے بے وفائی اور بد عہدی کر کے فریق مخالف برطانیہ کی خوب خوب مالی تعاون کی اور بدلے میں برطانیہ سے جنگ جیتنے کی صورت میں فلسطین میں ایک یہودی ریاست کے قیام کا خفیہ معاہدہ کر لیا بالآخر جنگ عظیم اول 1414 تا 1418 میں جرمنی اور اسکے اتحادی سلطنت عثمانیہ کو شکست فاش ہوئی۔ جنگ کے دوران ہی 1917 میں برطانیہ نے بالفور اعلامیہ پاس کر کے دنیا بھر کے تمام یہودیوں کو فلسطین میں آکر آباد ہونے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ دنیا بھر سے یہودی فلسطین آکر آباد ہونے لگے اور 1936 آتے آتے فلسطین میں یہودیوں کی اچھی خاصی آبادی ہوگئی اسی سال 1936 میں یہودیوں اور عرب فلسطینوں کے مابین جنگ لڑی گئی مگر عرب فلسطینیوں کو اس جنگ میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا

یورپ اور امریکہ کی مدد سے مئی 1948 میں دنیا کے نقشے پر ایک نیا ملک بنام اسرائیل وجود میں آیا اور فلسطین کو دو حصوں میں بانٹ کر مغربی کنارہ west Bank اردن کے زیر کنٹرول اور غازہ پٹی مصر کے زیر کنٹرول کر دیا گیا

یوں 1967 تک فلسطینیوں اور اسرائیلیوں میں چھوٹی بڑی جنگیں ہوتی رہیں بالآخر 1967 میں اسرائیل اور عرب ممالک کے مابین فلسطین کو غاصب یہودیوں کے پنجہ سے آزاد کرنے کیلئے 6 روزہ معرکۃ الأراء جنگ لڑی گئی مگر اسرائیل یورپی اور امریکی ممالک کے جدید آلات حرب کی مدد سے یہ جنگ جیت گیا اور فلسطین کے بچے کھچے علاقے غازہ پٹی اور مغربی کنارہ پر بھی قبضہ کر لیا مگر بعد میں مصر سے امن معاہدہ کر کے غزہ پٹی فلسطینیوں کو واپس کر دیا اور مغربی کنارہ پر یاسر عرفات کی کٹھ پتلی۔ حکومت بنام۔ الفتح کا قبضہ ہو گیا (اس وقت مسلم ممالک شیعہ ۔ سنی وہابی میں اپنا انرجی صرف کر رہے تھے انہیں ان چیزوں سے کوئی مطلب نہ تھا اگر مطلب تھا تو بریانی اور حلوہ سے تھا یہ اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا حال تھا اور ہے کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا کہ جس نے نیزہ بازی سیکھ کر اسے بھلا دیا فھو لیس منا یعنی وہ ہماری امت سے نہیں ہے اور آج مسلمان جدید آلات حرب میں انہیں یہود ونصاری کے محتاج ہیں اور ٹیکنالوجی کے میدان میں یہود ونصاری کے مقابل۔ صفر ہیں فتدبروا یا اولی۔ الالباب)

لیکن یہودیوں نے اپنی عادت خبیثہ یعنی قتل وغارت گری فتنہ وفساد۔ ظلم وعدوان ۔ کذب بیانی۔ وعدہ شکنی۔ بے وفائی جو انکی حیات کا جزء لاینفک ہے اسے فلسطینی عوام کے خلاف استعمال کر کے ظلم و بربریت کی حد کر دی فلسطینیوں کو قید سلاسل کیا انہیں بلاوجہ گولیوں کا نشانہ بنایا، بالآخر مصر کی اخوانی تحریک سے متاثر شیخ یسین کی قیادت میں 1987 میں حرکۃ المقاومۃ الإسلامیۃ یعنی حماس کی بنیاد ڈالی گئی۔

جس کا بنیادی مقصد اسرائیلیوں کے ظلم و بربریت سے فلسطینیوں کو بچانا تھا جب اسرائیلیوں کا ظلم حد سے بڑھا تو ایک کہاوت کے مطابق کہ بلی جب عاجز آتی ہے تو شیر پر بھی حملہ کر دیتی ہے آخر کار 7 اکتوبر 2023 کو حماس نے ایک منظم پلان کے تحت طوفان الاقصی نام سے اسرائیل پر حملہ کر دیا اور آج دو برس سے زائد کا عرصہ ہو گیا عداوت کی یہ آگ نہ بجھی، مگر دنیا نے انکی شقاوت قلبی کا اس دو سالہ جنگ میں مشاہدہ کر لیا

اور انھوں نے اہل غزہ پر ظلم و بربریت کے جو پہاڑ توڑے ماضی قریب میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

الحمد للہ آج بھی یہودی ایک آزاد ریاست سے محروم ہیں اور صبح قیامت تک محروم رہیں گے اگر ان کے آقا یورپ امریکہ 5 منٹ کے لئے ان سے دور ہو جائیں تو اسرائیل 5 منٹ میں دنیا کے نقشے سے مٹا دیا جائیگا اور آج بھی اسرائیل اپنے ہر فیصلے میں امریکہ و یورپ کا محتاج ہے اور یہی انکے غلامی کی نشانی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اسرائیلی آج تک آزاد ریاست قائم نہ کر پائے اور ان شاءاللہ صبح قیامت تک قائم بھی نہ کر پائیں گے۔

سچ فرمایا میرے رب نے ضربت علیهم الذلة والمسكنة۔۔جاری

9779811190536

محرر کا تعارف:

نام نور محمد خالد مصباحی ازہری برکاتی

ملک نیپال کی مشہور ومعروف دینی وملی شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا ہے، رفاہی اور فلاحی کاموں میں آپ کی غیر معمولی دلچسپی پورے لمبنی پردیش کے لیے مسرت افزا ہے آپ جامعہ اسلامیہ احسن البرکات کے ناظم اعلیٰ ہونے کے ساتھ دارالحکومت کاٹھمانڈو کی معیاری درسگاہ جامعہ احسن البرکات کے بھی بانی ومتہم ہیں آپ حالات حاضرہ پر گاہے بگاہے اپنی تحریروں سے قوم وملت کو بیدار کرتے رہتے ہیں۔ نیپال میں سرگرم عمل تنظیم علما فاؤنڈیشن کے مرکزی خازن ہونے کے ساتھ نیپال اردو ٹائمز کے مشیر اعلیٰ بھی ہیں، آپ کے سیکڑوں مقالات عربی اردو انگلش میں ملک وبیرون ملک کے مختلف اخباروں میں شائع ہوتے رہے ہیں آپ نے یورپ وایشیا کے بیشتر ممالک کا تبلیغی دورہ بھی فرمایا جامعہ ازہر مصر سے جامعہ الثقافۃ السنیہ کالی کٹ کیرالہ کے شیوخ سے اچھے روابط قائم کئے ہوئے ہیں، حالیہ دنوں اپنے ضلع کپلوستو میں پانی جیسی نعمت کو ہر ضرورت مند تک پہونچانے میں سرگرم عمل ہیں جو بشکل ہینڈ پائپ ہے۔ اللہ سلامت رکھے

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

Weekly The
NEPAL URDU TIMES
۳۰/اکتوبر ۲۰۲۵ مطابق ۷ جمادالاولی ۱۴۴۷ھ۔ ۱۳ گتے کارتک ۲۰۸۲ جمعرات
ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز

بہار کی سیاست اور مسلم ووٹ

سیاست صرف نعروں یا تقریروں سے نہیں بلکہ حکمت، منصوبہ بندی اور اجتماعی شعور کے ذریعے بدلتی ہے
شمس آغاز
ایڈیٹر، دی کوریج
9716518126
shamsaghzrs@gmail.com

بہار کی سیاست کو سمجھنے کے لیے اگر کسی ایک زاویے کو بنیاد بنایا جائے تو وہ ذات اور برادری کا اثر ورسوخ ہے۔ یہاں کے سیاسی منظر نامے پر نظریات کی روشنی سے زیادہ سماجی توازن کا سایہ گہرا نظر آتا ہے۔ انتخابی مہمات ہوں یا امیدواروں کی نامزدگیاں، ہر فیصلہ اسی پیمانے پر پرکھا جاتا ہے کہ کس برادری کی تعداد کتنی ہے اور وہ کس کے ساتھ جاسکتی ہے۔ یہ وہ ریاست ہے جہاں نظریے یا کارکردگی سے زیادہ شناخت اور وابستگی ووٹ کے فیصلے طے کرتی ہے۔ ایسے ماحول میں مسلمان ایک بڑی مگر منتشر سیاسی قوت کے طور پر موجود ہیں — ایک ایسی قوت جو ہر انتخاب میں فیصلہ کن کردار ادا کرنے کے باوجود اپنے اثر سے بے خبر دکھائی دیتی ہے۔

ریاست کی سیاست میں مسلمان ہمیشہ ایک معتبر ووٹ بینک رہے ہیں۔ کئی حلقوں میں ان کی آبادی کا تناسب نتائج بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مگر یہ تلخ حقیقت بھی کم اہم نہیں کہ ان کے ووٹ کی تقسیم اکثر انہی کے مفاد کے خلاف جاتی ہے۔ مختلف جماعتیں ان کے ووٹ کو اپنے حق میں یقینی سمجھ کر چلتی ہیں، مگر ان کی قیادت میں مسلمانوں کی حقیقی ترجیحات اور مسائل کم ہی جگہ پاتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بہار کے مسلمان ابھی تک کوئی مربوط سیاسی حکمتِ عملی اختیار نہیں کر سکے، نہ ہی کسی ایک نظریے پر اجتماعی طور پر متفق ہو پائے ہیں۔

بہار کی ایک بڑی جماعت نے ہمیشہ خود کو اقلیتوں کے محافظ کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس کی سیاسی بنیاد ایک مخصوص برادری اور مسلمانوں کے اتحاد پر قائم ہے۔ نظریاتی طور پر یہ جماعت سماجی انصاف اور پسماندہ طبقوں کے حقوق کی علمبردار رہی ہے، مگر عملی سیاست میں ذات کی دیواروں نے اس کے نعروں کو بے اثر کر دیا۔ وہ برادری جس نے اس جماعت کو سیاسی طاقت دی، اب اپنے مفاد کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔ اگر امیدوار اس کے طبقے سے نہ ہو تو ووٹ کسی اور سمت چلا جاتا ہے۔ اس کے برعکس مسلم ووٹر نے ہمیشہ نظریے اور وعدے کو اہمیت دی، ذات یا برادری کو نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر بار دل سے ووٹ دیتے ہیں مگر حساب کے لحاظ سے کمزور پڑ جاتے ہیں۔

ایک دوسری بڑی جماعت، جو قومی سطح پر سیکولرزم اور سماجی برابری کی دعوے دار ہے، ریاست میں مسلمانوں کے ووٹوں سے سب سے زیادہ مستفید رہی ہے۔ اس کے رہنما اقلیتوں کے حقوق کے علمبردار سمجھے گئے، مگر جب اقتدار میں آئے تو مسلم مسائل کے لیے ان کی آواز مدھم پڑ گئی۔ روزگار، تعلیم، نمائندگی، سلامتی اور انصاف جیسے بنیادی سوال پس منظر میں چلے گئے۔ اس کے باوجود مسلمانوں نے کئی دہائیوں تک اس جماعت پر اعتماد رکھا، کیونکہ انہیں یقین تھا کہ کم از کم یہ جماعت نفرت کی سیاست کے خلاف دیوار بن کر کھڑی ہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہ اعتماد بھی کمزور ہوا، کیونکہ زمینی حقائق نے واضح کر دیا کہ وعدے صرف جلسوں تک محدود تھے۔

ریاست کی تیسری بڑی جماعت کا موقف کچھ مختلف رہا ہے۔ اس کے لیے مسلم ووٹر اہم ضرور ہیں، مگر مرکزیت ہمیشہ اس کی اپنی سماجی بنیاد کو حاصل رہی ہے۔ وہ پالیسیوں میں توازن رکھنے کی کوشش کرتی ہے، مگر اس کی سیاست کا محور ترقی اور انتظامی استحکام ہے، نہ کہ اقلیتوں کے حقوق۔ اس جماعت نے کبھی کھل کر اقلیتوں سے دشمنی نہیں کی، مگر انہیں ترجیح بھی نہیں دی۔ اس کے نزدیک مسلم ووٹ ایک اضافی فائدہ تو ہیں، مگر لازمی ستون نہیں۔

دوسری طرف وہ جماعت، جس نے ملک کی سیاست میں اکثریتی شناخت کو اپنے بیانیے کا مرکز بنایا ہے، بہار میں بھی اسی حکمتِ عملی پر قائم ہے۔ اسے مسلمانوں کے ووٹ کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کی کامیابی اسی میں ہے کہ مسلم ووٹ کسی ایک جگہ متحد نہ ہو سکیں۔ اسے اس مقصد کے لیے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی، کیونکہ مسلم ووٹ کی تقسیم خود بخود اس کے لیے سازگار ماحول پیدا کر دیتی ہے۔ کئی چھوٹی پارٹیاں، علاقائی رہنما اور مذہبی نعرے اس تقسیم کو مزید بڑھاتے ہیں، جس کا براہِ راست فائدہ اسی جماعت کو ہوتا ہے جسے مسلمانوں کی مخالفت سے سیاسی توانائی ملتی ہے۔

یہ ایک دلچسپ مگر تلخ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت سیاسی طور پر جس کے خلاف ووٹ دیتی ہے، عملی طور پر نتیجہ اسی کے حق میں جاتا ہے۔ اس کی وجہ کسی کو جتانے کی نیت نہیں بلکہ اتحاد کی کمی اور غیر منظم سیاسی شعور ہے۔ ان کے ووٹ کا رخ ہر علاقے اور طبقے میں مختلف ہوتا ہے۔ کہیں مذہبی وابستگی، کہیں مقامی رشتہ داری، اور کہیں امیدوار کی ذاتی ساکھ اثر انداز ہوتی ہے۔ نتیجتاً ووٹ تقسیم ہو جاتے ہیں اور وہ طاقت جس کے خلاف وہ کھڑے ہوتے ہیں، مزید مضبوط ہو جاتی ہے۔

گزشتہ برسوں میں بہار میں ایک نئی سیاسی لہر اٹھی ہے جو عوامی حکمرانی اور شفاف سیاست کے نعروں کے ساتھ سامنے آئی۔ اس لہر نے کچھ مسلمانوں کو بھی متاثر کیا، جو مایوسی کے عالم میں کسی نئے چہرے یا نظام کی تلاش میں ہیں۔ مگر سیاسی تجربہ بتاتا ہے کہ ایسے نئے چہرے اکثر وقتی امید بن کر ابھرتے ہیں اور جلد ہی روایتی سیاست کے دھارے میں ضم ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ انہیں عوامی نجات دہندہ سمجھ کر پیچھے چلتے ہیں، وہ بالآخر وہیں جا کھڑے ہوتے ہیں جہاں سے نکلنے کی کوشش کی تھی۔ اسی دوران کچھ مسلمان جذباتی نعروں والی جماعتوں کے پیچھے جمع نظر آتے ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ اگر اپنی الگ آواز بنائی جائے تو بڑی جماعتیں ان کی طاقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گی۔ مگر حقیقت میں ایسا شاذ ہی ہوتا ہے۔ ووٹوں کی مزید تقسیم ہوتی ہے اور فائدہ وہی قوت اٹھاتی ہے جس کی مخالفت مقصود تھی۔ سیاسی بصیرت کے بجائے وقتی جوش اور شخصیت پرستی مسلمانوں کے اجتماعی فیصلوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔

اگر بہار کی سیاسی ساخت پر گہری نظر ڈالی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہاں جمہوریت سے زیادہ سماجی درجہ بندی کی گرفت مضبوط ہے۔ لوگ پارٹی یا منشور کے بجائے برادری دیکھ کر ووٹ دیتے ہیں۔ نظریہ محض رسمی حیثیت رکھتا ہے۔ کوئی امیدوار چاہے ترقی کی کتنی ہی بات کرے، اگر وہ مخالف ذات سے ہے تو اس کے لیے ووٹ دینا دشوار سمجھا جاتا ہے۔ یہی حقیقت ریاست میں جمہوری شعور کے محدود ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

مسلمان اس نظام کے اندر اپنی جگہ تلاش کرنے کی جدوجہد میں ہیں۔ ان کی تعداد فیصلہ کن ہے، مگر وہ کسی ایک سیاسی یا نظریاتی سمت میں منظم نہیں۔ ایک طرف وہ نفرت کی سیاست کے خلاف دیوار بننا چاہتے ہیں، دوسری طرف اپنی داخلی کمزوریوں کے سبب متحد نہیں ہو پاتے۔ نتیجتاً وہ ہر پارٹی کے لیے اہم تو ہیں، مگر کسی کے لیے لازم نہیں۔ کوئی جماعت انہیں ترجیح دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی، کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ وہ بہر حال ووٹ دیں گے کہیں نہ کہیں۔

یہ صورتِ حال صرف سیاسی نہیں بلکہ نفسیاتی بھی ہے۔ مسلم ووٹر جذباتی ہیں، وہ انصاف اور مساوات کے نعروں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ وہ دل سے ووٹ دیتے ہیں، دماغ سے حساب نہیں لگاتے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ ووٹ کی تقسیم کا انجام کس کے حق میں جائے گا۔ یہی رویہ ان کی سیاسی قوت کو کمزور کرتا آیا ہے۔ اگر ان میں اجتماعی سوچ پیدا ہو جائے، اگر وہ اپنے ووٹ کو اصولی بنیاد پر استعمال کریں، تو بہار کی سیاست کا رخ بدل سکتا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی بھی جماعت مسلمانوں کے ووٹ سے اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھا سکتی جب تک مسلمان خود اپنے مسائل کو سیاسی ترجیحات میں شامل نہ کریں۔ ان کے سامنے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ وہ کب تک دوسروں کے ایجنڈے پر ووٹ دیتے رہیں گے۔ انہیں طے کرنا ہوگا کہ ان کا ووٹ کسی کے مفاد کے لیے نہیں بلکہ اپنی قوم کی بہتری کے لیے استعمال ہو۔ یہ تبھی ممکن ہے جب وہ اپنی سیاسی سمت کو شعور کے ساتھ متعین کریں۔ وقتی جوش یا شخصی پسند کے بجائے اجتماعی مفاد کو ترجیح دیں۔

ہر انتخابی موسم میں بہار میں جلسوں کا جوش عروج پر ہوتا ہے، نعرے لگتے ہیں، وعدے کیے جاتے ہیں۔ مگر جب نتائج آتے ہیں تو ایک بار پھر مسلم ووٹ کی تقسیم کی کہانی دہرا دی جاتی ہے۔ کہیں کوئی امیدوار چند ہزار ووٹوں سے ہار جاتا ہے، کہیں کسی پارٹی کو معمولی فرق سے شکست ملتی ہے، اور انجام یہ کہ وہی طاقت اقتدار میں آ جاتی ہے جس کے خلاف مہم چلائی گئی تھی۔ یہ ایک ایسا چکر ہے جو ہر الیکشن کے بعد دہرایا جاتا ہے۔

ریاست میں حقیقی تبدیلی اسی وقت ممکن ہے جب مسلم ووٹر اپنی طاقت پہچانیں اور اسے بکھرنے سے روکیں۔ سیاست صرف نعروں یا تقریروں سے نہیں بلکہ حکمت، منصوبہ بندی اور اجتماعی شعور کے ذریعے بدلتی ہے۔ اگر ان کا ووٹ ایک مقصد کے تحت استعمال ہو تو وہ کسی بھی جماعت کو اپنی شرائط پر لانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لیکن اگر یہی ووٹ مختلف سمتوں میں بٹتے رہے تو وہ ہمیشہ دوسروں کے کھیل کا حصہ بنے رہیں گے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ بہار کے مسلمان اپنے ماضی کے تجربات سے سبق سیکھیں۔ دیکھیں کہ کس طرح ان کے ووٹ نے بارہا انہی کے خلاف نتائج پیدا کیے۔ انہیں طے کرنا ہوگا کہ سیاست میں اپنی جگہ عزت اور خودداری کے ساتھ کیسے بنائی جائے۔ اس کے لیے اتحاد، شعور اور مقصدیت لازم ہیں۔ اگر وہ اپنے ووٹ کی اہمیت کو سمجھ کر اجتماعی فیصلے کریں تو وہ نہ صرف اپنی نمائندگی مضبوط بنا سکتے ہیں بلکہ ریاست کی سیاست کا توازن بھی بدل سکتے ہیں۔ فی الحال بہار میں ذات پر مبنی سیاست غالب ہے، مگر وقت کے ساتھ یہ غلبہ کمزور ہو سکتا ہے، بشرطیکہ ووٹر اپنی ترجیحات بدلیں۔ اگر مسلمان اصولی سیاست کی طرف لوٹ آئیں، اپنے نمائندوں سے سوال کرنے کی روایت ڈالیں، اور ہر انتخاب میں کسی کے وعدوں کے بجائے اپنی حقیقی ضرورتوں کو مدنظر رکھیں تو وہ ایک نئی تاریخ رقم کر سکتے ہیں۔ یہ راستہ آسان نہیں، مگر ناممکن بھی نہیں۔ جمہوریت میں طاقت ہمیشہ عوام کے پاس ہوتی ہے، بس ضرورت اس شعور کی ہے کہ اسے کب اور کیسے استعمال کیا جائے۔ اگر بہار کے مسلمان دل کے ساتھ دماغ سے بھی ووٹ دیں، تو وہ صرف ایک ووٹ بینک نہیں بلکہ ایک فیصلہ کن قوت بن سکتے ہیں۔ اور شاید اسی دن بہار کی سیاست ذاتوں کے دائرے سے نکل کر واقعی عوام کی سیاست بن جائے۔

بیٹا جب تو جوان اور میں بوڑھا ہو جاؤں گا!!

تحریر: جاوید بھارتی

ایک بات ایک تقریر ہر جوان کو سننی چاہیے
ایک تحریر جو ہر جوان کو پڑھنی چاہیے میرے پیارے بیٹے ایک دن تم مجھے بوڑھا دیکھو گے، میرے چہرے پر جھریاں پڑ جائیں گی، پیشانی پر لکیریں ابھر جائیں گی، ہونٹوں پر پپڑی پڑ جائے گی، ہاتھوں کی جلدیں سکڑ جائیں گی، پیر لڑکھڑانے لگیں گے، ہاتھوں میں لاٹھی بھی ہو سکتی ہے، آواز بھرائی بھی ہو سکتی ہے، آنکھوں کی بینائی کمزور بھی ہو سکتی ہے میرا رویہ تمہیں عجیب لگے گا اس وقت مجھے تمہاری محبت اور صبر کی ضرورت ہوگی۔ جب میرے ہاتھ کانپنے لگیں گے اور ہاتھ سے کھانا گر جائے یا کپڑے پہننے میں مشکل ہو تو یاد کرنا میں نے تمہیں بھی یہ سب کرنا سکھایا تھا، تجھے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتا تھا اگر میں ایک بات بار بار دہراؤں تو غصہ مت کرنا یاد کرنا بچپن میں تو نے بھی مجھ سے ہر بات 100 دفعہ پوچھی تھی اور میں ہمیشہ تسلی بخش جواب دیتا تھا، اگر میں خوبصورت نہ لگوں یا مجھ سے تمہیں اچھی مہک نہ آئے تو الزام مت دینا بیٹا یاد کرنا کہ جب تم چھوٹے تھے میں تمہیں ہمیشہ خوبصورت اور صاف ستھرا رکھتا تھا، تجھے نہلا دھلا کر اچھے کپڑے پہنا کر کندھے پر بیٹھاتا تھا، جب میری سوچ دھیمی ہو جائے یا میں بھولنے لگوں تو مجھے برداشت کرنا کیونکہ میری خوشی صرف تمہارے ساتھ رہنے میں ہے بیٹا میں نے تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں چلنا سکھایا تھا، اپنے پیروں پر تمہیں کھڑا کر کے میں بظاہر اپنا قدم اٹھاتا اور بڑھاتا تھا حالانکہ سچائی یہ ہے کہ تمہارا کاندھا پکڑ کر میں تمہیں سہارا دیتا تھا کہ کہیں میرا لعل گر نہ جائے،، کل اگر میرے پاؤں کمزور ہو جائیں تو میرا ہاتھ پکڑ لینا اور شرمانا مت،، میں جانتا ہوں کہ میں زندگی سے دور اور موت کے قریب ہو رہا ہوں اس وقت صرف ایک چیز چاہتا ہوں میری غلطیوں کو معاف کر دے،، بیٹا تیری مسکان اور تیری ہنسی اب بھی مجھے وہی سکون دیتی ہے جو تیرے بچپن کی مسکان دیتی تھی اور یاد رکھنا جب تم پیدا ہوئے تھے میں تمہارے ساتھ تھا تو جب میں دنیا سے جاؤں تم میرا ساتھ دینا۔ میں نے تجھے بچپن اور جوانی میں ڈانٹا اور پھٹکارا وہ تیرے لئے نصیحت تھی، بظاہر ڈانٹ پھٹکار اور غصہ تھا لیکن حقیقت میں تیری رہنمائی اور حوصلہ افزائی تھی اگر میں بوڑھاپے میں ڈانٹوں گا تو وہ تیرے لئے آسیر واد ہوگا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں نے جو گھر تعمیر کیا ہے اس میں مجھے دفن کرنا، میں یہ بھی نہیں کہتا کہ کچھ دنوں تک تو بھی قبر میں میرے ساتھ رہنا ،، نہیں نہیں،، کوئی باپ کیا کوئی انسان ایسا نہیں کرتا،، یہ دنیا کا دستور ہے کہ مرنے کے بعد چار کاندھوں پر سوار ہو کر ہجوم کے ساتھ جانا ہے اور شہر خموشاں میں تنہا رہ جانا ہے لیکن بیٹا یہ ضرور یاد رکھنا کہ میں نے پیشانی سے ایڑی تک پسینہ بہایا ہے تو تیری خوشحالی کے لئے، بھوک دھوپ پیاس کا سامنا کیا ہے تو خود ایک درخت بن کر تجھے سایہ دینے کے لئے میں نے جو کمایا وہ سب تیرا ہوگا اب تو میرے لئے جو گھر بنائے گا وہ گھر بھی میری قبر ہوگی اس میں نہ کھڑکی ہوگی نہ روشندان ہوگا اور نہ بستر ہوگا،، میں نے اپنی زندگی میں تجھے عالیشان کپڑے پہنائے اور تو مجھے جو کپڑا پہنائے گا وہ میرا کفن ہوگا،، بس میرے مرنے کے بعد جو کچھ تو مجھے ایصالِ ثواب کرے گا اسی سے مجھے راحت اور خوشی حاصل ہوگی اور بس تجھ سے یہی ایک مطالبہ ہے کہ مرنے کے بعد مجھے بھول نہ جانا کچھ نہ کچھ میرے لئے کرتے رہنا۔

اپنے والدین کی عزت کرو یہی تمہاری زندگی کی سب سے بڑی دولت ہے،،

ماں باپ یہ دو ایسے کردار ہیں جن کی قیمت زندگی کے اخری لمحے تک ادا نہیں ہو سکتی ماں وہ ہوتی ہے جو ہمیں جنم دے کر اپنی تکلیفیں بھول جاتی ہے اور باپ وہ ہے جو اپنی تھکان چھپا کر ہمیں مسکراتا ہوا چہرہ دکھاتا ہے ماں کی دعا ہر مصیبت سے بچا لیتی ہے اور باپ کی خاموشی ہمارے حق میں چلتی ہوئی ایک دعا بن جاتی ہے جب ماں سر پر ہاتھ رکھتی ہے تو جیسے سکون اترتا ہے اور جب باپ کا ہاتھ کندھے پر ہوتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں جھکا نہیں سکتی ماں باپ وہ درخت ہیں جن کے سائے میں بیٹھ کر زندگی کا ہر موسم آسان لگتا ہے،، ان کے بغیر گھر تو ہوتا ہے،، مگر گھر جیسا احساس نہیں ہوتا،، کبھی اگر وقت ملے تو ماں کے پیر دبا دینا باپ کے پاس بیٹھ کر دو باتیں کر لینا کیونکہ وہ دن بہت دردناک ہوتا ہے جب صرف ان کی تصویر رہ جاتی ہے اور ہم سوچتے رہ جاتے ہیں۔

ایک باپ غریب ہو کر بھی بیٹے کے لئے امیری کا خواب دیکھتا ہے، باپ فقیر ہو کر بھی بیٹے کے لئے بادشاہت کا خواب دیکھتا ہے،، ایک باپ جب اپنی اولاد کی پرورش کے لئے روزی روٹی کی تلاش میں دھوپ کی شدت برداشت کرتا ہے اور سر سے ایڑی تک پسینہ بہاتا ہے لیکن جب اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو دیکھتا ہے تو دھوپ کی تمازت بھول جاتا ہے اور پسینے سے شرابور ہوتے ہوئے بھی اپنے اندر راحت و سکون کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہے۔

محنت مزدوری کرتے ہوئے، زمین کی کھدائی کرتے ہوئے، پتھر کی توڑائی کرتے ہوئے ایک باپ کے ہاتھوں میں جب چھالے پڑ جاتے ہیں اس وقت بھی اپنے ہاتھوں کو جب آسمان کی طرف اٹھاتا ہے تو اللہ سے اپنے بچوں کے لئے خوشیاں ہی مانگتا ہے اور اسی دوران جب بیٹوں پر نظر پڑتی ہے تو باپ اپنے ہاتھوں میں پڑے چھالوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں پھول جیسا محسوس کرتا ہے۔

باپ کی ڈانٹ ڈپٹ پر بھی بیٹے کو اف کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ بیٹا جب جوان ہو جائے تو باپ کی پیشانی کی لکیروں کو پڑھنا اس کی ذمہ داری ہے، باپ کے اٹھنے بیٹھنے کے انداز کو محسوس کرنے کی ذمہ داری ہے، باپ کی ضروریات کا خیال اس قدر رکھا جانا چاہئے کہ اسے لب کشائی کا موقع ہی نہ ملے اور سب سے خاص بات کہ ہر بیٹے کو اپنے بوڑھے باپ کو دیکھ کر یقین کرنا چاہیے کہ حیات لمبی رہی تو ایک دن ہمیں بھی بوڑھا ہونا ہے اور ہمارا باپ جن مراحل سے گزر رہا ہے ایک دن وہ تمام مراحل کا سامنا ہمیں بھی کرنا ہے۔

جو لوگ اپنے ماں باپ سے محبت کرتے ہیں ادب واحترام کرتے ہیں ان کا چہرہ دیکھ کر ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے پوری کرتے ہیں تو وہ لوگ یقیناً بہت ہی خوش قسمت ہیں۔

(سابق سکریٹری یوپی بنکر یونین) محمد آباد

نعت پاک

اے خدا سیرت پہ ان کی تبصرہ کرتے ہوئے
زندگی کٹ جائے ذکرِ مصطفٰے کرتے ہوئے

دے گئے ہیں شفقتِ بے انتہا اپنی نبی
ختم ہم پر دہشتِ روزِ جزا کرتے ہوئے

صبح صادق تھی قیامِ دہر کے بھی ساتھ وہ
جس پہر سرکار آئے ہیں ضیا کرتے ہوئے

اس قدر ہم سے محبت تھی کہ دنیا سے گئے
ہم گنہگاروں کا آقا تذکرہ کرتے ہوئے

التجا ہے تجھ سے مولا اس جہاں سے جاؤں میں
پیروئ نقشِ پائے مصطفٰے کرتے ہوئے

حبس جب پیدا کرے گی قبر و محشر کی امس
آئیں گے سرکار دامن سے ہوا کرتے ہوئے

لے لیا نامِ نبی اور مل گئی مجھ کو شفا
ہو چکا تھا تنگ ورنہ میں دوا کرتے ہوئے

کر کے رب حسنِ توجہ کرتا ہے فوراً قبول
لیتا ہوں ان کا وسیلہ جب دعا کرتے ہوئے

ذکی طارق بارہ بنکوی
(ایڈیٹر ہفت روزہ "صدائے بسمل" بارہ بنکی)

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

مذہبی کلچر کے لیے مذہبی تعلیم ضروری ہے

محمد افسر شاہی الامجدی المنظری
مدرسہ تیغیہ فیض القرآن سہا کنٹھ ویشالی بہار

اسلامی کلچر کو فروغ دینے یا اسے محفوظ رکھنے کے لیے دین کا شعور، سیرت النبی سے آگہی و شرع کی واقفیت ضروری ہے۔اس کے لیے بلاد و امصار سے لے کر دیہات و قریات کے مختلف خطوں میں منظم طریقے سے مکاتیب کے جال بچھانے ہوں گے۔اگر سماج کو بھلے انسانوں کی ضرورت ہے تو دین کی بنیادی تعلیمات کو عام کرنا ضروری ہے۔قرآن کی تلاوت کو پاکیزہ ماحول دینا ایمان کا حصہ ہے۔

بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ۔یعنی تمہارے سماج میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو خود قرآن پڑھے اور دوسرے کو پڑھائے۔

یہ مدرسہ ہے تیرا میکدہ نہیں ساقی
یہاں کی خاک سے انساں بنائے جاتے ہیں

اسلامی سماج کو آج کئی محاذوں پر مقابلہ ارائی ہے۔

دنیا بھر میں جس رفتار سے ارتداد کے کیسز بڑھ رہے ہیں اس سے ہر مسلم خاندان کو فکر لاحق ہونا چاہیے کہ اپنی اولاد کی اخلاقی و روحانی تربیت کیسے کی جائے۔کفر و شرک کے اس پراگندہ ماحول میں نو عمر بچیوں کی پرورش کی خاطر دینی کلچر کو کس طرح پروموٹ کیا جائے۔

آج دینی تعلیم کا فروغ ہی وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعے ہم ارتداد کا سد باب کر سکتے ہیں۔ سماج اور قوم کی تشکیل و تعمیر میں تعلیم کا اہم رول ہوتا ہے۔تعلیم کے بغیر کوئی بھی سماج باوقار زندگی کا تصور نہیں کر سکتا۔قومی اقبال و ملی ارتقا کا راز اسی تعلیم و تعلم میں مضمر ہے۔اقرأ کہ کر قرآن نے تعلیم و تربیت کی اہمیت دوچند کر دی ہے۔

ہم اکیسویں صدی کے ربع اول میں ہیں۔دنیا بڑی تیزی کے ساتھ بدل رہی ہے۔مصنوعی ذہانت کے سبب انسان نے علوم و فنون کے سینکڑوں معرکے سر کر لیے ہیں۔ایسے میں سائنس و ٹیکنالوجی کے راستے آزاد معاشرے کا وجود میں آنا لازم تھا۔اس صدی کے ایجادات کے درمیاں اسکول کالج کی تعلیم تو عام ہو گئی لیکن مذہبی تعلیم کو فروغ ملنے کے بجائے پس پشت ڈال دیا گیا۔آج نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مسلم سماج کی ایک بڑی آبادی کو قرآن کی چار سورتیں بھی یاد نہیں۔

دینی تعلیم وہ روشن چراغ ہے جس کی ضرورت نا صرف زندگی میں بلکہ بعد الموت بھی پڑنے والی ہے۔سماج کے ہر فرد، ہر بچے، ہر جوان، ہر بوڑھے ہر مرد و عورت کو دین کی بنیادی تعلیمات سے واقفیت لازما ہونی چاہیے۔تعلیم و تدریس قرآن کا نظم سماج کے باشعور، بالغ نظر اور جہاں آگاہ افراد کی ترجیحات میں شامل رہنا چاہیے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجبوالعربی لثلاث فانی عربی والقرآن عربی ولسان اھل الجنتہ عربی۔یعنی تم تین وجوہات سے عربی سے محبت کرو۔پہلی وجہ یہ ہے میں عربی ہوں، دوسری وجہ یہ ہے کہ خدا کا نازل کردہ قرآن عربی میں ہے، تیسری وجہ یہ ہے کہ جنت میں سارے جنتیوں کی زبان بھی عربی ہی ہو گی۔

حدیث کے ان الفاظ سے عربی اور قرآن دانی کی اہمیت بخوبی واضح ہے لیکن ...

کہ آج مسلم سماج نے سرکاری ملازمت کے حرص و طمع میں الجھ کر مدرسے کی تعلیم سے منہ موڑ لیا ہے۔یہیں سے سماج میں برائیاں جنم لینے لگیں، مسائل پیدا ہونے لگے، اسلامی کلچر کی جگہ مشرکانہ و کافرانہ نظام رائج ہوتا چلا گیا۔رفتہ رفتہ دین کی روح رخصت ہو گئی، سماج مردہ ہو کر رہ گیا۔

چلتے چلتے عرض کر دوں کہ جس طرح سانس لینے کے لیے آکسیجن کی فراہمی ضروری ہے ٹھیک اسی طرح افراد سماج کے ایمان کی تابندگی اور اخلاق کی زندگی کے لیے دینی تعلیم از حد ضروری ہے۔دنیا چاہے جتنا بھی آگے نکل جائے مگر ہم بحیثیت مسلمان اس بات کے پابند ہیں کہ پیچھے چلیں اتنا پیچھے کہ جہاں سے قرون اولی، ثانیہ و ثالثہ کا اسلامی کلچر نظر آنے لگے۔ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ اپنے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم سے بھی مزین کریں۔ائج ہماری ذمے داری ہے کہ سماج میں مدینے کا وہ صفہ نما مکتب چلایا جائے جہاں ایک ساتھ ستر ستر صحابہ پیغمبر اسلام سے تعلیم و تربیت حاصل کر رہے تھے۔ہمیں مخلصانہ طور پر دار ارقم کی چہار دیواری میں چلنے والا نبی کا وہ مدرسہ یاد کرنا ہو گا جو بوسیدہ کمرے میں قائم تھا لیکن اس میں پڑھنے والے دین کے سب سے بڑے جاں باز سپاہی ہوئے۔

مصطفی پڑھاتے تھے سب صحابہ پڑھتے تھے
اس طرح سے چلتا تھا مدرسہ مدینے کا۔

میں حقیر افسر شاہی جب گرول آیا تو ہر طرف وہی غیر دینی منظر بکھرا ہوا تھا۔قرآنی تعلیمات سے لوگوں کا تعلق کمزور پڑ چکا تھا۔یہاں کے بچوں میں دینی تعلیم کی نئی لہر دوڑانے کے لیے ہم نے کمر باندھی اور بڑی جد و جہد کے ساتھ نو عمر لڑکیوں لڑکوں کو دین سکھانے کا بیڑا اٹھایا۔

بچوں کے اندر تعلیمی لیاقت بڑھانے اور علمی تجسس کو مہمیز کرنے کے لیے ہم نے سالانہ مسابقاتی اجلاس کا شیڈول تیار کیا تاکہ طلبہ و طالبات کے اندر دینی شعور و مذہب آگاہی کے حصول کے لیے ایک جنون برپا کیا جائے۔بچوں کو انعامات سے نواز کر انہیں مزید شوق و ذوق کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھنے کا راستہ دیا جا سکے۔

یہ ترغیبی پروگرام پچھلے کئی سالوں سے چل رہا ہے جس کے نتائج خاطر خواہ مل رہے ہیں تاہم اب بھی ہم اپنے ٹارگٹ کو چھو نہیں سکے ہیں۔ہماری کوشش ہے کہ ہر گھر کے ہر بچے کو قرآن و حدیث کی بنیادی تعلیمات سے مزین کر دیا جائے یہ تب ہی ہو گا جب آپ سب میرے ہم قدم ہوں گے۔میرے کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے۔جب آپ نونہالان قوم و ملت کی علمی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے، اور سماج کے اندھیرے میں دینی تعلیم کا چراغ روشن کرنے کے لیے میرے دست و بازو بن جائیں گے تب یقینا انقلاب کی روشنی سے پورا علاقہ جگمگا اٹھے گا۔میرے دل سے آواز نکلے گی

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے کارواں بنتا گیا

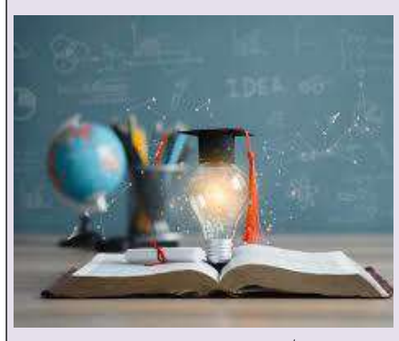

محمد افسر شاہی الامجدی المنظری مدرسہ تیغیہ فیض القرآن سہا کنٹھ ویشالی بہار

دارالعلوم علیمیہ نسواں جمدا شاہی میں سالانہ مسابقہ اختتام پذیر

محبت رسول ﷺ ہماری پہچان ہے اور پیغمبر اسلام کے نام پر ہماری جان قربان ہے: ام سلمیٰ علیمی

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز

دارالعلوم علیمیہ نسواں جمدا شاہی میں تعلیمی بیداری اور طالبات میں تعلیم و تعلم کے ذوق کو بڑھانے کے لیے جشن غوث الوریٰ کے مبارک و مسعود موقع پر چہار روزہ تحریری، تقریری، مطالعہ جاتی مسابقہ 13،14،15، 16، اکتوبر بروز دوشنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ، اور پنج شنبہ کو انعقاد ہوا۔جس کی صدارت حضرت علامہ مولانا محمد فاروق نظامی صاحب قبلہ صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی اور قیادت حضرت علامہ مولانا مفتی کمال احمد علیمی نظامی صاحب قبلہ نائب صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ نسواں نے فرمائی۔ جامعہ کے استاذ حضرت مولانا انوار رضا مصباحی نے کہا کہ جامعہ علیمیہ نسواں میں اس نوعیت کے پروگرام تعلیمی بیداری کے لیے گاہے بگاہے منعقد ہوتے رہے ہیں، اس سال بھی نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ اہتمام ہوا جس میں طالبات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنی تعلیمی صلاحیت کا مظاہرہ نرالے انداز میں کیا۔

یوں تو جامعہ علیمیہ نسواں جمدا شاہی کی فارغات اپنی تعلیمی و تربیتی صلاحیتوں سے پورے ملک میں نمایاں مقام حاصل کر چکی ہیں، ہندوستان و نیپال کے مختلف جامعات میں ان کی تدریسی خدمات کو سراہا جاتا رہا ہے، جامعہ علیمیہ نسواں کی طالبات میں نمایاں خوبی یہ ہے کہ ان کا ذہن حضور مبلغ اسلام عبدالعلیم میرٹھی کی زندگی کو مشعل راہ بناتے ہوئے تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں میں بھی اپنی مثال آپ ہیں، ملک کے گوشے گوشے میں فرزندان علیمیہ کی طرح دختران علیمیہ نے بھی نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔

پروگرام کا آغاز عزیزہ عریشہ رحمن جماعت ثالثہ کی تلاوت قرآن سے ہوا، اور منتہی خاتون جماعت خامسہ نے نعت پاک سے سامعات کو محظوظ کیا، نظامت کے فرائض فاضلہ شگفتہ علیمی صاحبہ معلمہ ادارہ ھذا نے انجام دیئے۔

مسابقہ قرأت میں جماعت ثالثہ اور رابعہ سے تقریبا 32 طالبات نے حصہ لیا۔

فیصل بورڈ کی حیثیت سے استاذ القرأ قاری محمد ہاشم صاحب اور فخر القرا حضرت قاری امیر حسن علیمی صاحب قبلہ استاذ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی تشریف لائے۔

اس کے بعد مسابقہ سیرت جس میں تقریبا جماعت اعدادیہ کی 32 طالبات نے حصہ لیا مسابقہ سیرت میں فیصلہ بورڈ کی حیثیت سے محترمہ فاضلہ ناہید عارفہ علیمی صاحبہ اور محترمہ فاضلہ بدر النسا امجدی صاحبہ اور محترمہ فاضلہ نور الصباح علیمی معلمات ادارہ ھذا کو منتخب کیا گیا تھا پروگرام کے دوسرے دن فقہ کا مسابقہ تھا اس میں جماعت اولی اور ثانیہ کی تقریبا 58 طالبات نے حصہ لیا اور اس میں فیصل بورڈ کی حیثیت سے محترمہ عالمہ فاضلہ شگفتہ علیمی صاحبہ، محترمہ صدر النسا امجدی صاحبہ اور محترمہ رقیہ خاتون صاحبہ کو منتخب کیا گیا تھا۔ تیسرے اور چوتھے دن تقریری اور تحریری مسابقہ چلتا رہا جس میں جماعت رابعہ، خامسہ، سادسہ کی طالبات میں سے 44 طالبات نے حصہ لیا، اس کی بھی فیصل محترمہ شگفتہ علیمی صاحبہ عالمہ فاضلہ ام سلمیٰ علیمی صاحبہ سابق معلمہ ادارہ ھذا اور محترمہ بدر النسا امجدی صاحبہ اس کے بعد تحریر مسابقہ شروع ہوا جس میں جماعت خامسہ اور سادسہ کی تقریبا 62 طالبات نے حصہ لیا جس میں فیصل بورڈ کی حیثیت سے دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی کے مؤقر اساتذہ کو فیصل بورڈ کے لیے منتخب کیا گیا تھا، جس میں استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری مصباحی صاحب حضرت علامہ محب احمد علیمی صاحب، حضرت مولانا غلام سید علیمی علیگ صاحب شامل رہے۔

مسابقہ میں تقریبا 245 طالبات نے حصہ لیا۔یہ مسابقہ مختلف نوعیت کا رہا شرکت کرنے والی بچیوں کو اعزازی سند کے ساتھ انعامات تقسیم کیا گیا

مسابقہ قرات میں: پہلی پوزیشن جماعت رابعہ کی امیمہ بنت عبدالرحمن پکری چوبے دوسری پوزیشن اقصیٰ رحمن بنت حبیب الرحمن جمدا شاہی جب کہ تیسری پوزیشن ولیہ خاتون بنت مولانا عبدالقدوس جماعت ثالثہ نے حاصل کی

مسابقہ سیرت پہلی پوزیشن حاصل کرنے والی افشاں بنت سرور علی اسلام پورہ، دوسری رحمت فاطمہ بنت نیاز احمد جمدا شاہی، اور تیسری پوزیشن نور بانو بنت حضرت علی اسلام پورہ نے حاصل کیا۔

مسابقہ فقہ: پہلی پوزیشن شفا خاتون بنت انوار احمد جمدا شاہی اور دوسری ام حبیبہ بنت اصغر علی جمدا شاہی جب کہ تیسری پوزیشن مزدلفہ نوری بنت شعبان علی جمدا شاہی

تقریری: میں پہلی پوزیشن مصباح فاطمہ بنت جاوید علی جمدا شاہی دوسری پوزیشن ام حبیبہ بنت نعیم الحق جمدا شاہی اور تیسری پوزیشن ثمن فاطمہ بنت فضل الرحمن جمدا شاہی۔

تحریری مسابقہ میں پہلی پوزیشن اریبہ خاتون بنت جرار احمد جمدا شاہی دوسری پوزیشن ثمن فاطمہ بنت فضل الرحمن جمدا شاہی اور تیسری پوزیشن مصباح فاطمہ بنت جاوید عالم جمدا شاہی

اس موقع پر خواتین اسلام سے خطاب کرتے ہوئے عالمہ فاضلہ ام سلمیٰ علیمی نے کہا کہ محبت رسول ﷺ ہماری پہچان ہے اور پیغمبر اسلام کے نام پر ہماری جان قربان ہے اخیر میں جامعہ کی سینئر معلمہ عالمہ فاضلہ شگفتہ علیمی نے اپنے تجزیاتی خطاب سے طالبات کو بیدار کرنے کی کوشش کی جس میں کثیر تعداد میں آبادی اور قرب و جوار کی خواتین اسلام شریک محفل رہیں

ایڈیٹر روحانی سائنس کا روحانی کالم

عارف بابا سیلانی نیو ممبئی مہاراشٹر انڈیا ای میل و۔
+91 8976289786
roohanienterprises2112@gmail.com

السلام علیکم ڈاکٹر محمد عارف صاحب قبلہ اپ کا بھیجا ہوا عمل مجھے بذریعے میری وائف کے ملا لیکن سب چیزوں میں ارام میں جو بلا وغیرہ دکھتی تھی جو تکلیف تھی اپ کے پانی سے اچھی ہو گی جدہ میں مجھے اپ کے رشتہ دار کے توسل سے یہ چیزیں ملی اور مجھے کافی فرق ہے لیکن میں تعویز نہیں پہن سکتا گلے میں اس لیے شاید اپ نے نگینہ دم کر کے دیا ہے اور تیل پانی بخود وغیرہ سے مجھے کافی ارام نہیں ملا گھر میں جو بلائے وغیرہ دکھتی تھی وہ اچھی ہو گئی اور الحمدللہ کافی فرق ہے لیکن مجھے یہ سمجھ میں نہیں اتا یہاں کے علماء عرب اور دیگر لوگ تعویز کے بارے میں کیا کہتے ہیں کیا کتابوں میں واقعی ایسا ہے مجھے اس پر تفصیل اپ کی ایک مضمون کے ذریعے چاہیے تاکہ میں اپنے دوست کو بتا سکوں اس سے اس ڈسکس کر سکوں اور اس کو اپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے

والسلام
انور کمال جدہ

وعلیکم السلام
کمال بھائی اپ کا بہت شکریہ اپ نے ان کو جوائن کیا دیکھیے الگ الگ مکتب فکر کے علماء کا الگ الگ نظریہ ہے لیکن اس نظریے کو ہم غور سے دیکھے اور تمام اختلاف کو سامنے رکھ کر بغیر کسی مسلک کی تعصب کے سمجھے. تو ہماری سمجھ میں اصلی حدیث کا معنی سمجھ میں اجائے گا تعویز کو لوگ پہننا شرک بدعت یا حرام سمجھتے ہیں وہ دیگر سب چیزیں گلے میں لٹکاتے ہیں کارٹون وغیرہ اسٹیکر وغیرہ سب پہنتے ہیں ان کے گھروں میں چھوٹے چھوٹے کارٹون کی مورتیاں ہوتی ہیں بڑی بڑی مورتیاں ہوتی ہے اور تمام طریقے کے غیر مسلموں کے تہوار منائے جاتے ہیں مگر اس پر کوئی کمنٹ نہیں کرتا تعویز کے بارے میں اس کے لیے سختی کرتے ہیں کہ یہ زندہ کمالات دکھاتا ہے اور روحانیت اسلام سے جو ملی ہے اس کا طریقہ سمجھاتا ہے کہ وہ اپ کی کمال اللہ کے کلام میں ہیں پہلے تو یہ لوگ پانی پہ دم کرنے کو بھی شرک و بدعت کہتے تھے کہ حدیث شریف میں کہ پانی میں سانس لینا منع فرمایا لیکن اب ہر جگہ ان کے سینٹر بنے ہوئے ہیں علاج معالجہ کے پانی بر سورۃ بقرۃ دم کرتے ہیں رقیہ شرعیہ کان میں لگا کے سناتے ہیں کوئی حدیث میں رقیہ شرعیۃ ہے سنانے کی کان میں لگا کے دلیل نہیں ملتی اور کویت میں جارڈن کلف میں سب جگہ ان کے روحانی سینٹر اور ان کے شیخ کو اجازت نامہ ہوتا ہے جس کو راقی بولا جاتا علاج معالجہ کرتا ہے تو پانی کا چھینٹا مارتے ہیں بیری کے پتے سے نہانے کے لیے دیتے بخور دیتے ہیں کلونجی کا تیل رائے کا تیل دم کر کے دیتے ہیں تکرار کر کے قران شریف سناتے ہیں کون سے صحابی نے تکرار کر کے قران شریف سنائیں گے تو اس ہر چیز سے استدلال کیا جاتا ہے ان کے علماء جس چیز سے استدلال کرے وہ جائز ہے دوسرے علماء مکتب فکر کے اگر استدلال کرے تو وہ ناجائز ہے ایسے ذہنیت لوگوں میں انہوں نے بنا کر رکھی ہے اللہ تعالی ہم سب کو شریعت کے مطاہرہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اب ایئے تعویذ کے بارے میں تمام شرعی تقاضوں کو ہم سامنے رکھتے ہیں علماء کی رائے کے علاوہ قران حدیث اور صحابہ کرام کاف اکابرین کا فعل ہم سامنے رکھتے ہیں اپ اس پر فیصلہ کر لیجئے خود ہی

تعویذ کی شرعی حیثیت

بعج تعویذ اور تمیمہ میں فرق غیر مقلدین ہر قسم کے تعویذات چاہے قرآنی ہوں یا غیر قرآنی سب کو شرک قرار دیتے ہیں۔اور اس پر انکی بنیادی دلیل وہ حدیث ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ." جس شخص نے تمیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا۔ السلسلة الصحيحة 2961# مسند احمد 16781#

غیر مقلدین اس حدیث میں تمیمہ کا معنی تعویذ کرتے ہیں جو کہ بلکل غلط ہے تمیمہ کا معنی تعویذ نہیں منکے ہیں جیسا کہ مختلف کتابوں میں مذکور ہے مثلاً

1۔ صاحب منجد لکھتے ہیں: تمیمہ کی جمع تمائم اور تمیمات آتی ہیں اور تمیمہ منکے یا اس سے ملتی جلتی چیزوں کو کہا جاتا ہے (المنجد ص 64)

2۔ ابن اثیر فرماتے ہیں: تمائم تمیمہ کی جمع ہے اور وہ منکے ہیں (النھایہ ص 198 ج 1)

3۔ یہی بات طاہر احمد الزاوی کہتے ہیں: (القاموس المحیط ص 380 ج 1)

4۔ یہی معنی علامہ ناصر الدین البانی صاحب نے حاشیہ مشکوۃ ص 1285 ج 2 پر

5-6۔ علامہ منذری اور ابو السعادات کا قول فتح المجید ص 120 پر

7۔ علامہ شوکانی نے نیل الاوطار ص 212 ج 8 پر۔

ہم نے تمیمہ اور تعویذ میں فرق اہل لغت سے ثابت کر دیا لہذا ثابت ہوا کے جو حضرات تمیمہ کا معنی تعویذ کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں اور اگر بالفرض ان دونوں کو ایک ہی سمجھا جائے تو بھی قرآنی تعویذ شرک ثابت نہیں ہوتا کیونکہ تمیمہ کا شرک ہونا اصل میں اسکے شرکیہ کلمات اور اس سے جڑے باطل عقیدے پر منحصر ہے۔

مثال کے طور پر حدیث میں آتا ہے کہ
عن عبد اللہ بن مسعود رضي اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "إن الرقى والتمائم والتِّوَلَة شرک".

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرمارہے تھے: ”دم، تمائم اور تولہ سب شرک ہیں“۔ [صحیح]-[رواہ أبو داود وابن ماجہ وأحمد]

اب اس حدیث سے کوئی یہ مراد لے کے تمام قسم کے دم شرک ہیں تو یہ غلط ہو گا کیونکہ دم کرنے کی اجازت بلکہ ترغیب خود رسول للہ ﷺ نے دی ہے۔ صحیح مسلم 5732# میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اعرضوا علي رقاكم لا باس بالرقی مالم یکن فیہ شرک"

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے، کہا: ہم زمانہ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول اللہ ﷺ ! اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے دم کے کلمات میرے سامنے پیش کرو دم میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔"

قارئین ذرا غور فرمائیں قرانی آیات اور ادعیہ ماثورہ سے دم کے جائز ہونے میں تو کسی کو اختلاف نہیں جبکہ یہاں دور جاہلیت کے دم کو بھی آپ ﷺ نے جائز قرار دیا بشرطیکہ شرکیہ کلمات نہ ہوں۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ دم اور تعویذ میں اصل وجہِ منع کفر و شرک ہے، جب یہ نہ ہو تو وہ دم اور تعویذ جائز ہے۔

قارئین کرام علاج بالقرآن اگر دم سے ہو سکتا ہے تو لکھے ہوئے پاک اور طیب کلمات سے کیوں نہیں ہو سکتا؟! وہاں بھی اس میں تاثیر اذنِ الٰہی سے آتی ہے، اور تعویذ میں بھی حروف و کلمات مؤثر بالذات نہیں، اثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے جب وہ چاہے۔

لہذا ایسے تعویذ جن میں اسماء اللہ تعالی یا ادعیہ ماثورہ ہوں اور اس کو مؤثر حقیقی نہ سمجھا جاتا ہو تو اس قسم کے تعویذ کو بھی شرک قرار دینا تحکم و زیادتی ہے، اس لیے کہ اس قسم کے تعویذ کے لینے دینے اور استعمال کی اجازت کتب احادیث سے ملتی ہے۔

عارف بابا سیلانی نیو ممبئی مہاراشٹر انڈیا ای میل و۔
واٹساپ نمبر۔ برائے کرم واٹساپ پر صرف میسیج کریں۔ کال ہر گز نہ کریں۔
عارف بابا سیلانی نیو ممبئی مہاراشٹر انڈیا ای میل و۔
واٹساپ نمبر۔ برائے کرم واٹساپ پر صرف میسیج کریں۔ کال ہر گز نہ کریں
+91 8976289786
roohanienterprises2112@gmail.com

اپنی ذمہ داری کا احساس

محمد علی شیر نظامی روضہ شریف، مہوتری نیپال

دور حاضر کا انسان سہولتوں، اسائشوں اور خوابوں کے جال میں اس قدر الجھ چکا ہے کہ اسے اپنی اصل ذمہ داریوں کا شعور کم ہی رہ گیا ہے۔ آج کا معاشرہ اخلاقی، فکری اور روحانی زوال کا شکار ہے، تو ہر شخص دوسروں سے امید لگائے بیٹھا ہے کہ کوئی آئے گا اور حالات بدل دے گا مگر حقیقت یہ ہے کہ ابابیلوں کا لشکر نہیں آنے والا ہمیں اپنی حفاظت اپنی عزت اور اپنے ایمان کی پاسبانی خود کرنی ہوگی۔ کسی صاحب نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ۔ پیاس کہتی ہے کہ چلو ریت نچوڑی جائے، اپنے حصے میں سمندر نہیں آنے والا،، اپنے مساجد کی حفاظت خود کرنی ہوگی،، اب ابابیلوں کا لشکر نہیں آنے والا، ریت سے سمندر نچوڑنے کی مثال اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے کہ محض خواہش یا دعا کے سہارے منزل حاصل نہیں کی جاسکتی عمل، قربانی، اور استقامت کے بغیر کامیابی ناممکن ہے ہماری مساجد، مدارس، اقتدار اور تہذیب اس وقت تک محفوظ نہیں رہ سکتیں جب تک ہم خود ان کے محافظ نہ بن جائیں۔ آج کے حالات میں دشمن کوئی بیرونی طاقت نہیں بلکہ ہماری اپنی غفلت، بے حسی اور لاپرواہی ہے۔ اگر ہم نے اپنے حصے کی ذمہ داری ادا نہ کی تو آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی اصلاح سے آغاز کریں، علم و کردار کی روشنی پھیلائیں اور اپنے دین و ثقافت کے قلعے کی حفاظت دل و جان سے کریں یاد رکھیں مدد تب آتی ہے جب ہم خود کوشش کریں۔ کیونکہ قسمت بھی انہی کا ساتھ دیتی ہے جو خود اٹھ کر اپنا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود کچھ علماء اور گاؤں محلے کے سردار اپنی ذاتی مفادات کی خاطر ذات پات اور برادری کے نام پر لوگوں کو تقسیم کر رہے ہیں وہ دین کی خدمت کے بجائے تعصب، نفرت اور فتنہ پھیلانے میں لگے ہیں تاکہ اپنی روٹی سینک سکیں یہ طرز عمل نہ صرف دینی طور پر گناہ ہے بلکہ سماجی اور ملی تباہی کا سبب ہے۔ دیکھیے آج ہمارا معاشرہ ظاہری مذہبیت کے باوجود اندر سے بکھرا ہوا ہے گاؤں یا شہر، خانقاہیں ہوں یا مدرسے ہر جگہ انانیت، مفاد پرستی اور گروہ بندی نے اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ نام نہاد پیر اور خود ساختہ روحانی پیشوا لوگوں کے ایمان اور خوف خدا کو اپنے مفاد کے لیئے استعمال کر رہے ہیں وہ لوگوں کو علم اور شعور نہیں دیتے بلکہ اندھی عقیدت میں مبتلا کر دیتے ہیں ایسے پیر روحانی نہیں بلکہ دنیادار تاجر ہیں جنھوں نے مذہب کو کمائی کا ذریعہ بنالیا ہے۔ اور دوسری طرف کچھ علماء نے علم دین کو اتحاد کا نہیں بلکہ تقسیم کا ہتھیار بنا لیا ہے۔ مسجدیں، مدرسے اور منبر و محراب بھی گروہ بندی کا شکار ہیں اختلاف رائے کو دشمنی میں بدل دینا اور اپنے مخالف کو کافر یا گمراہ کہنا اب معمول بنتا جا رہا ہے۔ اور پھر ان سب کے ساتھ گاؤں اور محلوں کے سردار بھی اپنی سازشوں میں لگے ہیں وہ جان بوجھ کر عوام کو تقسیم کر کے رکھتے ہیں تاکہ ان کا اقتدار قائم رہے وہ بھائی کو بھائی سے، مرید کو پیر سے، اور عالم کو عوام سے، اور عوام کو عالم سے بدظن کر دیتے ہیں ان کی سیاست کا دارومدار ہی لوگوں کی جہالت اور بے اتفاقی پر ہے ایسے حالات میں سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ عوام خود سوچنا سیکھیں سوال کرنا سیکھیں اور حق و باطل میں فرق پہچانیں۔ دین اندھی تقلید کا نہیں شعور اور کردار کی پاکیزگی کا نام ہے خدا اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو خود اپنے دلوں کو بدلنے کے لیے تیار نہیں ہوتی۔ اگر ہم نے اپنے اندر سے مفاد، لالچ، اور انا کا زہر نہ نکالا تو نہ خانقاہوں میں سکون رہے گا، نہ مسجدوں میں برکت اور نہ گاؤں محلوں میں بھائی چارہ۔ ضرورت ہے اپنے ایمان اپنے کردار اور اپنے ضمیر کے نگہبان خود بنے نہ کسی جھوٹے پیر کے مرید بنے نہ کسی لالچی سردار کے غلام سچائی اور انصاف وہ چراغ ہیں جو ہر اندھیرے کو مٹا سکتے ہیں بس شرط یہ ہے کہ انہیں بجھنے نہ دیا جائے۔ علامہ اقبال نے کیا ہی خوب فرمایا ہے خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے۔ اور یہ معاملہ یہیں تک محدود نہیں بلکہ علمائے کرام کی صفوں میں بھی گروہ بندی نے۔ دین کی وحدت کو نقصان پہنچایا ہے، ہر مسلک اپنے دائرے میں قید ہے، اور اکثر علماء ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں مصروف ہیں۔ علمی اختلاف جو کبھی خیر کا ذریعہ تھے، اب فتنہ اور الزام تراشی کا ہتھیار بن گئے ہیں منبرو محراب سے رہنمائی کے بجائے اکثر اوقات تقسیم اور نفرت کا پیغام سنائی دیتا ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ غیروں نے ہم سے سیکھ کر کہاں سے کہاں پہنچ گیا اور ہم وہ ہیں کہ اپنی انانیت، ذات پات، اور حسد کینہ، بغض، دشمنی، غیبت، چغل خوری کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی آکر ہمیں دھمکا کر اور جبر و تشدد کی آنکھ دکھا کر چلا جاتا ہے اور ہم کچھ نہیں کر پاتے۔ آئیں ہم اس دلدل سے باہر ہو کر پھر سے اسلام کی اصل پیغام کی طرف لوٹیں اتحاد مساوات اور بھائی چارے کی طرف۔ ذات، برادری، اور فرقے کے بجائے ایمان اخلاق اور انسانیت کی بنیاد پر زنگی گزاریں جوڑنے والے بنے توڑنے والے نہیں یہی ہماری سماجی بقا اور ملی طاقت کا راز ہے۔۔۔ بس اپنی بات کو علامہ اقبال کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں۔۔۔ خداحافظ

محمد علی شیر نظامی روضہ

اپنی نگارشات و مضامین ہمارے ای میل پر ارسال کریں
weeklynepalurdutimes@gmail.com
www.nepalurdutimes.com
+918795979383۔
۔+977 9817619786
+91 7398 208 053

اردو کی بے بسی، اپنی ہی زمین پر اجنبی زبان

تحریر: ابو شحمہ انصاری
سعادت گنج، بارہ بنکی

اردو... یہ زبان میرے دل کی دھڑکن ہے۔ یہی تو وہ بولی ہے جس میں ماں کی لوری ہے، باپ کی دعائیں ہیں، اور محبت کے وہ نازک احساس ہیں جنہیں لفظوں میں ڈھالنا آسان نہیں۔ کبھی یہی زبان ہماری شناخت تھی، ہماری پہچان تھی۔ بازاروں میں، گلیوں میں، محفلوں میں ہر طرف اردو کی مٹھاس بکھری ہوئی تھی۔ مگر آج یہی زبان اپنی ہی زمین پر اجنبی لگنے لگی ہے۔ یہ سوچ کر دل بھر آتا ہے کہ جس زبان نے صدیوں تک دلوں کو جوڑا، وہ آج بقا کی جنگ لڑ رہی ہے۔ کبھی یہی زبان بادشاہوں کے درباروں میں عزت پاتی تھی، عالموں کے مدرسوں میں پڑھائی جاتی تھی، شاعروں کی محفلوں میں چمکتی تھی۔ اب وہی زبان اسکولوں میں ”اختیاری مضمون“ بنادی گئی ہے، اور گھروں میں بچے اس سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

اردو کا زوال اچانک نہیں آیا۔ یہ خاموشی سے، آہستہ آہستہ، ہماری بے توجہی اور کمزوری سے پیدا ہوا ہے۔ ہم نے خود اپنی زبان سے فاصلہ بڑھایا۔ انگریزی بولنے والا "مہذب" سمجھا جانے لگا، اور اردو بولنے والا "پس ماندہ"۔ اسکولوں میں بچوں کو سکھایا گیا کہ کامیابی صرف انگریزی میں ہے۔ والدین نے بھی وہی سوچ اپنالی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج کی نسل اردو پڑھ تو سکتی ہے، مگر محسوس نہیں کر سکتی۔

اردو صرف لفظوں کا مجموعہ نہیں، یہ ایک تہذیب ہے۔ وہ تہذیب جو نرمی، لحاظ، اور محبت کا سبق دیتی ہے۔ یہ زبان نفرت نہیں سکھاتی، یہ دلوں کو قریب ان کے قارئین کم ہوتے جا رہے ہیں۔

لیکن قصور صرف اداروں کا نہیں، ہمارا بھی ہے۔ ہم نے اپنی زبان سے وہ تعلق توڑ دیا جو کبھی روح کی طرح قائم تھا۔ آج کے والدین بچوں سے انگریزی میں بات کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ مگر وہ بھول جاتے ہیں کہ محبت کی زبان اپنی ہوتی ہے، مستعار نہیں۔ ایک بچہ ”ممی، ڈیڈی“ کہتا ہوا شاید پیارا لگے، مگر ”امی، ابا“ کہنے میں جو اپنائیت ہے، وہ کسی ترجمے میں نہیں ملتی۔ زبانیں حکم سے نہیں، محبت سے زندہ رہتی ہیں۔ لاتی ہے۔ کبھی یہ زبان ہر مذہب اور ہر طبقے کی آواز تھی۔ ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، سب نے مل کر اس کے دامن کو وسیع کیا۔ لیکن آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اردو کو صرف ایک طبقے یا مذہب سے جوڑ دیا گیا ہے۔

یہ کیسا المیہ ہے کہ جو زبان گنگا جمنی تہذیب کی علامت تھی، آج خود فرقوں میں تقسیم کر دی گئی۔ زبان تو انسانوں کو جوڑنے کے لیے ہوتی ہے، مگر ہم نے اسے دیواروں کے پیچھے دھکیل دیا۔

دکانوں کے بورڈ اب انگریزی میں چمکتے ہیں، شادی کے کارڈ انگریزی میں چھپتے ہیں، اسکولوں کے نصاب سے اردو غائب ہوتی جا رہی ہے۔ کبھی یہی اردو خوشبو کی طرح زندگی میں رچی بسی تھی، اب اس کا نام بھی ”اختیار“ اور ”شوق“ تک محدود ہو گیا ہے۔ اخبارات کے صفحات سکڑ رہے ہیں، رسائل دم توڑ رہے ہیں، اور جو لوگ اردو کے لیے قلم اٹھاتے ہیں،

اگر ہم اپنی زبان سے پیار کریں تو کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی۔ لیکن اگر ہم نے بے اعتنائی برتی، تو کوئی قانون، کوئی ادارہ اسے بچا نہیں پائے گا۔

اردو کے ساتھ سچائی یہ ہے کہ یہ صرف شاعری کی زبان نہیں، زندگی کی زبان ہے۔ جب کوئی بچہ پہلی بار ”امی“ کہتا ہے، جب کوئی ماں دعا دیتی ہے، جب کوئی عاشق اپنے محبوب سے ”تم“ کہتا ہے۔ تو یہ سب اردو ہے۔ یہ وہ احساس ہے جسے دنیا کی کوئی اور زبان اس انداز میں بیان نہیں کر سکتی۔

ہم نے اردو کو صرف کتابوں، مشاعروں، یا تقریبات تک محدود کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ زبان روزمرہ کی زندگی کا حصہ تھی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اردو پھر سے زندہ ہو، تو اسے اپنی بول چال میں واپس لانا ہوگا۔

گھروں میں اردو بولنا شروع کریں، بچوں کو اردو کہانیاں سنائیں، انہیں اردو کے شاعر اور ادیبوں سے روشناس کرائیں۔

اردو کے لیے کام کرنے والے افراد آج بھی ہیں۔ اساتذہ، ادیب، شاعر، صحافی، جو اس زبان کے چراغ کو بجھنے نہیں دیتے۔ لیکن ان چراغوں کو ہوا دینے کی ذمہ داری ہم سب کی ہے۔ اردو کی بقا حکومت کے ہاتھ میں نہیں، بولنے والوں کے جذبے میں ہے۔

ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ اگر ہم اپنی زبان بھول جائیں تو اپنی پہچان کہاں بچی رہتی ہے؟ زبان صرف الفاظ نہیں، یہ ہماری تاریخ، ہماری تہذیب، اور ہمارے جذبات کی نمائندہ ہے۔ زبان کمزور ہوتی ہے تو قومیں بھی کمزور ہو جاتی ہیں۔

ہمیں اردو کو روزمرہ زندگی کا حصہ بنانا ہوگا۔ اسکولوں میں اردو کے مقابلے، تقریری پروگرام، مشاعرے، یہ سب دوبارہ زندہ کیے جائیں۔ اخبارات میں اردو ادب کی حوصلہ افزائی ہو، ٹی وی چینل اردو پروگرام پیش کریں، اور سوشل میڈیا پر اردو میں بات کرنے کو عام کیا جائے۔ ہمیں اپنی سوچ بدلنی ہوگی۔ انگریزی سیکھنا بری بات نہیں، لیکن اپنی زبان سے منہ موڑ لینا المیہ ہے۔ جو قوم اپنی زبان سے محبت نہیں کرتی، وہ کبھی اپنے دل سے جڑی نہیں رہتی۔ اردو کے لفظ صرف زبان نہیں، احساس کی نرمی ہیں۔ جب کوئی ”خیریت“ پوچھتا ہے، تو اس میں فکر بھی ہے، محبت بھی۔ جب کوئی ”جزاک اللہ“ کہتا ہے تو یہ محض شکریہ نہیں، دعا ہے۔ یہ وہ زبان ہے جس میں احترام بھی ہے اور رشتہ بھی۔ آج اردو کے لیے سب سے بڑا چیلنج یہ نہیں کہ اسے پڑھنے والے کم ہیں، بلکہ یہ کہ بولنے والے شرماتے ہیں۔ ہمیں اپنی زبان پر فخر کرنا ہوگا۔ اردو بولنا پسماندگی نہیں، تہذیب ہے۔ یہ وہ زبان ہے جس نے میر، غالب، اقبال، اور فیض جیسے فکری ستون پیدا کیے۔ وقت آگیا ہے کہ ہم اردو کے لیے دل سے قدم بڑھائیں۔ اپنے گھروں میں اردو کی محفلیں سجائیں، بچوں کو اردو کتابیں دیں، انہیں سکھائیں کہ یہی ان کی جڑ ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیے زبانیں مٹتی نہیں، مٹائی جاتی ہیں۔ اور زندہ بھی تب ہی رہتی ہیں جب ان کے بولنے والے ان سے محبت کریں۔ آج اگر ہم نے اردو کو دل سے اپنایا، اسے روزمرہ میں شامل کیا، تو یقین جانیے یہ زبان دوبارہ اپنے عروج پر پہنچ سکتی ہے۔ کیونکہ اردو کے لفظوں میں وہ طاقت ہے جو انسان کے دل تک راستہ بنا لیتی ہے۔ اردو ہماری روح ہے، ہماری شناخت ہے، ہمارا فخر ہے۔ اگر ہم نے اسے بچا لیا تو اپنی تہذیب کو بچالیں گے، اپنی تاریخ کو بچالیں گے۔ جب تک دل دھڑکتا ہے، جب تک محبت باقی ہے، تب تک اردو زندہ رہے گی۔ یہ زبان مٹی کی خوشبو ہے۔ اور مٹی کی خوشبو کبھی ختم نہیں ہوتی

ایسی چنگاری بھی یا رب اپنی خاکستر میں ہے

از۔ وارث علی مصباحی

شہر گورکھپور کے قلب میں واقع میاں صاحب کا امام باڑا اپنی ہندو مسلم رواداری، محرم کے جلوس اور سونے چاندی کے تعزیہ کے لیے مشہور ہے اور اس کی تاریخی حیثیت بھی مسلم ہے لیکن کسی زمانے میں یہ اردو زبان و ادب کا بھی مرکز رہا ہے اور تشنگان معرفت یہاں آکر اپنی تشنہ لبی دور کرتے تھے بقول سلام سندیلوی سرزمین گورکھپور کے سب سے پہلے اردو شاعر حضرت سید احمد علی شاہ اسی امام باڑہ کے دوسرے گدی نشین تھے

سید احمد علی شاہ کے مورث اعلی حضرت سید عبدالعزیز بخاری اپنے بھائی سید عبدالطیف کے ساتھ مغلیہ دور حکومت میں سرزمین بخارا سے ہجرت کر کے دہلی آئے اور کچھ عرصہ وہیں مقیم رہے پھر وہاں سے ضلع گورکھپور میں بہنے والی گھاگرا ندی کے شمال میں موضع شاہ پور میں آکر رہائش پذیر ہوئے آپ کی شرافت و نجابت کے چرچے مشہور ہوئے تو ہندو مسلم سبھی کے دل میں آپ کی عقیدت بس گئی کئی زمینداروں نے جائیداد وقف کی سید عبدالعزیز کے تین فرزند تھے

۱. سید روشن علی
۲. سید اولاد علی
۳. سید سبحان علی

سید روشن علی شاہ نے دینی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے بعد مرشد کی تلاش میں مختلف اسفار کیے آخر میں صوبہ بہار کے ضلع آرا میں آپ کی جستجو پایۂ تکمیل کو پہنچی (آرا کی وہ کون سی خانقاہ تھی جہاں روشن علی شاہ نے رہ کر معرفت کے سلوک طے کیے تلاش بسیار کے بعد بھی پتہ نہ چل سکا) اور مرشد برحق کے حکم پر ہی واپس گورکھپور تشریف لے آئے اور داؤد چک میں اپنے ننہال کی طرف سے ملی ہوئی زمین پر امام باڑا کی تعمیر کرائی اور وہیں رہ کر یاد الہی میں مصروف رہنے لگے

اسی اثناء میں نواب آصف الدولہ کا گزر وہاں سے ہوا جو شکار کی غرض سے آیا تھا اس نے سید روشن علی شاہ کی بزرگی کو دیکھ کر امام باڑا کے باہری حصے کی تعمیر کرائی اور اس کے اخراجات کے لیے سولہ گاؤں وقف کیے واپس جانے کے بعد سونے اور چاندی کے تعزیے بھجوائے سید روشن علی کے زمانے میں ہی ردرپور کے راجا نے بھی کچھ جائیدادیں وقف کی لیکن سید روشن علی شاہ انتہائی خدارسیدہ اور دنیا سے لاتعلق رہنے بزرگ تھے اس لیے انھیں ان سب سے کچھ خاص مطلب نہ تھا انھوں نے شادی نہیں کی تھی اس لیے ان کے بھائی سید اولاد علی نے اپنے بیٹے سید احمد علی کو آپ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا اور آپ نے بھی انہیں اپنا متبنی بنالیا۔ روشن علی شاہ کی وفات کے بعد سید احمد علی شاہ نے گدی سنبھالی اور اپنی مرشد کی وراثت کو آگے بڑھایا

ولادت۔
سید احمد شاہ کی ولادت سن 1800 عیسوی میں ہوئی اور 1805 میں سید روشن علی شاہ کی خدمت کے لیے وقف کر دیے گئے آپ کے والد نے ہبہ نامہ لکھ دیا اور یہ تاکید بھی کر دی کہ میرے وارثین میں کوئی ان کے حق میں دعوی نہیں کرے گا اور اگر کرتا ہے تو وہ باطل محض ہوگا

حیات اور کارنامے۔ سید روشن علی شاہ کی وفات کے بعد سید احمد علی شاہ گدی نشین ہوئے اپنی مرشد کی طرح آپ بھی شب و روز ذکر الہی میں مشغول رہا کرتے تھے دنیا کے مال و متاع سے کوئی غرض نہ تھی حزب البحر، دلائل الخیرات شریف اور مختلف اوراد وظائف آپ کے معمولات میں شامل تھے تقریبا 17 سال کی عمر میں آپ نے شاعری شروع کی شاعری میں آپ نے کسی کی شاگردی اختیار نہ کی تھی لیکن انتہائی زودنویس تھے اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی مثنوی "نور حقیقت" کے معرض وجود میں آنے کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے ایک لڑکے کو متبنی بنایا تھا جو گورکھپور میں آنے والے ہیضہ کا شکار ہو گیا آپ کے خادموں نے اس کی بیماری کے بارے میں آپ کو بتایا نہیں، جب تک آپ کو خبر لگی کافی دیر ہو چکی تھی اور وہ لڑکا فوت ہو گیا اس کا آپ کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا اور دنیا کی بے ثباتی دل میں اور راسخ ہو گئی اسی درمیان ایک رات نیند کھلی اور پھر وہی فکر لاحق ہوئی معا یہ خیال آیا کہ کچھ ایسا کام کرنا چاہیے جس سے دنیا میں نیک نامی کے ساتھ یاد کیا جاؤں اور پھر لکھنے بیٹھ گئے اور ایک عظیم مثنوی جو تقریبا 350 صفحات پر محیط ہے معرض وجود میں آئی اس کے علاوہ آپ نے دو کتابیں کشف البغاوت اور محبوب التواریخ کے نام سے لکھی ہیں ڈاکٹر سلام سندیلوی نے آپ کو شہر گورکھپور کا سب سے پہلا شاعر لکھا ہے اور کچھ خامیوں کی نشاندہی بھی کی ہے لیکن میری نظر میں وہ خامیاں کسی کام کے نقش اول میں معیوب نہیں گنی جاتیں ہاں! ایک بات ضرور حیرت زدہ کرنے والی ہے کہ گورکھپور کے دیگر شعرا پر جتنا کام ہوا سید احمد علی شاہ پر اس کا ایک فیصد بھی کام نہیں ہوا امام باڑا کے متولیان نے اس پر توجہ نہیں دی تو ان افراد نے بھی کچھ نہیں کیا جو اردو کے نام پر تنظیمیں چلاتے ہیں امید کرتا ہوں کہ گورکھپور میں اردو شاعری کی بنیاد ڈالنے والے اس مرد قلندر کے "نقوش" کی حفاظت و صیانت میں اردو اکادمیاں اپنا رول ادا کریں گی

وفات۔ ادب و تصوف کا یہ درخشاں آفتاب سن 1874 عیسوی میں گورکھپور میں غروب ہو گیا
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹشپ ارسال کریں
+918795979383۔
۔+977 9817619786
+91 7398 208 053

ایودھیا کے دیے اور ضمیر کا اندھیرا

(حافظ) افتخار احمد قادری

اتوار کے روز ایودھیا میں دیوالی کے موقع پر منعقد ہونے والا نواں دیپ استو ایک بار پھر خبروں کی زینت بن گیا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس تقریب میں 26 لاکھ 17 ہزار 215 دیے ایک ساتھ جلائے گئے جس پر خطیر رقم خرچ کی گئی اور گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں اس کا اندراج بھی کرایا گیا۔ بظاہر یہ منظر روح پرور اور پر کشش تھا مگر سوال یہ ہے کہ کیا ان دیوں کی روشنی نے واقعی انسانیت کے اندھیروں کو مٹایا یا یہ صرف سیاست کی چمک بڑھانے کا ایک اور ہتھکنڈہ ثابت ہوا؟ یہ کیسا عجب زمانہ ہے کہ جہاں کروڑوں لوگ دو وقت کی روٹی کے محتاج ہیں وہاں لاکھوں دیے محض ایک دن کی نمائش کے لیے جلائے جارہے ہیں۔ جب ملک کے دیہات میں بچے بھوک سے سسک رہے ہوں، کسان قرض میں ڈوب کر خودکشی کر رہے ہوں، بے روزگار نوجوان سڑکوں پر احتجاج کر رہے ہوں ایسے میں لاکھوں دیے جلا کر "روشنی کی جیت" منانا ایک عجیب سا تضاد نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ تقریب دراصل روشنی سے زیادہ سیاست کا استعارہ بن چکی ہے۔ ہر سال حکومتیں اس طرح کے ایونٹ کو ترقی، ثقافت اور مذہبی فخر کے نام پر پیش کرتی ہیں لیکن اس کے پس پردہ ووٹ بینک کی سیاست، مذہبی جذبات کی تسخیر اور سیاسی چہروں کی تشہیر چھپی ہوتی ہے۔ افسوس کہ آج مذہب کو انسانیت سے نہیں بلکہ سیاست سے جوڑ دیا گیا ہے۔

ایودھیا جو صدیوں سے روحانیت، عقیدت اور امن کی علامت تھی آج ایک سیاسی علامت بن چکی ہے۔ جہاں پہلے بھکت پریم کے گیت گاتے تھے، اب نعرے لگتے ہیں، جہاں دیے روشنی کے لیے جلتے تھے اب وہ سیاست کی آگ کو بڑھانے کے لیے روشن کیے جاتے ہیں۔ اگر انہی 26 لاکھ دیوں کی رقم سے غریبوں کے گھروں میں بجلی پہنچا دی جاتی، بے روزگار نوجوانوں کو روزگار کے مواقع دیے جاتے، کسانوں کے قرض معاف کیے جاتے، یا کسی یتیم خانے میں بچوں کے لیے کھانے اور تعلیم کا انتظام کیا جاتا تو یقیناً اس سے دیوالی کی اصل روح یعنی "اندھیروں کو مٹانا" حقیقی معنوں میں پورا ہو جاتا۔ لیکن موجودہ دور کی سیاست کو خدمت سے زیادہ نمائش عزیز ہے۔ غریبوں کے خالی پیٹ اور بیماروں کے لاچار جسم کسی کے لیے موضوعِ گفتگو نہیں بنتے البتہ کیمروں کی چمک، گنیز ریکارڈ کے سرٹیفکیٹ اور سیاست دانوں کے مسکراتے چہرے سب کچھ چھپا دیتے ہیں۔

ہمیں سوچنا ہوگا کہ کیا ترقی کا مطلب یہی ہے کہ شہر کے ایک حصے میں روشنی کے سمندر بہا دیے جائیں اور دوسرے کنارے پر اندھیرے میں زندگی تڑپتی رہے؟ کیا انسانیت کی خدمت کا نام اب صرف تصویروں اور خبروں تک محدود رہ گیا ہے؟ دیوالی کا اصل مقصد ظلمت کو مٹانا، دلوں میں محبت اور ہم دردی کی شمع روشن کرنا ہے۔ اگر اس تہوار کو سیاست، نمود و نمائش اور بے حسی کا مظہر بنا دیا جائے تو یہ تہوار نہیں بلکہ احساسِ زیاں کا دن بن جاتا ہے۔ آج وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ حکومتیں اور عوام دونوں اپنے رویوں میں تبدیلی لائیں۔ دیے ضرور جلائیں مگر انسانیت کے لیے، محبت کے لیے، مساوات کے لیے۔ ورنہ یہ لاکھوں دیے بھی ان اندھیروں کو مٹا نہیں سکتے جو ہمارے سماج، ضمیر اور نظام پر چھا چکے ہیں۔

آج کے دور کا سب سے بڑا المیہ یہ نہیں کہ اندھیرے پھیل گئے ہیں بلکہ یہ ہے کہ انسان نے ان اندھیروں سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ ہم نے ضمیر کے چراغ بجھا دیے اور ان کی جگہ مصنوعی روشنیوں کا جال بچھا لیا ہے۔ ایودھیا کے دیے اگرچہ لاکھوں کی تعداد میں روشن ہوئے مگر ان سے زیادہ روشن وہ ضمیر ہونے چاہییں تھے جو انصاف، مساوات اور انسانیت کے لیے دھڑکتے ہیں۔ لیکن افسوس! سیاست کی گرمی میں انسانیت کی شمع بجھتی جا رہی ہے۔ سماج میں آج وہ توازن نہیں رہا جو تہذیب و تمدن کی پہچان تھا۔ کہیں مذہب کو سیاست کی سیڑھی بنایا جا رہا ہے، کہیں سیاست کو مذہب کی چادر میں چھپایا جا رہا ہے۔ ہر جانب تالیوں کی گونج ہے مگر حقیقت کے شور کو کوئی نہیں سنتا۔ 26 لاکھ دیے جلانے والے ہاتھ اگر ایک غریب کے آنسو پونچھ لیتے تو شاید یہی منظر زیادہ مبارک، زیادہ مقدس اور زیادہ روحانی ہوتا۔ مگر اب تو حالات یہ ہیں کہ روشنیوں کے میلے میں انسان کی حیثیت ایک منظر سے زیادہ کچھ نہیں رہی۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ آخر یہ قوم کس سمت جا رہی ہے؟ کیا واقعی ہم ترقی کی راہ پر ہیں یا محض فریبِ نظر میں مبتلا؟ ترقی وہ نہیں جو گنیز بک کے صفحوں پر چھپ جائے بلکہ وہ ہے جو کسی یتیم بچے کے چہرے پر مسکراہٹ بن کر ابھرے۔ جب کسی مزدور کے چولہے میں آگ جلتی ہے تو وہی اصل تہوار ہے، جب کسی بیٹی کی تعلیم مکمل ہوتی ہے تو وہی اصل روشنی ہے، جب کوئی بیمار مفت علاج پا لیتا ہے تو وہی اصل جشنِ انسانیت ہے۔ اگر ہم نے تہواروں کو فلاحی جذبے سے جوڑ لیا تو یہ ملک سچ میں جگمگا اٹھے گا۔ لیکن اگر ہم نے انہیں سیاست اور نمائش کے ہتھیار بنا دیا تو ان روشنیوں کے درمیان بھی اندھیرا گہرا ہوتا جائے گا۔

سیاست کا کام خدمت ہے، روحانیت کا کام کردار کی تعمیر۔ مگر آج سیاست نے روحانیت کی چادر اوڑھ کر اپنے مفادات کے دیے جلا لیے ہیں۔ عوام کے لیے دعائیں کم اور وعدے زیادہ ہیں، کام کم اور تصویریں زیادہ۔ یہ وہ دور ہے جہاں شعور کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے تاکہ شور غالب رہے۔ عوام کو تماشے دکھائے جا رہے ہیں تاکہ وہ حقیقت سے بے خبر رہیں۔ جب قومیں تماشے دیکھنے لگتی ہیں تو حکمران کھیلنے لگتے ہیں۔ اور یہی آج کے ہندوستان کا سب سے بڑا دکھ ہے۔ آج دیے جلا کر لوگ فخر محسوس کرتے ہیں مگر کیا کبھی ہم نے سوچا کہ ہمارے ارد گرد کتنے گھر ایسے ہیں جہاں بجلی نہیں، جہاں شام ہونے کا مطلب اندھیرا ہی اندھیرا ہے؟

کتنے بچے ایسے ہیں جن کی زندگی کا سورج غربت کے بادلوں میں گم ہو گیا ہے؟ کتنے مزدور ایسے ہیں جو روشنیوں کے میلے میں اپنے جسم کی روشنی بیچ کر روٹی کماتے ہیں؟ کتنی مائیں ایسی ہیں جو اپنے بچوں کو کہتی ہیں کہ بیٹا، اس سال تہوار نہیں کل کچھ کھا لیں گے۔ یہی وہ سوال ہیں جو کسی بھی زندہ سماج کے ضمیر کو جھنجھوڑ دینے چاہئیں مگر افسوس کہ آج ضمیر بھی سوشل میڈیا کی پوسٹ بن کر رہ گیا ہے۔ الغرض تہواروں کا مقصد انسانیت کی بیداری ہے۔ یہ تہوار نفرت نہیں محبت کا پیغام دیتے ہیں۔ لیکن جب مذہبی تہواروں کو سیاسی اسٹیج بنا دیا جائے تو وہ عبادت نہیں رہتے مظاہرہ بن جاتے ہیں۔ روشنی اس وقت تک روشنی نہیں جب تک وہ دل کے اندھیروں کو نہ مٹائے۔ اگر ہم واقعی اندھیروں کو شکست دینا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے رویوں، سوچ اور نظام کو بدلنا ہوگا۔ ہمیں تعلیم کو فروغ دینا ہوگا، سماجی انصاف کو مضبوط کرنا ہوگا، فرقہ واریت کی دیواروں کو گرانا ہوگا اور سب سے بڑھ کر انسانیت کو دوبارہ اپنی پہچان بنانا ہوگا۔ یہی وہ راستہ ہے جو روشنی کی حقیقی منزل تک لے جاتا ہے۔

آیئے! ایک اجتماعی عہد کریں کہ ہم تہوار ضرور

منائیں گے مگر اس کے ساتھ ایک وعدہ بھی کریں گے کہ ہم اپنے دل کے اندھیروں کو مٹائیں گے کہ ہم نفرت کے بجائے محبت بانٹیں گے، ہم فرقہ پرستی کے بجائے اخوت کے دیے جلائیں گے، ہم ظاہری نہیں بلکہ باطنی روشنی کے طلبگار بنیں گے۔ اگر ہر انسان اپنے حصے کا ایک دیا بھی خلوص کے ساتھ جلائے تو دنیا کو کسی گنیز ریکارڈ کی ضرورت نہیں رہے گی۔ پھر نہ صرف ایودھیا بلکہ ہر دل ایک نیا ایودھیا بن جائے گا جہاں انسانیت کا پرچم لہرا رہا ہوگا، جہاں مذہب، سیاست، رنگ و نسل کی تقسیم نہیں بلکہ انسانیت کی یکجہتی ہوگی۔ تہوار کا مطلب صرف جشن منانا نہیں بلکہ ضمیر جگانا ہے۔ یہ وقت ہے کہ ہم خوابوں کے نہیں شعور کے تہوار منائیں جہاں ہر چہرہ مطمئن، ہر گھر آباد، ہر دل روشن ہو۔ تب ہی کہا جا سکے گا کہ: دیپ جل اٹھے اور دلوں کے اندھیرے واقعی مٹ گئے۔

* موصوف سماجی تجزیہ نگار اور دینی و فکری موضوعات پر لکھنے والے نوجوان قلم کار ہیں
iftikharahmadquadri@gmail.com

مشاق قاریوں کی ضرورت اور قرأتِ صحیحہ کی اہمیت

از انیس الرحمن حنفی رضوی بہرائچ شریف
استاد و ناظم تعلیمات جامعہ خوشتر رضائے فاطمہ گرلس اسکول سوار ضلع رامپور یوپی

مکرمی

قرآنِ کریم وہ الٰہی کتاب ہے جو انسانیت کے لیے ہدایت، رشد و صلاح، اور فلاحِ دارین کا مکمل منشور ہے۔ اس کے الفاظ محض حروف کا مجموعہ نہیں بلکہ نورِ الٰہی کے مظاہر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی قرأت، تلفظ، اور تجوید کے ساتھ صحیح ادائیگی نہ صرف دینی فریضہ ہے بلکہ روحانی ترقی کا زینہ بھی ہے۔ زمانے کے بدلنے سے قرآن کی ضرورت کبھی کم نہیں ہوتی، بلکہ ہر دور میں اس کی صحیح تلاوت کی اہمیت مزید بڑھتی جاتی ہے۔

آج جب دنیا تعلیم و ٹیکنالوجی میں عروج پر ہے، ہر فن میں ماہرین تیار ہو رہے ہیں، مگر افسوس کہ قرآنِ کریم کی صحیح قرأت اور تجوید کے میدان میں کمی واقع ہو چکی ہے۔ مدارس و درسگاہوں میں جہاں ہر فن کے ماہر موجود ہیں، وہاں "مشاق قاری" کا فقدان بڑھتا جا رہا ہے۔ یہی کمی ایک بڑی اصلاحی توجہ کی طالب ہے۔

قرآن کی صحیح قرأت

قرآنِ کریم کی صحیح قرأت محض صوتی حسن نہیں، بلکہ ایک شرعی ذمہ داری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ (قرآن کو اپنی آوازوں سے آراستہ کرو۔) یہ آراستگی محض نغمگی یا خوش آہنگی نہیں بلکہ تجوید، مخارج، صفاتِ حروف، اور قواعدِ قرأت کی رعایت کے ساتھ ہے۔ اگر کسی عالم، فقیہ یا محدث کو قرأت و تجوید کے اصولوں پر دسترس نہیں تو اس کی علمی وقعت میں ایک کمی رہ جاتی ہے۔ علمِ دین کی تمام شاخیں قرآن کے گرد گھومتی ہیں، اور جب اصل ہی کمزور ہو تو عمارت کی پائیداری کہاں باقی رہ سکتی ہے؟

ہر دارالعلوم اور دینی ادارے میں اگر فقہ، حدیث، تفسیر، نحو و صرف کے ماہرین کی ضرورت مسلم ہے، تو "مشاق قاری" کی موجودگی اس سے کم اہم نہیں۔ ایک مشاق قاری دراصل وہ استاذ ہوتا ہے جو طلبہ کو قرآن کی ادائیگی کے فن میں پختہ بناتا ہے۔ وہ مخارجِ حروف، صفات، ادغام، اخفاء، اقلاب، غنہ، مدود وغیرہ کے عملی پہلو سکھاتا ہے، تاکہ قرآن کی ہر آیت صحیح تلفظ اور صحیح ادا کے ساتھ پڑھی جا سکے۔

بدقسمتی سے آج بہت سے طلبہ حفظ مکمل کرنے کے باوجود تجوید میں کمزور نظر آتے ہیں۔ ان کے حروف میں لحن جلی (ظاہر غلطی) پائی جاتی ہے، جس سے قرأت کا حسن مجروح ہوتا ہے۔ یہی کمزوری آگے چل کر مساجد کے منبروں اور محرابوں میں بھی منتقل ہو جاتی ہے، اور عوام کے دلوں سے قرأت کا ذوق ختم ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لیے ہر دارالعلوم میں ایک مشاق قاری کا ہونا ناگزیر ہے۔

یہ قاری محض "قرأت" نہیں سکھاتا، بلکہ قرآن سے وابستگی، خشوع، تدبر اور احترام کا جذبہ بھی منتقل کرتا ہے۔ جہاں قرأت کا فن پڑھایا جاتا ہے، وہاں مسابقاتِ قرأت (قرأت کے مقابلے) طلبہ کے شوق کو دوبالا کرتے ہیں۔ ایسے مواقع طلبہ میں مسابقت، حسنِ ادا، اور تجوید کے عملی استعمال کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ وہ درسگاہیں اور خانقاہیں جہاں ہر سال مسابقہ قرأت کا اہتمام ہوتا ہے، دراصل وہی ادارے قرآن کے عملی فروغ کے حقیقی مراکز ہیں۔ ایسے اساتذہ اور منتظمین صد مبارکباد کے مستحق ہیں جو اس ذوق کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ ہر مدرسہ اس روایت کو فروغ دے، تاکہ نئی نسل میں قرآن کے ساتھ محبت اور اس کے آداب کی صحیح آگاہی پیدا ہو۔ یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہیے کہ قرآن کی قرأت صرف لحن و نغمہ نہیں، بلکہ قلب و روح کی طہارت سے تعلق رکھتی ہے۔ جو قاری تجوید کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے، وہ دراصل رسولِ اکرم ﷺ کے طریق پر قرآن ادا کرتا ہے۔

علمِ تجوید دراصل اس سنتِ نبوی کی حفاظت کا ذریعہ ہے، جو تلاوت کی صورت میں امت تک پہنچی ہے۔ لہٰذا علمِ دین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی علمی شناخت کے ساتھ ساتھ قرآنی قرأت میں بھی مہارت رکھے۔ یہی جامعیت اس کے علم کو وزن بخشتی ہے اور اس کی شخصیت کو اعتماد عطا کرتی ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے تعلیمی نظام میں قرأت اور تجوید کو محض ایک ضمنی فن نہ سمجھیں بلکہ اسے مرکزی حیثیت دیں۔

ہر دارالعلوم میں کم از کم ایک مشاق قاری کا تقرر لازم قرار دیا جائے، اور حفظ یا درسِ نظامی کے ہر طالب علم کو قرآن کی صحیح قرأت سکھانے کا اہتمام کیا جائے۔ یہ صرف علمی تقاضا نہیں بلکہ شرعی ضرورت بھی ہے۔ اگر ہم نے اس پہلو کو نظرانداز کیا تو ہمارے فضلاء خواہ کتنا ہی علم رکھتے ہوں، مگر قرأت میں کمزوری ان کے علم کی چمک کو مدھم کر دے گی۔ عوام الناس جب کسی عالم یا امام کو سنتے ہیں تو سب سے پہلے قرآن کی قرأت سنتے ہیں۔ اگر وہ قرأت درست اور پراثر ہو تو دل متاثر ہوتا ہے، ورنہ اثر زائل ہو جاتا ہے۔ قرآنِ کریم کی صحیح قرأت امتِ مسلمہ کا روحانی سرمایہ ہے۔

ہر دور میں اس کے لیے مشاق قاریوں کی ضرورت رہی ہے، اور آئندہ بھی رہے گی۔ دینی درسگاہوں کو چاہیے کہ وہ تجوید و قرأت کو اپنے نصاب کا بنیادی جزو بنائیں، تاکہ آئندہ نسل ایسے علماء و ائمہ پیدا کرے جو قرآن کو نہ صرف سمجھتے ہوں بلکہ حسنِ قرأت کے ساتھ امت کے سامنے پیش بھی کر سکیں۔ اگر ہم نے اس فریضہ کو مضبوطی سے تھام لیا تو ان شاءاللہ وہ زمانہ پھر آئے گا جب قرآن کی تلاوت سے دل زندہ، ساعتیں محظوظ، اور امت متحد ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کو صحیح پڑھنے، سمجھنے، اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(O.C.D) ایک خاموش طوفان:- ڈاکٹر ارشد ناز

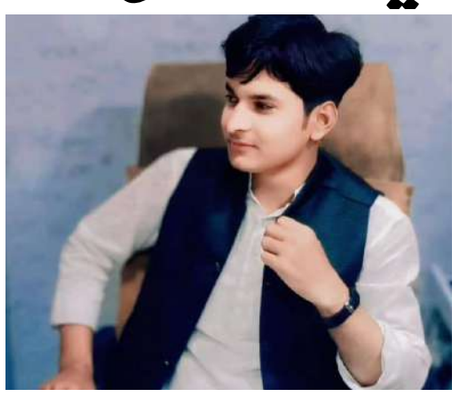

احساس رہنا، دماغ میں تھکن اور بوجھ محسوس ہونا، روزمرہ کی زندگی پر گہرا اثر پڑنا، جیسے پڑھائی، نوکری، یا تعلقات میں رکاوٹ، نیند اور بھوک میں کمی۔ یہ وسوسے، یہ بے قراری آہستہ آہستہ انسان کو اپنی قید میں لے لیتے ہیں۔ یہ مرض صرف بیماری نہیں، بلکہ ایک مسلسل جنگ ہے جو ذہن اور خودی کے درمیان چلتی رہتی ہے، کیا آپ نے کبھی کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جو مسکرا رہا ہو، مگر اس کے اندر سے کوئی چیخ رہا ہو؟ ocd والا انسان یہی ہے۔ وہ ہر وقت خود سے لڑتا ہے دنیا اسے عام سمجھتی ہے، مگر وہ جانتا ہے کہ اس کے خیالات اس کے دشمن بن چکے ہیں، وہ دروازہ بند کر کے سو بھی جائے تو دل کہتا ہے: ''ایک بار اور دیکھ لو، کہیں کھلا تو نہیں رہ گیا؟''

وہ ہاتھ دھو کر اٹھتا ہے، مگر دماغ کہتا ہے: ''ابھی صاف نہیں ہوئے۔'' ''یہ جنگ تھکتی نہیں، یہ جنگ رکتی نہیں، ocd کے وجوہات کی جڑیں کبھی دماغ کے کیمیائی توازن میں چھپی ہوتی ہیں، کبھی دل کے زخموں میں۔ بچپن کے صدمے، کسی کے کھو جانے کا خوف، یا زندگی کے دباؤ—یہ سب مل کر ذہن میں ایک دیوار کھڑی کر دیتے ہیں۔

کبھی کبھی یہ بیماری وراثت میں ملتی ہے، جیسے دکھ اور خوشیاں نسل در نسل منتقل ہوتی ہیں، OCD کے مریض کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کا خوف بے بنیاد ہے، مگر پھر بھی وہ اس سے نکل نہیں پاتا، وہ کہتا ہے کہ میں پاگل نہیں ہوں، مگر میرا دماغ مجھے قید کیے ہوئے ہے، وہ مسکراتا ہے تاکہ کوئی اس کے دل کی تھکن نہ پہچان لے،

دنیا کی بھیڑ میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مسکراتے ہیں، بات کرتے ہیں، مگر ان کے دل میں ایک طوفان بپا ہوتا ہے۔ یہ طوفان دکھائی نہیں دیتا، مگر ان کی روح کو اندر سے ہلا دیتا ہے۔ یہی طوفان ہے — وسواسی اختلا (O.C.D) یعنی Obsessive Compulsive) Disorder)، ۔ یہ بیماری جسم کی نہیں، بلکہ ذہن اور دل کے سکون کو چاٹ جانے والی ایک خاموش آگ ہے۔ (O.C.D) کی بیماری کے سلسلے میں نوتنواں گنیش پور کے مشہور معالج ڈاکٹر ارشد ناز نے کہا کہ (OCD) دراصل دماغ کی ایک نفسیاتی بیماری ہے جس کی وجہ سے مریض کے ذہن میں کچھ خیالات بار بار آتے ہیں، وہ جانتا ہے کہ یہ خیالات بے معنی ہیں، مگر پھر بھی ان سے جان چھڑانا ممکن نہیں ہوتا۔ یہ وہ خیالات یا احساسات ہوتے ہیں جو بار بار دماغ میں آتے ہیں اور انسان کو بے چین یا خوف زدہ کرتے ہیں۔ جیسے: صفائی یا آلودگی کے خوف کی وجہ سے بار بار یہ احساس ہونا کہ ہاتھ یا کپڑے گندے ہیں، جراثیم لگ جائیں گے۔ شک یا تردد: بار بار یہ خیال کہ دروازہ بند کیا یا نہیں، گیس بند کی یا نہیں۔ نقصان کا خوف: یہ خیال کہ کہیں میری وجہ سے کسی کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ جنسی یا مذہبی وساوس: گناہ، ناپاکی یا مذہبی گستاخی جیسے خیالات کا آنا جنہیں انسان خود ناپسند کرتا ہے، ترتیب اور توازن کا جنون: چیزیں سیدھی، برابر یا ایک خاص ترتیب میں نہ ہوں تو بے چینی محسوس ہونا، (Compulsions): یہ وہ حرکات یا رسمیں ہیں جو مریض اپنے وہم/وسوسہ کو کم کرنے کے لیے بار بار دہراتا ہے، مثلاً: بار بار ہاتھ دھونا یا نہانا، بار بار چیک کرنا کہ دروازہ بند ہے یا نہیں، یا بلب بند کیا یا نہیں۔ چیزوں کو مخصوص ترتیب میں رکھنا یا بار بار گننا، کسی دعا، آیت یا جملے کو بار بار دہرانا تاکہ دماغی سکون ملے، بار بار وضو کرنا یا نماز دہرانا ،دل میں بے چینی، خوف، شرمندگی، یا گناہ کا

وہ ہنستا ہے تاکہ کوئی اس کے وسوسوں کو محسوس نہ کر سکے، مگر رات کے سناٹے میں، جب سب سو جاتے ہیں، وہ اپنے خیالات کے شور میں تنہا رہ جاتا ہے، OCD کا علاج ممکن ہے، اگر ہم سمجھنے کی کوشش کریں. علاجِ نفسی (CBT) انسان کو سکھاتا ہے کہ خیالات کو دشمن نہیں، دوست بنانا ہے۔ ادویات دماغ کے توازن کو بحال کرتی ہیں، جیسے بارش زمین کو زندہ کرتی ہے، اور سب سے اہم علاج ہے محبت، سمجھ، اور صبر۔ اگر خاندان، دوست، یا معاشرہ کسی OCD کے مریض کا ہاتھ تھام لے، تو وہ شخص پھر سے جینا سیکھ لیتا ہے۔

اسے کسی ترس کی نہیں، صرف سمجھنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے، OCD والے مریضوں کے ساتھ ہمارے سماج کا رویہ اتنا برا ہوتا ہے کہ اکثر ایسے لوگوں کو ہم سب زیادہ سوچنے والا یا عجیب کہہ کر نظرانداز کر دیتے ہیں، اگر ہم لمحہ بھر کے لیے ان کی آنکھوں میں جھانکیں، تو ہمیں وہاں خوف، مجبوری اور امید کا ایک سمندر نظر آئے گا۔ ایسے لوگوں کا مذاق نہ اڑائیں—ان کا درد کسی کو دکھائی نہیں دیتا، مگر وہ ہر لمحہ اسے محسوس کرتے ہیں OCD ایک آزمائش ہے، مگر یہ اختتام نہیں۔ یہ بیماری انسان کو توڑتی ہے، مگر جو شخص اس سے نکل آئے وہ دنیا کے سب سے مضبوط انسانوں میں سے ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے ذہن کے طوفان سے جیت کر آتا ہے۔ یاد رکھو: ''جو اپنے خیالات سے لڑنے کی ہمت رکھتا ہے، وہ زندگی سے ہار نہیں سکتا۔'' ''آؤ، ہم سب مل کر وسواسی مریضوں کو احساس کا تحفہ دیں انہیں یہ یقین دلائیں کہ وہ اکیلے نہیں ہیں ان کی خاموش چیخیں سننے والا کوئی ہے، ڈاکٹر ارشد ناز نے کہا بار بار ہاتھ دھونا، دروازہ چیک کرنا، یا بار بار شک و شبہہ یا وہم کا ہونا دل میں بار بار یہ احساس ہو کہ کہیں گناہ تو نہیں ہو گیا وغیرہ اس طرح کی صورتحال پیش آنے پر فورا طبیب سے مشورہ کریں

ڈاکٹر ارشد ناز
(ماہر نفسیات و ذہنی امراض)

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

سنت کے لیے فرض کو چھوڑنا ایک فکری و عملی غلطی

تباہی وبربادی ہے ان لوگوں کے لیے جو نماز میں سستی، کاہلی کرتے ہیں

ڈاکٹر مولانا محمد عبدالسمیع

نکاح کی سنت اور نماز کی فرضیت

نکاح اسلام کی ایک عظیم سنت ہے، بلکہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي (نکاح میری سنت ہے، اور جو میری سنت سے اعراض کرے، وہ مجھ سے نہیں۔)

نکاح کے ذریعے خاندان بنتے ہیں، معاشرہ سنورتا ہے اور گناہوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ مگر یہ بات بھی واضح ہے کہ نماز صرف سنت نہیں بلکہ فرضِ عین ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا (یقیناً نماز ایمان والوں پر وقت مقررہ کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔)

یعنی نماز کا وقت گزرنے دینا یا بلا عذر اسے ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

اب اگر کوئی شخص نکاح کی سنت ادا کرتے ہوئے نمازِ مغرب یا عشاء کو ترک کرے تو گویا وہ سنت کی آڑ میں فرض کو پامال کر رہا ہے۔

مساجد میں عام ہوتی یہ غفلت

شہروں میں خصوصاً بڑی بڑی مساجد میں نکاح کی تقریبات کا سلسلہ بڑھ گیا ہے، جو کہ بظاہر ایک اچھی بات ہے۔ لیکن ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ نماز کے اوقات میں ہی یہ تقریبات رکھی جاتی ہیں، تو وہ اپنے بچوں کو دراصل بے نماز بننے کی تربیت دے رہے ہیں۔

یہ وہ تربیت ہے جو نہ صرف دنیا میں نقصان دہ ہے بلکہ آخرت میں سخت جواب دہی کا سبب بنے گی۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ صرف اپنی نہیں بلکہ اولاد اور گھر والوں کی بھی دینی تربیت والدین کی ذمہ داری ہے۔

دینی جوش میں دینی حدود کو مت توڑو: ہم اکثر سنت کی محبت میں جذباتی ہو جاتے ہیں، مگر یہ جذبات فقہی حدود کے اندر رہنے چاہئیں۔

نکاح سنت ہے، مگر نماز فرض۔

سنت فرض کے تابع ہے، نہ کہ فرض سنت کے۔

اگر نکاح کے وقت نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے نماز ادا کی جائے۔ یہی سنتِ نبوی ہے، یہی برکت کا ذریعہ ہے۔ اسلام کا حسن توازن میں ہے۔ نکاح ایک بابرکت سنت ہے، لیکن نماز اس سے بھی بڑی عبادت ہے۔ اگر نکاح کے نام پر نماز ترک کر دی جائے تو برکت نہیں بلکہ نحوست آتی ہے۔ اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق دے کہ:

خوشی کی تقریب میں بھی نماز کو مقدم رکھیں۔

اولاد کو عملی طور پر نماز کی عادت ڈالیں۔

اور مسجد سے نکلتے وقت یہ احساس لے کر جائیں کہ "ہم نے سنت بھی ادا کی اور فرض بھی محفوظ رکھا۔"

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عصر کے بعد لوگ جمع ہوتے ہیں، نکاح پڑھا جاتا ہے، مہر اور دعا کا اعلان ہوتا ہے، اور جب مغرب کا وقت قریب آتا ہے تو مسجد کے اندر صف بندی کے بجائے لوگ مسجد کے باہر دُلہا کی کار کے آس پاس جمع ہو جاتے ہیں۔

دلہا، اس کے بھائی، دوست، رشتہ دار اور سرپرست سب اس فوٹو شوٹ اور ویڈیو بنانے میں لگ جاتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ "چلیے نماز پڑھ لیتے ہیں"، تو فوراً جواب آتا ہے، "ان ابھی آ رہے ہیں!" لیکن وہ "ابھی" مغرب کا وقت ختم ہونے تک نہیں آتا۔ یہ صرف نوجوانوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ ان کے والدین، سرپرست، بلکہ بڑے بزرگ بھی شامل ہوتے ہیں — وہی لوگ جن کی عمر بڑھاپے کو پہنچ چکی ہیں، جنہوں نے اپنی اولاد کو نماز کا خوگر بنانا تھا۔ مگر افسوس کہ وہ خود بھی نماز چھوڑنے میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔

ایسے مناظر دیکھ کر دل دکھتا ہے کہ جس تقریب میں دین کی خوشبو آنی چاہیے تھی، وہاں غفلت کی بدبو پھیل جاتی ہے۔

یہ صرف غفلت نہیں، روح کی بیماری ہے

جب انسان نماز کی پکار سنتا ہے اور پھر بھی دنیوی مصروفیت میں کھو جاتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ دل سخت ہو چکا ہے۔

قرآن نے ایسے دلوں کے لیے فرمایا:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ، الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ (تباہی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔)

یہ آیت ان لوگوں کے لیے ہے جو نماز کو معمولی سمجھتے ہیں، ٹال مٹول کرتے ہیں، یا اس کے اوقات کی پرواہ نہیں کرتے۔ اب سوچئے، جو لوگ پورے طور پر نماز چھوڑ دیتے ہیں، ان کے لیے کیا حال ہوگا؟ یہ غفلت نہیں بلکہ روح کی مردگی ہے

ایسے لوگ دراصل اس کیفیت کا شکار ہیں جسے قرآن نے "قساوتِ قلب" کہا ہے — دل کا سخت ہو جانا۔

جب دل مردہ ہو جائے تو نماز کی پکار بھی اثر نہیں کرتی۔

ایسے لوگوں کو چاہیے کہ انہیں سختی سے نصیحت کی جائے، انہیں بتایا جائے کہ نماز چھوڑنے والوں کے بارے میں رسول ﷺ نے کتنی سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"آدمی کے اور کفر کے درمیان صرف نماز کا چھوڑ دینا ہے۔" (مسلم)

رسول ﷺ نے فرمایا:

آدمی اور کفر کے درمیان صرف نماز چھوڑنے والوں کے بارے میں رسول ﷺ نے کتنی سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"آدمی کے اور کفر کے درمیان صرف نماز کا چھوڑ دینا ہے۔" (مسلم)

رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

آدمی اور کفر کے درمیان صرف نماز کا چھوڑ دینا ہے۔ (مسلم) ایک اور حدیث میں ہے:

جو شخص نماز ترک کرے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ (مسند احمد)

ہ احادیث ہمیں جگانے کے لیے کافی ہیں۔

یہ کوئی چھوٹی غفلت نہیں بلکہ ایمان کے لیے خطرہ ہے۔

اصلاح کی فوری ضرورت

ایسے لوگوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ یہ رویہ صرف بد عملی نہیں بلکہ دین سے دوری کی علامت ہے۔

ایمان زندہ دل میں ہوتا ہے، اور زندہ دل وہ ہے جو اذان کی آواز سن کر فوراً اٹھ جائے۔

جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں، انہیں بغیر لاپرواہی کے جھنجھوڑنا چاہیے۔

انہیں بتانا چاہیے کہ نماز چھوڑنے والے کے لیے قرآن و حدیث میں کتنی سخت وعید آئی ہے۔ علماء، ائمہ، اور دینی اداروں کے ذمہ داروں کو اس بارے میں اصلاحی پیغام عام کرنا چاہیے۔ ہر نکاح کے موقع پر اعلان ہونا چاہیے کہ "پہلے نماز، پھر نکاح"۔

اگر نکاح کا وقت نماز سے ٹکرا رہا ہو تو اسے آگے پیچھے کیا جائے۔

ایک حقیقت پسندانہ مشورہ

اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ نکاح کو مغرب کے بعد ہال میں رکھنا چاہتے ہیں، لیکن "اچھا وقت" یا "رسم کا دباؤ" انہیں بعد نماز عصر رکھتے ہیں مگر کبھی دولہے یا وکیل گواہ میں سے کسی کے تاخیر ہو جانے کی وجہ سے نماز مغرب سے کچھ دیر پہلے یا کسی ہال میں منعقدہ تقریب نکاح دورانِ نماز انجام دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

ایسے تمام لوگوں کے لیے یاد رکھنا چاہیے کہ برکت وقت میں نہیں، اطاعت میں ہے۔

اگر آپ نے نماز کی پرواہ کی، تو اللہ نکاح میں برکت دے گا۔ لیکن اگر آپ نے نماز چھوڑ دی، تو وہی تقریب باعثِ وبال بن سکتی ہے۔

رسول ﷺ کا اسوہ

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہمیں بہترین توازن ملتا ہے۔ آپ ﷺ نکاح کو پسند فرماتے تھے، لیکن نماز کے معاملے میں کبھی مداہنت نہیں فرمائی۔

حضرت بلالؓ اذان دیتے تو آپ ﷺ فوراً کھڑے ہو جاتے، چاہے کوئی بھی موقع ہو۔

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ فرض عبادت کو کبھی بھی دنیاوی یا معاشرتی کام پر مقدم رکھا جانا چاہیے۔

آج کے نوجوانوں اور والدین کے لیے پیغام

آج کے نوجوان فوٹو شوٹ اور ویڈیو کلچر میں اتنے ڈوب چکے ہیں کہ انہیں احساس ہی نہیں رہتا کہ وہ کس چیز کو ترک کر رہے ہیں۔

دلہا کے آس پاس لوگ کیمرے سنبھالے کھڑے رہتے ہیں، خوشی میں ہنسی مذاق جاری رہتا ہے، اور دوسری طرف مسجد میں اذان ہو رہی ہوتی ہے۔ والدین اور سرپرست اگر اس موقع پر خاموش رہیں، تو وہ اپنے بچوں کو دراصل بے نماز بننے کی تربیت دے رہے ہیں۔

یہ وہ تربیت ہے جو نہ صرف دنیا میں نقصان دہ ہے بلکہ آخرت میں سخت جواب دہی کا سبب بنے گی۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ صرف اپنی نہیں بلکہ اولاد اور گھر والوں کی بھی دینی تربیت والدین کی ذمہ داری ہے۔

دینی جوش میں دینی حدود کو مت توڑو: ہم اکثر سنت کی محبت میں جذباتی ہو جاتے ہیں، مگر یہ جذبات فقہی حدود کے اندر رہنے چاہئیں۔

نکاح سنت ہے، مگر نماز فرض۔

سنت فرض کے تابع ہے، نہ کہ فرض سنت کے۔

اگر نکاح کے وقت نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے نماز ادا کی جائے۔ یہی سنتِ نبوی ہے، یہی برکت کا ذریعہ ہے۔ اسلام کا حسن توازن میں ہے۔ نکاح ایک بابرکت سنت ہے، لیکن نماز اس سے بھی بڑی عبادت ہے۔ اگر نکاح کے نام پر نماز ترک کر دی جائے تو برکت نہیں بلکہ نحوست آتی ہے۔ اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق دے کہ:

خوشی کی تقریب میں بھی نماز کو مقدم رکھیں۔

اولاد کو عملی طور پر نماز کی عادت ڈالیں۔

اور مسجد سے نکلتے وقت یہ احساس لے کر جائیں کہ "ہم نے سنت بھی ادا کی اور فرض بھی محفوظ رکھا۔"

مضمون نگار کا تعارف

ڈاکٹر مولانا محمد عبدالسمیع ندوی دینی وعصری علوم کے سنگم پر کھڑے ایک فکری و تعلیمی شخصیت ہیں۔ آپ مولانا آزاد کالج، اورنگ آباد میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ علمی ذوق، اصلاحی فکر اور دینی معاشرت کے مشاہدہ نے آپ کو ہمیشہ امت کی فکری اصلاح اور عملی تربیت کی طرف متوجہ رکھا ہے۔

اسی احساس کے تحت آپ وقتاً فوقتاً معاشرتی کمزوریوں اور دینی بے عملی کے موضوعات پر تحریری و تقریری خدمات انجام دیتے ہیں، جن میں موعظت بھی ہوتی ہے اور بصیرت بھی۔ زیرِ نظر مضمون اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس میں نکاح کے موقع پر سنت کے لیے فرض کو چھوڑنے کے غلط رواج کی نشاندہی کی گئی ہے۔

شادی کی حقیقت اور ہماری خود ساختہ رسمیں

از قلم: محمد عادل ارریاوی

بقلم محمد عادل ارریاوی

آج کے دور میں شادیوں کا تصور بدلتا جا رہا ہے ہم آئے دن سوشل میڈیا پر ایسی ویڈیوز اور تصاویر دیکھتے رہتے ہیں جن میں شادی کو ایک مقابلہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے، مہنگی گاڑیاں، قیمتی لباس، شاندار ہال، ہزاروں مہمان اور لاکھوں روپے کا بے جا خرچ اور دکھاوا اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ شادی جیسے مقدس رشتے کی روح کہیں کھو گئی ہے جو عمل خوشی، سادگی اور محبت کا مظہر ہونا چاہیے تھا وہ نمود و نمائش اور اسراف کی علامت بن گیا ہے۔

شادی ایک خوبصورت رشتہ اور دو دلوں، دو خاندانوں اور دو زندگیوں کا حسین امتزاج ہے، اسلام نے اسے محبت، سکون اور رحمت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ مگر افسوس کہ آج ہمارا معاشرہ اس مقدس بندھن کو دکھاوا، مقابلہ بازی اور فضول رسومات کے جال میں جکڑ چکا ہے۔

آج کی شادیوں میں سادگی کہیں گم ہو چکی ہے؛ نکاح جو کبھی مسجد میں دو گواہوں کے سامنے چند کلمات سے مکمل ہو جاتا تھا اب لاکھوں روپے کے ہال، ڈیزائنر لباس مہنگی تصویریں اور متنوع کھانوں کا نام بن گیا ہے، جہیز کی لعنت نے کتنی ہی بیٹیوں کو باپ کے گھر بٹھا دیا ہے اور کتنے ہی والد قرضوں میں دب کر اپنی زندگی کی خوشیاں گنوا بیٹھے ہیں۔

شادی کے نام پر مہندی، بارات ولیمہ ڈنر فوڈ کورٹ سب کچھ ایک نمائش بن چکا ہے۔ دلہن کی قیمت اس کے جہیز سے لگائی جاتی ہے اور داماد کی عزت اس کے مہنگے سوٹ یا گاڑی سے ناپی جاتی ہے۔ یہ وہی معاشرہ ہے جہاں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو۔ (سنن ابن ماجہ) لیکن ہم نے برکت کے بجائے فضول خرچی کو فخر بنا لیا ہے۔ ہم یہ بھول چکے ہیں کہ شادی ایک عبادت ہے

دکھاوا نہیں، یہ دو خاندانوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے نہ کہ مقابلہ بازی کا میدان، جن گھروں میں سادگی اور تقویٰ سے شادیاں ہوتی ہیں وہاں سکون محبت اور برکت ہمیشہ کے لیے بسیرا کرتی ہے۔

اگر ہم چاہیں تو اپنی روایات کو خوبصورت اور با معنی بنا سکتے ہیں؛ شادی کو آسان، پاکیزہ اور سنت کے مطابق کریں؛ بیٹیوں کو بوجھ نہیں رحمت سمجھیں؛ جہیز کے بجائے تعلیم؛ عزت اور محبت دیں اور یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نکاح سب سے بہتر ہے جس میں دکھاوا کم اور خلوص زیادہ ہو۔ نکاح کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا تعلق بنایا ہے کہ دو علاحدہ رہنے والے اور بعض اوقات ایک دوسرے سے بالکل ناواقف مرد و عورت جنہوں نے شاید ایک دوسرے کو دیکھا بھی نہیں ہوتا وہ نکاح کے بعد پوری زندگی کے لیے ایک دوسرے کے شریک بن جاتے ہیں۔ شریعت انہیں ایک دوسرے کا وارث بنا دیتی ہے اور پھر اولاد کا تو ایسا تعلق ہے جو حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حواؑ سے لے کر آج تک قائم ہے اور آخرت کے دن بھی خدائی عدالت اسی نسبت سے ہی انسان کو پکارے گی۔ نکاح کرنے والے کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ نکاح کرتے وقت سنت پر عمل اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کی نیّت کرے۔

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدترین کھانا اس ولیمے کا کھانا ہوتا ہے جس میں مال داروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے (بخاری)

موجودہ زمانے کی شادیوں میں بے شمار بے جا اور جاہلانہ رسومات اور گناہ شامل ہو چکے ہیں؛ یہ گناہ نا صرف اخروی تباہی و بربادی کا سبب ہیں بلکہ ان فضولیات کی وجہ سے دنیاوی زندگی بھی اجیرن بن جاتی ہے۔ ان بے جا رسومات اور فضول کاموں کے لیے آدمی کو زندگی بھر کی پونجی کو اس کے پیچھے لگا دینا پڑ جاتا ہے بلکہ قرض وغیرہ لے کر اپنے آپ کو اور زیادہ مشکلوں میں ڈالنا پڑتا ہے بے جا اخراجات میں پیسہ اُڑانے سے بہتر ہے کہ وہی پیسہ بچا کر اپنی بیٹی کو دے دو داماد کو دے دو مسجد میں دری بچھوا دو کسی طالب علم کا خرچ برداشت کر لو کسی مریض کا علاج کرا دو۔ جب سے ہمارا معاشرہ شادی بیاہ کے موقع پر خرافات اور تکلفات میں مبتلا ہُوا ہے اس وقت سے مقروض ہونے، سودی قرض اور رشوت لینے جیسی برائیوں میں مبتلا ہو گیا ہے اور ان برائیوں کی جڑ یہی فضول خرچی اور اسراف ہے؛ حالاں کہ شریعت نے اسراف و فضول خرچی کو ناپسند فرمایا ہے۔

آخر میں ایک سوال ہر ضمیر سے؛ کیا ہم اپنی آنے والی نسلوں کے لیے سادگی اور ایمان پر مبنی روایت چھوڑنا چاہتے ہیں یا نمود و نمائش کی لعنت؟ فیصلہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔

اے اللہ ربّ العزت ہمیں دکھاوے، فخر اور اسراف سے بچا لے؛ ہماری شادیوں کو آسان، پاکیزہ اور سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق بنا دے؛ اے اللہ ربّ العزت ہمیں یہ سمجھ عطا فرما کہ اصل خوبصورتی سادگی میں ہے نہ کہ چمک دمک اور فضول خرچی میں؛ ہمارے دلوں سے ریا اور مقابلہ بازی کو نکال دے؛ ہماری نسلوں کو دین کی روشنی عطا فرما انہیں ایسی شادیاں نصیب فرما جن میں محبت سکون اور برکت ہو۔

آمین یارب العالمین۔

ملک عزیز نیپال احتجاج سے پہلے اور احتجاج کے بعد،

بلال احمد برکاتی
خصوصی نامہ نگار نیپال اردو ٹائمز

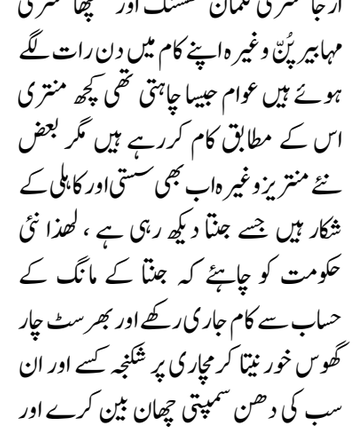

ملک عزیز نیپال میں پچھلے ماہ 8-9 ستمبر 2025 کو ہونے والے جینجی Gen z انقلابی احتجاج جس میں چوبیس گھنٹہ کے اندر نوجوانان نیپال نے پوری حکومت کو ہلا کر رکھ دیا اور سرکار کرا دی، اور پھر پارلیہ منٹ تحلیل کر دی گئی ، پھر دیکھتے ہی دیکھتے نئی حکومت بن گئی ، اس انقلابی احتجاج کا اصل مقصد ملک نیپال میں تبدیلی لانا بھرسٹچار (کرپشن) کا خاتمہ تھا تاکہ ملک عدل و انصاف کے ساتھ نئے طریقے سے طرقی جی جانب بڑھے اور ملک میں روزگار پیدا ہو عام عوام کو انصاف ملے ، دفتروں میں عام پبلک کو دھکے نہ کھانا پڑے، اس کے لئے نوجوانوں نے انقلابی تحریک چلا کر انقلاب تو لایا حکومت گرا کر نئی حکومت تو بنا لی مگر نئی حکومت نے اب تک نوجوانوں کے اس انقلابی احتجاج پر جس میں تقریبا بہتر 72 نیپالی نوجوانوں نے اپنی جان دی کھرے نہیں اترے اور بھرسٹ کرپٹ نیتاؤں کو اب تک گرفتار تک نہیں کیا گیا، جب کہ حکومت کا پہلا کام یہی تھا کہ وہ سب سے پہلے ان کرپٹ نیتاؤں کے خلاف اک مضبوط ٹیم بناتی اور سارے بھرسٹ نیتاؤں کو گرفتار کر کے انہیں جیل میں ڈالتی اور پھر تفتیش و تحقیق کے بعد ان کو سزا دیتی اور قوم کے لوٹے ہوئے خزانے کو واپس لاتی اور نیتاوں کے ذریعے کئے گئے کرپشن کو منجمد کر کے واپس سرکاری خزانے میں شامل کرتی، مگر یہ اب تک نہیں ہوا نیپالی جنتا اب بھی امید لگائے بیٹھے ہیں، انتظار میں ہیں کہ یہ موجودہ عارضی حکومت کب اپنا کام مکمل کرتی ہے، احتجاج کے بعد بننے والی نئی حکومت کو تقریبا ڈیڑھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے بعض منتری اپنا کام ایمانداری کے ساتھ کر رہے ہیں جیسے ارجا منتری کلمان گھسنگ اور شیکھا منتری مہابیر پُنّ وغیرہ اپنے کام میں دن رات لگے ہوئے ہیں عوام جیسا چاہتی تھی کچھ منتری اس کے مطابق کام کر رہے ہیں مگر بعض نئے منتریز وغیرہ اب بھی سستی اور کاہلی کے شکار ہیں جسے جنتا دیکھ رہی ہے ، لھذا نئی حکومت کو چاہئے کہ جنتا کے مانگ کے حساب سے کام جاری رکھے اور بھرسٹ چار گھوس خور نیتا کر مچاری پر شکنجہ کسے اور ان سب کی دھن سمپتی چھان بین کرے اور مجرم ثابت ہونے پر ان کے تمام جائیداد سرکاری خزانے میں جمع کرے، اور ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے عدل و انصاف کو صاف اور شفاف بنائے، عدالتوں اور پولیس پرساشن کے سسٹم کو مظبوط بنائے تاکہ نیپال کے جنتا کو لگے کہ وہ اک محفوظ ملک میں ہے، ملک میں امن چین شانتی بھائی چارہ قائم رکھنے کے لیے قانون کی بالا دستی ضروری ہے جس کے لئے ملک میں مزید پولیس کرمچاری کی ضرورت ہے لھذا نیپال کے ہر ضلع کے لئے نئے پولیس بھرتی کرے اس سے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار بھی ملے گا اور ملک میں قانون نافذ کرنیوالوں کو آسانی ہوگی مجرم جرم کرنے سے پہلے سو بار سوچیں گے،،

دوسری بات یہ کہ ابھی بھی ملک نیپال میں کچھ دنگائی مان سکتا کے لوگ دھرم کے نام پر ملک میں خوف و ہراس پھیلانے کا کام کر رہے ہیں، کچھ تنظیمیں آج بھی دھرم کے نام پر ملک کے مختلف علاقوں میں فتنہ فساد پھیلا رہے ہیں ایسے تنظیموں اور اس کے لیڈروں پر کڑی نظر رکھے غلط ایکٹیویٹی پر نظر رکھے اور ایسوں کو گرفتار کرے جو اس طرح کے دھارمک فساد کرتے کرواتے ہیں اور اس کو کڑی سے کڑی سزا دے تاکہ ملک میں شانتی اور امن چین کا ماحول بنے اور عام انسان آسانی سے نقل وحمل کر سکے،

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے ملک نیپال کو ترقی عطا فرمائے اور دشمنوں کے بری نظر سے محفوظ رکھے آمین،

بلال برکاتی نیپالی

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

Weekly The
NEPAL URDU TIMES
۳۰/اکتوبر ۲۰۲۵ مطابق ۷ جمادالاولیٰ ۱۴۴۷ھ۔ ۱۳ گتے کارتک ۲۰۸۲ جمعرات
ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز

ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

ابو خالد،
کریم گنج آسام

قرآن مجید اللہ رب العزت کا وہ پاکیزہ اور معجز نما کلام ہے جو اس نے اپنی مخلوق کی دائمی رہنمائی کے لیے اپنے آخری نبی، امام الانبیاء، سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا۔ یہ وہ نورِ ہدایت ہے جو ازل سے لوحِ محفوظ میں ثبت ہے، جو کسی تغیر و تبدل کا شکار نہیں ہو سکتا، اور جسے ہر قسم کے باطل اور شیطانی وساوس سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ لیا، چنانچہ قیامت تک کوئی طاقت اس کے ایک حرف کو بھی بدل نہیں سکتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، مخلوق نہیں، اور اس کی حقیقت و ہیئت ہماری عقل و فہم سے بالاتر ہے، لیکن ایمان و تصدیق کے ساتھ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ آسمانوں کے اوپر محفوظ، ملا اعلیٰ کے فیصلوں کی مانند اٹل اور غیر متبدل ہے۔

"قرآن" کا لفظ مادہ "قرأ" سے ماخوذ ہے، جس کا معنی پڑھنا ہے، (المنجد: ۶۱۳) اور حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ لاکھوں زبانیں دن رات اس کی تلاوت میں مصروف رہتی ہیں، کبھی خوش الحانی سے اور کبھی آہ و زاری کے ساتھ، خواہ معنی سے واقف ہوں یا نہ ہوں۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو "قرآن" کہہ کر پکارا ہے، جیسا کہ فرمایا: "بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ" (البروج: 21)۔ یہ کتاب عربی زبان میں نازل ہوئی تاکہ اولین مخاطبین براہِ راست اس کو سمجھ سکیں اور اس کا پیغام آگے پہنچا سکیں، جیسا کہ ارشاد ہوا: "إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ" (یوسف: 2)۔ یہ کتاب قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوئی، مگر اس کا فائدہ وہی اٹھا سکتا ہے جس کے دل میں خشیتِ الٰہی اور طلبِ حق کی آگ موجود ہو، جیسا کہ ارشاد ہے: "ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ" (البقرۃ: 2)۔ نزولِ قرآن کی کیفیت بھی ایک عظیم معجزہ تھی۔ کبھی یہ وحی گھنٹی کی مانند آواز کی صورت میں آتی، جو سب سے سخت اور بوجھل ہوتی، اور آپ ﷺ پر اس کا اثر اتنا شدید ہوتا کہ مبارک پیشانی سے پسینے کے قطرے بہنے لگتے۔ کبھی فرشتہ کسی انسانی شکل میں، بالخصوص حضرت دحیہ کلبیؓ کی صورت میں آتے اور اللہ کا پیغام پہنچاتے۔ کبھی حضرت جبرئیلؑ اپنی اصل ہیئت میں جلوہ گر ہوتے، جیسا کہ دو مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ معراج کی شب بلاواسطہ رب کریم سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا اور نماز کی فرضیت اسی موقع پر عطا ہوئی۔ کبھی ایسا ہوتا کہ جبرئیلؑ آپ ﷺ کے سامنے آئے بغیر آپ کے قلبِ اطہر پر براہِ راست وحی القا فرماتے۔ (فتح الباری ۱/ ۱۸. تاریخ نزول القرآن: ۲۶)

قرآن کا نزول ماہِ رمضان کی بابرکت رات لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر مکمل ہوا، اور پھر 23 برس کے عرصے میں حالات و ضروریات کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ سب سے پہلی وحی سورۃ العلق کی ابتدائی آیات کی صورت میں غارِ حرا میں نازل ہوئی، اور اس کے بعد تین برس تک وحی کا سلسلہ موقوف رہا۔ پھر دوبارہ سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات کے ساتھ یہ سلسلہ شروع ہوا اور آپ ﷺ کی وفات تک جاری رہا۔ (المرشد الوجیز إلی علوم تتعلق بالکتاب العزیز ص: 33 35، مع القرآن الکریم ص 18) اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کے لیے ایسے اسباب فراہم کیے جو کسی اور آسمانی کتاب کے لیے نہیں کیے گئے۔ سب سے پہلا ذریعہ حفظ تھا۔ خود نبی کریم ﷺ وحی نازل ہوتے ہی اسے دہراتے تاکہ یاد ہو جائے، مگر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: "لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ، إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ" (القیامہ: 16-17)، یعنی آپ جلدی نہ کریں، ہم ہی اس کو آپ کے دل میں جمع کریں گے اور آپ کو پڑھائیں گے۔ اس کے بعد رمضان میں ہر سال حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ قرآن کا دور کیا جاتا، اور وفات کے سال یہ دور دو مرتبہ ہوا۔ صحابہ کرامؓ بھی شوق و ذوق سے قرآن حفظ کرتے، راتوں کو تہجد میں دہراتے اور ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش کرتے۔ ساتھ ہی کتابت کا بھی خاص اہتمام ہوا، اور نزول کے فوراً بعد کاتبینِ وحی مختلف اشیاء پر اسے تحریر کرتے: پتھر کی سلوں، چمڑے کے پارچوں، کھجور کی شاخوں، بانس کے ٹکڑوں، درخت کے پتوں اور جانوروں کی ہڈیوں پر۔ کاتبینِ وحی میں حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت معاویہؓ اور دیگر صحابہ شامل تھے۔ "تفسیر القرآن العظیم "(218/7. جامع البیان "(68/17)

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں جنگِ یمامہ میں حفاظ کی ایک بڑی تعداد شہید ہوئی تو حضرت عمرؓ نے قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کا مشورہ دیا۔ ابتدا میں حضرت ابو بکرؓ اس کام کو نیا ہونے کی وجہ سے گراں سمجھتے تھے، مگر شرحِ صدر کے بعد حضرت زید بن ثابتؓ کو اس عظیم ذمہ داری پر مقرر کیا گیا۔ انہوں نے حفظ، تحریر اور تواتر، تینوں ذرائع سے تصدیق کر کے ہر آیت کو ثبت کیا، یہاں تک کہ مکمل قرآن ایک مصحف میں جمع ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں جب اسلام عجمی علاقوں میں پھیلا اور قراءت کے اختلاف سے فتنے کا اندیشہ ہوا، تو انہوں نے واحد معیار پر مشتمل "نسخۂ امام" تیار کرا کے مختلف مراکز کو بھیجا اور باقی نسخے تلف کرا دیے، یوں امت میں وحدتِ قراءت قائم ہوئی۔ بعد میں نقطے، اعراب، پاروں اور رکوعات کی سہولت دی گئی تاکہ تلاوت آسان ہو۔ (المنار في علوم القرآن ۱۵۱ ۔جمع القرآن حفظا وکتابۃ ۱۱)

قرآن کریم کی فضیلت اس قدر عظیم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة" (البخاري (4937)، یعنی جو شخص قرآن کا ماہر ہو، قیامت کے دن معزز اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ ایک اور حدیث میں فرمایا: "يقال لصاحب القرآن: اقرأ وارتق ورتل كما كنت ترتل في الدنيا، فإن منزلتك عند آخر آية تقرؤها" (أبو داود (1464)، یعنی صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور جنت کے درجات چڑھتا جا، تیرا مقام وہی ہوگا جہاں تیری آخری آیت ختم ہوگی۔ اسی طرح قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے کے والدین کو قیامت کے دن ایسا نورانی تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی۔ (ابو داود، باب في ثواب قراءة القرآن، ج: ۱، ص: ۵۴۳) قرآن کا فہم صرف اس وقت صحیح اور مکمل ہو سکتا ہے جب اسے مفسرِ اول، نبی کریم ﷺ کی تشریح کے ساتھ پڑھا جائے۔ ارشادِ ربانی ہے: "وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم ولعلهم يتفكرون" (النحل: 44)، یعنی ہم نے یہ ذکر آپ پر اتارا تاکہ آپ لوگوں کے لیے کھول کر بیان کریں۔ اس لیے حدیث کے بغیر قرآن کی تفہیم ممکن ہی نہیں، کیونکہ قرآن کے اجمال کو سنتِ نبوی تفصیل دیتی ہے، اور اس کے اصولوں کی عملی تصویر حضور ﷺ کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے ذریعے یہ علم امت تک محفوظ پہنچا، جو آج بھی مستند ذرائع میں موجود ہے۔

یہ کتابِ مقدس آغازِ نزول سے آج تک انسانیت کے لیے مینارِ نور ہے۔ اس میں ایمان، عبادات، اخلاق، معیشت، معاشرت، سیاست، حتیٰ کہ دنیا و آخرت کی کامیابی کے تمام اصول بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ آج کا مسلمان اس کتاب سے دور ہو چکا ہے۔ یہ جزدانوں میں بند، رفوں پر سجی ہوئی اور ہماری عملی زندگی سے اوجھل ہو چکی ہے۔ نہ تلاوت کا اہتمام ہے، نہ تدبر کا، نہ احکام پر عمل کا۔ (اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر: ۸)

علامہ اقبالؒ نے بجا فرمایا۔ وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہو کر اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

ہم اپنی اولاد کی دنیاوی تعلیم پر تو بے پناہ محنت کرتے ہیں، اسکول، ہوم ورک، پروجیکٹس اور امتحانات کے لیے وقت، مال اور محنت سب قربان کر دیتے ہیں، مگر قرآن ناظرہ کی تعلیم دینے میں تساہل برتتے ہیں۔ حالانکہ یہ اللہ کا کلام ہے، جس کی تلاوت پر ایک ایک حرف کا اجر ملتا ہے، اور جو دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اور ہماری نسلیں قرآن و سنت سے اپنا تعلق جوڑیں، مستند علما کی سرپرستی میں اس کے معانی و احکام سیکھیں اور اپنی عملی زندگی کو حضور ﷺ کے لائے ہوئے طریقے پر استوار کریں۔ یہی نجات کا راستہ ہے، یہی کامیابی کی شاہراہ۔ قرآن کریم اقوال علما کی روشنی میں

قرآنِ مجید اہلِ ایمان کے لیے زندگی کا سرچشمہ اور دلوں کا سب سے بڑا مونس ہے۔ فضل الرقاشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قرآن کے خوش الحان اور خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھنے جیسی لذت کسی اور چیز میں نہیں، اور نہ ہی کسی چیز سے دل اتنا محو و مسرور ہوتا ہے جتنا کہ قرآن کی حسین تلاوت سے۔ اور ہر وہ دل جو قرآن کی خوش الحان آواز سے نہ پگھلے، وہ دراصل مردہ دل ہے، اور جو آنکھ اس تلاوت پر نہ بہے وہ صرف غافل یا لاپرواہ آنکھ ہو سکتی ہے" (حلیۃ الأولیاء، 207/6)۔ سلام بن مسکین رحمہ اللہ نے قرآن کو انسان کی بیماری اور اس کے علاج دونوں کی نشاندہی کرنے والا بتایا، فرمایا: "تمہارا مرض تمہارے گناہ ہیں، اور تمہاری دوا استغفار ہے" (التوبۃ لابن أبي الدنیا، ص 89)۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے قرآن سیکھنے والے کی عظمت اور مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "جس نے قرآن سیکھا، اس کی قیمت و وقعت بڑھ گئی... اور جس نے اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھا، اس کا علم اسے کوئی فائدہ نہ دے گا" (الآداب الشرعیۃ، 266/1)۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اہلِ قرآن کو نصیحت کی: "اے قرآن پڑھنے والو! اللہ سے ڈرو اور اپنے سے پہلے والوں کے طریقے کو اختیار کرو۔ اگر تم سیدھے چل پڑے تو تمہیں بہت آگے نکل جانے کی خوش خبری ہے، اور اگر تم نے دائیں یا بائیں مڑ کر چھوڑ دیا تو تم بہت دور کی گمراہی میں پڑ جاؤ گے" (حلیۃ الأولیاء، 218/9)۔ مجاہد رحمہ اللہ نے قرآن کے ساتھ تعلق کو یوں بیان کیا: "قرآن کہتا ہے: میں تیرے ساتھ ہوں جب تک تو میری پیروی کرتا رہے، اور جب تو نے مجھ پر عمل چھوڑ دیا تو میں تیرے پیچھے لگ جاؤں گا" (صفۃ الصفوۃ، 413/1)۔

مُعضَد رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کی سب سے قیمتی نعمتیں گنوائیں: "اگر تین چیزیں نہ ہوتیں — دوپہر کی تپتی گرمی میں روزے کی پیاس، سردیوں کی طویل راتوں میں عبادت، اور اللہ کے کلام کے ساتھ تہجد کی لذت — تو میں پروانہ کرتا کہ کسی بڑے منصب پر ہوں یا نہ ہوں" (فضائل القرآن لأبي عبید، ص 128)۔ یزید بن تمیم رحمہ اللہ نے سختی سے کہا: "جسے نہ قرآن روک سکے اور نہ موت کا تصور، تو پھر اگر اس کے سامنے پہاڑ بھی کھڑے کر دیے جائیں، تب بھی وہ باز نہیں آئے گا" (الزہد لأحمد بن حنبل، ص 138)۔

شعبی رحمہ اللہ نے تلاوت کا آداب سکھاتے ہوئے کہا: "جب قرآن پڑھو تو ایسے انداز میں پڑھو کہ تمہارے کان سنیں اور تمہارا دل سمجھ سکے، کیونکہ کان زبان اور دل کے درمیان منصف ہیں" (الزہد لابن المبارک، ص 422)۔

کسی نے ایک سے پوچھا: "جب تم قرآن پڑھتے ہو تو کیا اپنے دل میں کوئی اور خیال لاتے ہو؟" اس نے کہا: "قرآن کے سوا کوئی چیز مجھے اس قدر محبوب نہیں کہ میں اس کے بارے میں سوچوں" (قوت القلوب، 86/1)۔ ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: "اللہ سے انس کیا ہے؟" فرمایا: "علم اور قرآن" (حلیۃ الأولیاء، 377/9)۔ ایک عالم نے فرمایا: "یہ قرآن ہمارے رب کی جانب سے آئی ہوئی خطوط ہیں، جو اس کے عہد و پیمان پر مشتمل ہیں؛ ہم انہیں نماز میں غور سے پڑھتے ہیں اور طاعت میں ان پر عمل کرتے ہیں" (موعظۃ المؤمنین، ص 80)۔ وہیب بن الورد رحمہ اللہ نے ان لوگوں پر رحمت کی دعا کی "جو جب دوزخ کے ذکر والی آیت سنتے تو یوں لگتا گویا اس کا دھواں ان کے کانوں میں گونج رہا ہے"۔ سعید الجرمی رحمہ اللہ نے خوفِ آخرت کی کیفیت بیان کی: "جب وہ دوزخ کے ذکر والی آیت سے گزرتے تو خوف سے چیخ پڑتے، گویا دوزخ کی بھاپ ان کے کانوں میں ہے اور آخرت ان کی آنکھوں کے سامنے ہے" (التخویف من النار، ص 46)۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں ناپسند کرتا ہوں کہ مجھ پر ایسا دن گزرے جس میں میں اللہ کے عہد — یعنی قرآن — کی طرف نہ دیکھوں" (البدایۃ والنہایۃ، 225/7)۔

ایک اور نصیحت میں فرمایا گیا: "چار چیزیں ایسی ہیں جن کا ظاہر فضیلت ہے اور باطن فرض: نیک لوگوں کی صحبت فضیلت اور ان کی پیروی فرض، قرآن کی تلاوت فضیلت اور اس پر عمل فرض، قبروں کی زیارت فضیلت اور موت کی تیاری فرض، مریض کی عیادت فضیلت اور اس سے نصیحت لینا فرض" (أسیرۃ عثمان للصلابي، ص 28)۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن سے حقیقی محبت عطا فرمائے، ہمیں اس کو سمجھ کر پڑھنے، اس پر عمل کرنے اور اسے دنیا میں پھیلانے والا بنائے، اور قیامت کے دن ہمیں اہلِ قرآن میں شامل فرما کر اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

اہلِ قلم وار بابِ دانش سے مودبانہ گزارش ہے کہ وہ صاحبِ عرسِ قاسمی اور دیگر مشائخِ مارہرہ مطہرہ کے حوالے سے اپنے تحقیقی وادبی مضامین، تاثرات و مناقب 7 نومبر 2025ء تک ادارہ نیپال اردو ٹائمز کو ارسال فرما کر اس علمی و روحانی خدمت میں اپنا حصہ ضرور شامل فرمائیں۔ آپ کے مضامین و نگارشات کا انتظار رہے گا۔

فیضانِ مشائخِ مارہرہ مطہرہ کو اجاگر کرنے میں آپ کا تعاون ہمارے لیے باعثِ صد مسرت وافتخار ہوگا۔

عبدالجبار علیمی نظامی (چیف ایڈیٹر) +918795979383
مفتی کلام الدین نعمانی مصباحی (نائب ایڈیٹر) +977 9817619786
مولانا محمد حسن سراقہ رضوی (معاون ایڈیٹر) +9779821442810
من جانب: جامعہ احسن البرکات تولیہواں کپلوستو نیپال
ادیب شہیر علامہ نور محمد خالد مصباحی ازہری:
+9779811190536

سرکار نمازی قادری سلسلہ تیغیہ کے عظیم مبلغ تھے

مظفر پور صوبۂ بہار کا ایک مشہور و معروف مردم خیز ضلع ہے جو کئی جہات سے اہمیت کا حامل ہے یہ سرزمین ہر عہد و عصر میں ایسے نامور شخصیات و افراد سے آباد رہی ہے جنہوں نے اپنے عہد میں اسلام و سنیت کے لئے نمایاں قابل فخر خدمات انجام دیں ہیں، آفاق عالم میں اس سرزمین کی عظمت و رفعت عروج و ارتقا کا خاص شہرہ ہے اس سرزمین نے ملک و ملت کو ایسے ایسے انمول اور نایاب ہیرے جواہرات عطا کیے ہیں جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے

مدت مدید سے اس مردم خیز خطہ میں علم و فضل، امانت و دیانت، ایثار و قربانی، جرأت و بہادری، علم و ادب، حلم و بردباری، جاہ جلال، فضل و کمال، جود و نوال، شرف و بزرگی، حسب و نسب، تقوی و پرہیز گاری، علوم و فنون، اخلاق و کردار، فکر و تدبر، حکمت و احتیاط، صبر و رضا، عقل و دانائی، فہم و فراست، تصوف و روحانیت، حب و وفاداری کے حاملین ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں مرکز علم و فن ضلع مظفر پور میں بڑے بڑے عظیم البرکت اولیا علما صلحا اصفیا اتقیا فقہا پیدا

ہوئے جن کی دینی ملی فکری اعتقادی سیاسی سماجی خدمات سے عالم منور و تابناک ہوا اور آج بھی وہ ملت بیضا کو اپنے فیضان کرم سے مستفیض و مستنیر کر رہے ہیں انہیں عظیم المراتب ممتاز شخصیات میں ایک اہم ترین نام قطب الاقطاب امین امامت ابوتراب غوث زماں شیخ المشائخ حضرت الحاج الشاہ محمد تیغ علی قادری آبادانی فریدی علیہ الرحمہ سرکار سرکار نہی شریف مظفر پور بہار کا ہے جنہوں نے رشد و ہدایت کی ایسی شمع روشن کی جس کی روشنی سے اطراف عالم بالخصوص شمالی ہند تابناک ہیں جن کی نظر کیمیائے اثر جس پر پڑی ذیشان ہو گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثیر الجہات شخصیت کے حامل تھے جسے اس مختصر مضمون میں بیان نہیں کیا جا سکتا، آپ کے خون جگر سے سینچے گئے باغیچہ کے ایک شگفتہ پھول خلیفہ سرکار سرکا نہی قطب الارشاد حضرت الحاج محمد نمازی تیغی قدس سرہ ہیں جن کا عرس سراپا قدس و جشن دستار عالمیت و حفظ و قرأت۔ ، 22/21/ جمادی الاول 1447 ھ / 14/13/ نومبر 2025ء بروز جمعرات/جمعہ کو شرعی تزک و احتشام کے ساتھ سرزمین تھتیاں شریف مظفر پور بہار منایا جائے گا جس میں علمائے ملت، اور شعرائے اہلسنت، خطبائے عظام، ائمہ مساجد، طلبہ مدارس کے نورانی جماعت کی زیارت کا شرف حاصل ہوگا واقعی اتری بہار میں اہل سنت و جماعت کی عظیم و جلیل قلعہ دینی و ملی درسگاہ دارالعلم والحکمہ مدرسہ سرکار نمازی

و جامعہ امہات المومنین تھتیاں شریف مظفر پور بہار انڈیا ہے عرس پاک کی سرپرستی۔ شاگرد جلالۃ العلم حضور حافظ ملت۔ جلالۃ الفقہا ضیغم اہلسنت حضور مفتی حامد القادری المصباحی مدظلہ العالی مفتی حضرت علامہ مفتی محمد شمیم و صدارت شہزادۂ حضور جلالۃ الفقہا مفتی ابن رضا مصباحی و نظامت شہزادہ حضور جلالۃ الفقہا حضرت علامہ مولانا محمد شاہد رضا مصباحی قیادت حضرت حافظ و قاری محمد شہود رضا حجازی و مولانا محمد حسان رضا تیغی مصباحی اور نگرانی مفتی ابن مفتی جد مفتی فاضل نوجوان حضرت علامہ مفتی محمد ریحان رضا عنبر مصباحی فرماتے ہیں ادارہ کی سہ منزلہ عمارت اور دستار عالمیت و حفظ و قرأت کا روح پرور منظر دیکھ کر آپ کا دل باغ باغ ہو جائے گا یہ وہ جگہ ہیں جہاں شخصیتیں ڈھالی جاتی ہیں، انسان کے کردار و اخلاق سنوارے جاتے ہیں۔ ادارہ میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور یوپی کے نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے یہاں کے اساتذہ میں اچھی سوجھ بوجھ، اعلی دماغی، بہترین لیاقت، عمدہ ادبی و علمی مذاق، فکری و فنی رسوخ اور انتظامی صلاحیت کی ہر خوبی دکھائی دیتی ہے ساتھ ہی خلوص وللّٰہیت کی شائستگی بھی جلوہ فگن ہے اس کے شعبہ جات ہمہ رنگا رنگ ہیں شعبہ عربی فارسی شعبہ حفظ و تجوید شعبہ گلشن اطفال اشرف العلماء دارالافتاء سرکار نمازی لائبریری بزم سرکار نمازی قادری کمپیوٹر سنٹر کے اثرات قرب و جوار اور زیر تعلیم طلبہ کی کامیاب زندگی میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں فروغ علم و ادب کے ساتھ اشاعت مذہب حق کے مختلف میدانوں میں اس کی پیش قدمیاں انتہائی حوصلہ افزا ہیں تعلیمی میدان ہو یا اخلاقی تربیت یا اشاعت کتب ہر شعبے فعال دکھائی دیتے ہیں کئی سالوں سے شہ نمازی جنتری اپنی دلکش رعنائیوں کے ساتھ باصرہ نواز ہو رہا ہے واقعی یہ ادارہ مسلک اعلی حضرت اور سلسلہ تیغیہ کا پرنور منارہ ہے جس کی کرنوں سے اہل عرفان کے دلوں میں اجالا ہے میری دلی دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں جب تک چاند کی چاندنی اور سورج کی روشنی رہے افق علم ادب پر یہ قلعہ نیر تاباں بن کر یوں ہی چمکتا دمکتا رہے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم دعا گو و دعا جو محمد صلاح الدین رضوی مخلص اٹھروی ادم التدریس و الافتاء دارالعلوم تیغیہ علائیہ ضیاءالقران چکنا شریف مظفر پور بہار انڈیا

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

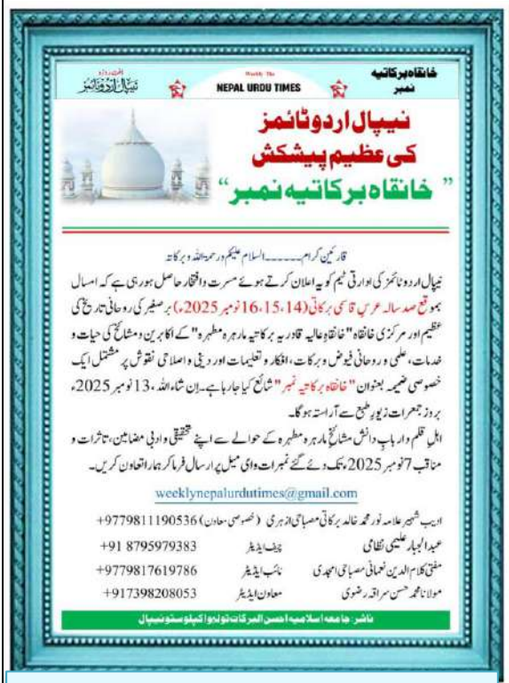

Weekly The
NEPAL URDU TIMES
۳۰/اکتوبر ۲۰۲۵ مطابق ۷ جمادالاولیٰ ۱۴۴۷ھ۔ ۱۳ گتے کارتک ۲۰۸۲ جمعرات

اعراسِ اولیاء اور اعتدالِ تقریبات

از: ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی نیپال)

دینِ اسلام کی اصل روح سادگی، خلوص اور مخلوقِ خدا کی آسانی پر قائم ہے۔ اولیاءِ کرام کے فیضان اور ان کی یاد منانے کے اجتماعات اگر انہی اصولوں کے تابع رہیں تو یہ ملت کے لیے سراسر خیر و برکت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ آج امتِ مسلمہ کے حالات کچھ اس طرح کے ہیں کہ مزدور و کسان طبقہ مہنگائی، بے روزگاری اور مالی دباؤ کے زیرِ سایہ کراہ رہا ہے اور ایسے میں بعض خانقاہیں اور مزاراتِ مقدسہ کے ذمہ داران کئی کئی روزہ اعراس کا اہتمام کرتے ہیں۔ کہیں دو روزہ، کہیں سہ روزہ، بلکہ بعض جگہوں پر چار روزہ تک اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں۔ ان پر صرف ہونے والا سرمایہ اکثر عوام سے جمع ہونے والے چندوں اور نذرانوں سے حاصل کیا جاتا ہے، جو اصل میں عوام کی محنت و خون پسینے کی کمائی ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں اصلاحِ امت کے نام پر اتنی زیادہ مالی تکلفات کا جواز کیا باقی رہ جاتا ہے؟ یہ سوال ہر دردمند دل رکھنے والے کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔

اعراس کا مقصد کسی ظاہری نمود و نمائش، بڑے جلوسوں یا بینر و لائٹنگ کی نمائش کا نام نہیں۔ اس کی اصل روح تو یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے تذکروں سے ایمان تازہ ہو، ان کے کردار سے اصلاحِ باطن کی تحریک ملے اور عوام کے دلوں میں محبتِ الٰہی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی لو بھڑک اٹھے۔ اگر نیت درست ہو اور مجلس کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہو تو ایک شب یا ایک دن کا اجتماع بھی ایسی روحانی تاثیر رکھ سکتا ہے کہ بڑے بڑے طویل اجتماعات اس کے برابر نہ آسکیں۔ فیضانِ اولیاء کا تعلق وقت یا دنوں کی تعداد سے نہیں، بلکہ قلوب کی صفائی، نیت کے خلوص اور مجلس کی کیفیت سے ہے۔ اگر محفل میں نورانیت ہو، دلوں میں خشیت ہو اور ارادہ اصلاح کا ہو، تو چند لمحے بھی انسان کی زندگی بدل سکتے ہیں۔

ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ وسائل کا صحیح مصرف ہی دراصل دیانت داری کا تقاضا ہے۔ کئی روزہ اعراس میں لاکھوں روپے صرف ہو جاتے ہیں۔ بجلی، لائٹنگ، خیمہ بندی، قوالیاں، دعوتیں، مہمان داری اور دیگر انتظامات میں جو سرمایہ خرچ ہوتا ہے، وہ اگر دینی مدارس، یتیموں، مساکین یا مستحق طلبہ پر خرچ کیا جائے تو وہی رقوم صدقۂ جاریہ بن کر دائمی برکت کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ اولیاء کرام کی تعلیمات میں قناعت، سادگی اور مخلوق کی بھلائی کا درس نمایاں ہے۔ وہ خود تو فقر و زہد کے پیکر تھے، مگر آج ان کے نام پر تقاریب میں اسراف و نمود کا غلبہ دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے۔ کیا یہی ان حضرات کے فیضان کا مظہر ہے؟ یا ہم نے اصل مقصود سے ہٹ کر رسم کو مقصد بنا لیا ہے؟ اگر ہم یک روزہ اعراس کے تصور کو اپنائیں تو اس میں کئی طرح کے فوائد مضمر ہیں۔ سب سے پہلے تو اس سے شرکت آسان ہو جاتی ہے، کیونکہ لوگ محدود وقت میں بھی شرکت کر سکتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ مالی بوجھ نہ سجادہ نشین پر پڑتا ہے، نہ عوام پر۔ تیسرا، یک روزہ اجتماع میں توجہ بٹنے کے بجائے یکسوئی پیدا ہوتی ہے، محفل زیادہ پُراثر بنتی ہے اور خطابات، ذکر و نعت، اور دعا کا وقت جامع انداز میں استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح کے اجتماع میں فیضان زیادہ مرکوز ہوتا ہے اور اصلاحی نتائج زیادہ حاصل ہوتے ہیں۔ ایک دن میں بھی اگر دل بدل جائے، نیت درست ہو جائے اور اعمال میں روح پیدا ہو جائے، تو وہی دراصل کامیابی کا دن ہے۔ یہ بات باعثِ تعجب بلکہ افسوس ہے کہ بڑے بڑے روحانی و علمی مراکز میں بھی آج کل طویل اعراس کی روایت عام ہو گئی ہے۔ بریلی شریف میں تین روزہ عرس، مارہرہ شریف میں تین روزہ، جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں دو روزہ، جامعہ امجدیہ اور جامعہ الرضا میں بھی دو روزہ اجتماعات ہوتے ہیں۔ ان تمام مراکز کی علمی و روحانی خدمات اپنی جگہ مسلم ہیں، مگر اگر یہی ادارے موجودہ حالات کے پیشِ نظر یک روزہ بافیض اور مؤثر اعراس کی روایت قائم کریں تو یہ امت کے لیے مثال بن جائے گا۔ عوام الناس کو بھی احساس ہوگا کہ خانقاہیں اور مدارس وقت کے تقاضوں کو سمجھ کر امت کے درد میں شریک ہیں، اور وہ محض رسوم کے اسیر نہیں۔

ان کے علاوہ اگر بہار و نیپال کی بات کریں تو سرکار مجبی کا عرس سہ روزہ، خانقاہ سمرقندیہ دربھنگہ میں ربیع الاعراس چار روزہ، عرس تیغی سرکاہی شریف دو روزہ، روضہ شریف نیپال کے بزرگان ثلاثہ کا عرس سہ روزہ، لہنہ شریف میں حضور شیرِ نیپال کا عرس دو روزہ۔ یہاں ایک بات بطورِ دردِ دل عرض کئے دیتا ہوں کہ گزشتہ سال اکتوبر 2024 میں عرسِ تیغی کا منظر فیس بک پر دیکھا۔ دیکھ کر دل بے حد افسردہ اور مضطرب ہوا۔ جلسہ گاہ میں مردوں کے بیچ عورتوں کی موجودگی نہایت غیر موزوں انداز میں تھی۔ بعض عورتیں مردوں کے درمیان کھڑی ہو کر اسٹیج کا نظارہ کر رہی تھیں، گویا کسی دینی محفل نہیں بلکہ عوامی تماشے کا منظر ہو۔ مزید افسوس اس بات پر ہوا کہ جب جلسہ گاہ میں ہنگامہ برپا ہوا تو وہی عورتیں کمر پر ہاتھ رکھے تماشائیوں کی طرح سارا منظر دیکھنے میں مصروف تھیں۔ یہ سب کچھ روحانیت کے تقدس اور اولیاء اللہ کے پیغام کی شان سے قطعاً بعید تھا۔ ایسے مناظر صرف افسوس کا باعث نہیں بلکہ خانقاہی فضا کی روحانیت پر ایک کاری ضرب ہیں۔ خانقاہیں ہمیشہ ادب، حیاء اور طہارتِ نفس کی علامت رہی ہیں، جہاں نگاہیں جھکی ہوتیں اور دل اللہ کے حضور متوجہ۔ مگر جب انہی مراکز میں بے احتیاطی، اختلاط اور بے ادبی کے مناظر دکھائی دیں تو یہ محض ایک فرد یا ادارے کا نہیں، بلکہ پورے روحانی نظام کا نقصان ہوتا ہے۔ ان واقعات سے عوام کے ذہنوں میں خانقاہی سلسلوں کی عظمت اور اولیاء کے پیغام کے بارے میں غلط تاثر پیدا ہوتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سجادگان و منتظمین بروقت اس بگاڑ کا ادراک کریں اور ان اجتماعات کو پھر سے وہی پاکیزہ ماحول لوٹائیں جس کی بنیاد قرآن، سنت اور سلفِ صالحین کے آداب پر رکھی گئی تھی۔

مذکورہ بالا سطور میں جن چند اعراس کا ذکر کیا گیا یہ تو محض ایک مختصر فہرست ہے، ورنہ حقیقت میں بے شمار ایسے اعراس بھی منعقد ہوتے ہیں جہاں روحانیت کے نام پر خالص دنیوی مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ بعض مقامات پر ڈھول، تاشے، باجے اور قوالیوں کی محفلیں اس طرح سجتی ہیں کہ فضا میں بازاروں جیسا شور پیدا ہو جاتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ عرسِ اولیاء نہیں بلکہ کسی میلے یا تفریحی میلہ گاہ کا منظر ہو۔ افسوس کہ کئی جگہوں پر رات بھر ساز و آواز کی گونج میں ذکرِ الٰہی کی لطافت اور روحانیت کی تاثیر ماند پڑ جاتی ہے اور فیضانِ اولیاء کی حقیقی روشنی ظاہری تزئین و آرائش اور نمود و نمائش کے شور میں دب جاتی ہے۔

مزید افسوس ناک بات یہ ہے کہ بعض اجتماعات میں مرد و زن کا بے محل اختلاط دیکھنے میں آتا ہے۔ عورتوں کے ساتھ مصافحہ و معانقہ جیسی حرکات، جو شرعاً ممنوع ہیں، روحانیت کے لبادے میں کی جاتی ہیں۔ بعض سجادگان یا خدامِ خانقاہ اپنے ہاتھوں سے عورتوں کے سروں پر عمامہ باندھ کر اسے "تبرک" یا "بیعت" کا حصہ قرار دیتے ہیں، حالانکہ شریعت کی نگاہ میں یہ سب امور خلافِ ادب بلکہ باعثِ فتنہ ہیں۔

ایسے مناظر دل کو زخمی کرتے ہیں کہ جن اولیاء نے اپنی زندگیوں میں سادگی، تواضع، عبادت اور خدمتِ خلق کو شعار بنایا، آج انہی کے نام پر محافلِ رقص و ساز برپا کی جاتی ہیں۔ جہاں کبھی آنسوؤں سے توبہ کے چراغ روشن ہوتے تھے، وہاں اب قہقہوں کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ وہ اجتماعات جو اصلاحِ باطن، تزکیۂ نفس اور تجدیدِ ایمان کا سرچشمہ ہوا کرتے تھے، اب اکثر جگہوں پر دکھاوے، مسابقت اور دنیوی مفادات کے گڑھ بن چکے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اعراسِ اولیاء کی حقیقی روح کو دوبارہ زندہ کیا جائے کہ یہ اجتماعات یادِ الٰہی، محبتِ رسول ﷺ، اور خدمتِ مخلوق کے پیغام کے امین بنیں، نہ کہ دنیاوی شان و شوکت کے مظہر۔ اگر جامعہ اشرفیہ، جامعہ امجدیہ، بریلی شریف اور بطورِ خاص مارہرہ شریف جیسے بڑے روحانی و علمی مراکز سے اعتدال و اختصار کے ساتھ یک روزہ بافیض اعراس کی تحریک شروع ہو، تو یقیناً یہ ایک نئی روحانی اصلاحی لہر بن سکتی ہے، جو امت کے فکری و عملی بگاڑ کو بڑی حد تک درست کر دے۔ اگر مارہرہ شریف جیسا مرکزی ادارہ اس سمت پہلا قدم بڑھائے، تو اس کے اثرات پورے ہند و نیپال میں محسوس کیے جائیں گے۔ کیونکہ مارہرہ شریف روحانی دنیا میں مرکز و محور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر وہاں سے یہ تحریک شروع ہو کہ اعراس مختصر ہوں، مگر بافیض اور خلوص سے بھرپور ہوں تو یقیناً دیگر ادارے جیسے بریلی شریف، اشرفیہ اور امجدیہ بھی اسی راہ کو اختیار کریں گے اور ان کی اتباع میں شاید دیگر علاقوں کے اعراس میں بھی تبدیلی آئے۔ اس طرح سے ایک اعتدالِ تقریبات کی تحریک جنم لے گی، جو امت کے معاشی اور روحانی دونوں پہلوؤں میں برکت و آسانی کا باعث بنے گی۔

اگر یہ شعور دینی مراکز سے شروع ہو جائے، تو بلاشبہ عوام الناس تک بھی اس کی روشنی پہنچے گی۔ کیونکہ جب خانقاہوں سے اصلاح کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، تو معاشرہ بدلنے لگتا ہے۔ یہ سادہ اور مختصر اجتماعات عوام میں خلوص، یکسوئی، اور روحانی بیداری پیدا کریں گے۔ امت کو یہ پیغام ملے گا کہ فیضانِ ولایت وقت کی کثرت میں نہیں بلکہ نیت کی صفائی میں پوشیدہ ہے۔

آخر میں یہی کہنا مناسب ہے کہ اعراسِ اولیاء کا فیضان دنوں کی طوالت، شور و شوق، یا ظاہری تزئین و آرائش سے نہیں بڑھتا، بلکہ خلوصِ نیت، اتباعِ سنت اور وقارِ مجلس سے پروان چڑھتا ہے۔ اولیاء اللہ نے اپنی زندگیاں سادگی، تواضع اور خدمتِ خلق کے اصولوں پر گزاری ہیں؛ ان کی یاد منانے کا درست طریقہ یہی ہے کہ ان کے مسلکِ زہد و اخلاص کو اپنایا جائے، نہ کہ دنیاوی طرزِ نمود کو۔ اگر ہم اعراس کو اصلاحِ امت، تربیتِ اخلاق اور تذکیرِ آخرت کا ذریعہ بنالیں اور محفلوں کو شور و تماشہ کے بجائے ادب و وقار کا پیکر بنائیں، تو یہی حقیقی احیاءِ روحانیت ہوگا۔ وقت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم سادگی کو شعار بنائیں، اختصار کو قبول کریں اور اپنے اجتماعات کو دوبارہ ایمان و معرفت کی خوشبو سے معطر کریں، تبھی اولیاء کے فیضان کی وہ روشنی پھر سے قلوب کو منور کرے گی جو کبھی امت کی پہچان تھی۔

از: ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی نیپال)

"سعادت گنج میں "بزمِ ایوانِ غزل" کے زیرِ اہتمام عظیم الشان طرحی مشاعرہ منعقد

بارہ بنکی (پریس ریلیز) سعادت گنج کی نہایت ہی فعال ادبی تنظیم "بزمِ ایوانِ غزل" کے زیرِ اہتمام ایک شاندار اور بے حد کامیاب طرحی مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔ اس یادگاری اور کامیاب مشاعرے کی صدارت معروف دانشور اور بہترین شاعر امیر حمزہ اعظمی نے فرمائی، وہیں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے ماسٹر طفیل زیدپوری اور مہمانِ ذی وقار کے طور پر ارشاد انصاری نے شرکت کی۔

اس حسین اور پُر وقار مشاعرے کی نظامت کی ذمہ داری طنز و مزاح کے مشہور شاعر بیڈھب بارہ بنکوی نے اپنے منفرد، دلکش اور جداگانہ انداز میں انجام فرمائی۔ اس طرحی مشاعرے کا آغاز مشتاق بزمی نے نعتِ رسول سے کیا جس نے مشاعرے کو روحانی فضا سے بھر دیا۔ اس کے بعد غزل کے دلنشین اور بے انتہا خوبرو مصرعہ طرح:

"تو بھی ہو جائے گا بدنام مرے ساتھ نہ چل"

پر باقاعدہ طرحی مشاعرے کا آغاز ہوا۔ مشاعرہ نہایت کامیاب رہا۔ پیشِ خدمت ہیں چند منتخب اشعار جو کہ شعراء اور سامعین کے ذریعہ بہت ہی زیادہ پسند کیے گئے اور خوب داد و تحسین سے نوازے گئے:

جانے کتنے ہی سویرے ہیں ابھی تیرے لئے
ہونے والی ہے مری شام مرے ساتھ نہ چل

امیر حمزہ اعظمی

رنگ و نکہت سے بھری بزم میں جانا ہے مجھے
اے مرے صاحبِ احرام مرے ساتھ نہ چل

ذکی طارق بارہ بنکوی

تجھ کو سب دیکھیں گے میلہ نہ کوئی دیکھے گا
ایک مچ جائے گا کہرام مرے ساتھ نہ چل

بیڈھب بارہ بنکوی

ٹھوکریں کھائی ہیں ہر گام مرے ساتھ نہ چل
میں ہوں اک عاشقِ ناکام مرے ساتھ نہ چل

سید فیروز نظامی

عین ممکن ہے کہیں بھی میں تجھے لے ڈوبوں
موجِ دریا کا ہے پیغام مرے ساتھ نہ چل

عاصی چوکھنڈوی

ایک ٹوٹی ہوئی کشتی کا مسافر ہوں میں
ڈوب جائے گا ترا نام مرے ساتھ نہ چل

ماسٹر طفیل زیدپوری

یہ سفر گرم ہواؤں کا سفر ٹھہرے گا
اس سفر میں مرے گلفام مرے ساتھ نہ چل

کلیم طارق

کام میرا ہے وہاں رب کی عبادت کرنا
تجھ کو ہیں پوجنے اصنام مرے ساتھ نہ چل

اثر سیدنپوری

تین سو ساٹھ خداؤں کا پرستار ہے تو
میں ہوں شیدائیِ اسلام مرے ساتھ نہ چل

دانش رامپوری

جس میں رسوائی ہو بدنامی ہو ناکامی ہو
لیکے ایسا کوئی پیغام مرے ساتھ نہ چل

راشد ظہور

میں وہ دریا ہوں جو پتھر سے الجھتا ہے سدا
اور تو ایک گھڑا خام مرے ساتھ نہ چل

پروفیسر ظہیر رامپوری

بات جب ذات پہ آتی ہے بگڑ جاتی ہے
میں قریشی ہوں تو حجام مرے ساتھ نہ چل

انور سیلانی

پھول سا چہرہ ابھی تیرا اتر جائے گا
آج ہے تیز بہت گھام مرے ساتھ نہ چل

چٹک چوکھنڈوی

ڈھونڈ لے کوئی تو چڑھتا ہوا سورج اسلم
میں ہوں اک بندۂ ناکام مرے ساتھ نہ چل

اسلم سیدنپوری

مہرباں مجھ پہ ہیں آلام مرے ساتھ نہ چل
جانے کیا ہو مرا انجام مرے ساتھ نہ چل

مشتاق بزمی

ساتھ لے چلنے سے انکار نہیں ہے ڈر ہے
تو بھی ہو جائے گا بدنام مرے ساتھ نہ چل

آفتاب جامی

راہِ الفت میں قدم رکھنا نہیں ہے آساں
سوچ لے پہلے تو انجام مرے ساتھ نہ چل

قیوم بہٹوی

میں برا ہوں تو برائی بھی بتادے مجھ کو
بے سبب کرتا ہے بدنام مرے ساتھ نہ چل

ظہیر انصاری سیدن پوری

رہزنِ حسن سرِ راہ گزر بیٹھے ہیں
یوں سنور کر مرے گلفام مرے ساتھ نہ چل

سحر ایوبی

انوار تنہا ہوتا تو تجھے ساتھ میں لیکر چلتا
ساتھ میں ہیں غم و آلام مرے ساتھ نہ چل

قمر سکندرپوری

بات تو مان سرِ عام مرے ساتھ نہ چل
مجھ پہ لگ جائے گا الزام مرے ساتھ نہ چل

نعیم سکندرپوری

صبر کی تیغ سے مر جائے گی ورنہ اک دن
سن لے اے گردشِ ایام مرے ساتھ نہ چل

شفیق رامپوری

اے مرے یارِ گل اندام مرے ساتھ نہ چل
میرا ہر خار ہے ہر گام مرے ساتھ نہ چل

مصباح رحمانی

ساتھ چلنے کی قسم جس نے تھی کھائی ماہر
کہہ دیا اس نے سرِ عام مرے ساتھ نہ چل

ماہر بارہ بنکوی

تیرا ہر کام ہے پر دام مرے ساتھ نہ چل
ہر گلی میں ہے تو بدنام مرے ساتھ نہ چل

اسرار حیات رامپوری

مجھ کو مرنے دے تو دولت کی کٹاری سے وہاں
ہم سفر میرے تو دمّام مرے ساتھ نہ چل

عاصم اقدس

ان شعراء کے علاوہ علی بارہ بنکوی، صغیر قاسمی، اظہار حیات اور ابوذر انصاری نے بھی اپنا طرحی کلام پیش کیا اور شعراء و سامعین سے خوب داد و تحسین حاصل کی۔ سامعین میں آئیڈیل انٹر کالج کے مینیجر محمد مستقیم انصاری، ماسٹر محمد وسیم انصاری، ماسٹر قسیم انصاری، ماسٹر محمد حلیم انصاری اور ماسٹر محمد راشد انصاری کے نام بھی قابلِ ذکر ہیں۔

"بزمِ ایوانِ غزل" کا آئندہ ماہانہ طرحی مشاعرہ بتاریخ 30/نومبر بروز اتوار درج ذیل مصرع پر منعقد ہوگا:

"ہم خواب کی دنیا سے نکل آئے ہوئے ہیں"
قافیہ: آئے
ردیف: ہوئے ہیں

یہ مشاعرہ بھی آئیڈیل انٹر کالج میں ہی منعقد ہوگا۔ اس اعلان کے ساتھ مشاعرے میں شریک ہونے والے تمام شعراء اور سامعین کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بزم کے صدر ذکی طارق بارہ بنکوی نے محفل کا اختتام فرمایا۔

Zaki Tariq Barabankavi
(editor)
Sada - e - bismil
Urdu Weekly Barabanki
(U.P.India)
president
Barabanki.up.india
pin_225206

باغ طیبہ دکھا دیجیے
دل کا گلشن کھلا دیجیے

خواب میں آ کے اک دن مجھے
روئے انور دکھا دیجیے

اے مسیحِ زمانہ؛ مرے
دردِ دل کی دوا دیجیے

یا نبی بحرِ غم سے، مری
ڈوبی کشتی ترا دیجیے

بہرِ تسکینِ قلبِ حزیں
خاکِ پا مصطفیٰ دیجیے

پڑھ کے صل علیٰ اہلِ دل
بزمِ الفت سجا دیجیے

رب سے محشر کے دن یا نبی
میری بخشش کرا دیجیے

نغمۂ نعت نعمانی آپ
عاشقوں کو سنا دیجیے

از قلم
محمد کلام الدین نعمانی مصباحی
بنوٹا، مہوتری، نیپال
نائب ایڈیٹر نیپال اردو ٹائمز

عرس نظامی تمام اعراس کے لیے نمونۂ عمل ہے

مولانا محمد جمیل مصباحی
جامعہ اشرفیہ مبارک پور

آج جب جاہل اور نام نہاد پیروں نے اعراس کے اصل مقصد سے صرف نظر کرکے محض نام ونمود، تکمیل خواہش اور معاش کا ذریعہ بنالیا ہے اور غیر ضروری چیزوں کو ترجیح دے کر اعراس کا اصل مقصد مفقود و معدوم کردیا ہے_ جہاں سے شریعت اسلامیہ کی ترویج و اشاعت اور دعوت و تبلیغ ہونی تھی وہی جگہ اب بدعات و خرافات کی گڑھ بن چکی ہے_ جہاں سے پیغام اسلام عام ہونا تھا وہیں کے لوگ اب پیغام اسلام سے کورے اور خالی ہوگئے ہیں، جہاں سے حیا اور پردے کی اہمیت کو بیان کرنا تھا وہی جگہ اب بے حیائی اور بے غیرتی کا مرکز بن چکی ہے، اعراس کی ہیئت و صورت کو اس قدر تبدیل کردیا گیا ہے کہ سمجھ نہیں آتا کہ اسے عرس کہیں یا میلہ یا معاش کا ذریعہ یا کچھ اور نام دیں_

لیکن رب کائنات کا بے پناہ شکر و احسان ہے کہ اس تن پروری اور اتباع نفس و ہوی کے زمانہ میں بھی کچھ اللہ عزوجل کے نیک اور مخلص بندے ہیں جو عرس کو عرس کی طرح مناتے ہیں_ اور عرس کے اصل مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے عرس کا انعقاد کرتے ہیں_ اپنی خانقاہوں میں دینی مزاج اور فکر کو زندہ کیے ہوئے ہیں_ اور فکر اسلامی کی تبلیغ و اشاعت میں کوشاں ہیں_

اس نوعیت کے اعراس ابھی عنقا اور نایاب تو نہیں ہوئے البتہ کمیاب ضرور ہوگیے ہیں_

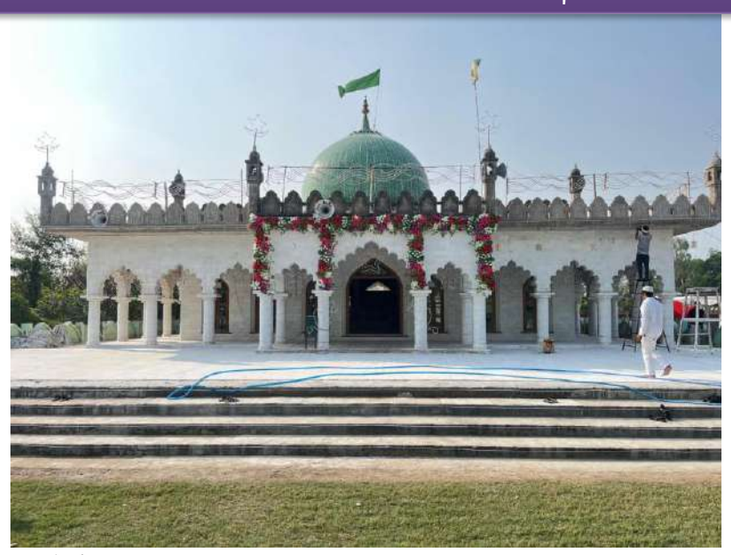

انہیں کامیاب اعراس میں نمایاں نام عرسِ حضور خطیب البراھین علیہ الرحمۃ و الرضوان بنام عرسِ نظامی* کا بھی ہے_

جہاں شریعت اسلامیہ کے حدود و قیود کا پاس و لحاظ ملحوظ نظر ہوتا ہے پیغام اسلام کے نشر و اشاعت کی فکر دامن گیر ہوتی ہے، عوام الناس کے اصلاح و تربیت کی جدوجہد ہوتی ہے، ان کی رشد و ہدایت کے لیے وعظ و نصیحت ہوتی ہے اور کتابیں لکھی جاتی ہیں الغرض یہ کہ دینی و دنیاوی فلاح و بہبود کے لیے ہر ممکن جد وجہد اور کوشش کی جاتی ہے جو اپنے آپ میں منفرد المثال ہے_

قابل تعریف اور لائق داد و تحسین ہیں شہزادہ و خلیفۂ حضور خطیب البراھین حبیب العلماء حضرت علامہ مفتی محمد حبیب الرحمن قادری رضوی نظامی اور شہزادہ و خلیفۂ حضور حبیب العلماء حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفی نظامی صاحب قبلہ و دیگر شہزادگان حضور حبیب العلماء جنہوں نے اس زمانہ میں بھی *عرس نظامی* کی نوعیت اور تقریبات کو شریعت اسلامیہ کے خلاف بالکل نہ ہونے دیا بلکہ مکمل نظم و نسق کے ساتھ دین متین کی خدمت، ترویج و اشاعت اور اصلاح عقائد و نظریات کا جذبۂ صادقہ لے کر اپنے فرائض منصبی کو بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں_

الحمد للہ! ہر سال کی طرح امسال بھی *عرس نظامی* اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ مورخہ ۲۳،۲۴، اکتوبر ۲۰۲۵ء بمطابق ۳۰، ربیع الثانی و یکم جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ بروز جمعرات و جمعہ کو منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں علما و مشائخ اہل سنت شریک ہوئے بالخصوص *الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اور دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی* جیسے عظیم اور دینی دانشگاہ کے ماہر و حاذق اور صاحب علم و فضل اساتذہ کرام بھی شریک ہوئے عوام الناس کا تو امنڈتا ہوا ایک سیلاب حصول فیوض و برکات کی خاطر چلا آیا_ اس عظیم اور روحانی جلسہ کا نظام الاوقات کچھ یوں تھا کہ بعد نماز عصر درود و سلام اور عقیدت و احترام کے حسین گلدستہ کے ساتھ گل پوشی کی گیی_

اور پھر بعد نماز مغرب ہی اس عظیم روحانی اجلاس کی ابتدا سنت قدیمہ اور روایت مستمرہ یعنی *کلام اللہ* کی پرسوز تلاوت سے ہوئی_ جس کے بعد یہ جلسہ شہزادہ و خلیفۂ حضور حبیب العلماء حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفی نظامی صاحب قبلہ زید مجدہ کی سربراہی اور نگرانی میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ رواں دواں ہوگیا_

اور پھر حمد و نعت اور منقبت کا ایک بہترین اور عمدہ سلسلہ چلا اور مختصر خطابات کا ایک زبردست دور بھی چلا_ اور پھر ایک مختصر سے وقفہ یعنی ادائیگیٔ نماز عشا کے بعد دوبارہ حمد و نعت اور منقبت و تقریر کا زبردست دورانیہ شروع ہوگیا جس میں باہر سے آئے ہوئے علمایے کرام اور شعرایے اسلام نے انتہائی عقیدت و احترام اور جامعیت و اختصار کے ساتھ اپنے اپنے جواہر پارے بے حد عمدہ اور حسین ترین اسلوب و پیرایہ میں پیش کرکے سامعین کو اپنا گرویدہ اور شیدا بنالیا_ اس سلسلہ میں ناقابل فراموش خلیفۂ حضور حبیب العلماء حضرت علامہ مفتی کمال احمد علیمی نظامی صاحب کا انتہائی وقیع اور گراں مایہ بیان ہے جنہوں نے حضور خطیب البراھین علیہ الرحمۃ کی ہشت پہلو شخصیت کو اجاگر کرکے ان کے فضائل و کمالات کو پیش فرمایا_ اس سلسلۃ الذہب کی ایک عظیم کڑی محدث جلیل حضرت علامہ مولانا مفتی صدر الوری مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی ذات بابرکت تھی جنہوں نے احادیث کی روشنی میں اس حقیقت کا انکشاف کیا کہ حضور خطیب البراھین علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات طیبہ سنتوں سے لبریز تھی بلکہ آپ نے ان سنتوں پر بھی عمل کرکے دکھایا جن پر عام طور سے لوگوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا تھا اسی وجہ سے تو علما و مشائخ آپ کو *محي السنة* جیسے عظیم لقب سے بھی یاد کرتے ہیں_ اس مجلس میں صاحب سجادہ شہزادہ و خلیفۂ حضور خطیب البراھین حبیب العلماء صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ بھی بنفس نفیس شریک ہوکر وعظ و نصیحت اور جذبۂ خدمت دین سے سامعین کو مشرف فرمایا_ اس دورانیہ میں باہر سے آئے ہوئے علمایے عظام اور شعرایے کرام نے وعظ و نصیحت، دعوت و تبلیغ اور نعت و منقبت کا ایک بہترین اور زبردست سلسلہ احسن انداز میں جاری و ساری رکھا_

اور پھر وہ مبارک و مسعود لمحہ آ ہی گیا کہ جب مختلف شعبہ جات کے فارغین کو دستارِ علم و فضل سے نواز کر ان کے روشن و تابناک مستقبل کے لیے دعائیں کی گئیں اور انہیں مسلک اعلی حضرت پر قائم و دائم رہ کر خدمت دین کا جذبۂ صادقہ پیدا کرنے کی تلقین کی گئی_ پھر درود و سلام کے نذرانہ کے ساتھ اس نورانی محفل کا اختتام ہوا_ اور پھر بعد نمازِ فجر قل شریف کی تیاریاں شروع ہوگئیں جس میں پھر سے تمام زائرین ذکر خدا و رسول عزوجل و ﷺ میں رطب اللسان ہوگیے اور پھر مختصر پیغام اور ضروری وعظ و نصیحت کے بعد شہزادہ و خلیفۂ حضور خطیب البراھین حبیب العلماء حضرت علامہ مفتی حبیب الرحمن صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے رقت آمیز، متاثر کن اور دلوں کی دنیا بدلنے والی دعا کے بعد دو روزہ کا یہ عظیم روحانی، علمی، دینی اور ادبی اجلاس اختتام پذیر ہوا_

الغرض یہ کہ اس پرفتن اور عیش پرستی کے دور میں بھی جب ہم عرس نظامی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ واضح نظر آتا ہے کہ یہاں کی ساری تقریبات حتی الوسع شریعت اسلامیہ کی روشنی میں منعقد کرنے کی کوشش ہوتی ہے_ اور اس خانقاہ کا شمار ان خانقاہوں میں ہوتا ہے جہاں سے بدعات و خرافات کا قلع قمع کیا جاتا ہے اور پیغام اسلام کو واضح انداز میں عام کیا جاتا ہے_

رب تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مبارک سلسلہ کو اسی انداز میں تا ابد قائم و دائم رکھے اور جملہ مخیرین و معاونین کو اجر عظیم سے نواز کر ان کو دنیا و آخرت کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمایے_

مولانا کلیم اشرف مصباحی مظفرپوری رشتہ ازدواج سے منسلک

سیتامڑھی، پریس ریلیز

مولانا کلیم اشرف مصباحی ابن محمد امتیاز احمد مقام بدھی پورشکرا بلاک ضلع مظفرپور، ریسرچ اسکالر، پی ایچ ڈی رانچی یونیورسٹی جھارکھنڈ کا نکاح اندروا باشندہ پریہار کی مشہور و معروف شخصیت استاذ الحفاظ مجود عصر حضرت قاری محمد شمشاد عالم صابری چشتی کی صاحبزادی عالمہ فاضلہ خطیبہ ام سمیہ چشتی کے ساتھ نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ ہوا درجنوں علماء اور مشائخ کی موجودگی میں یہ نکاح اندروا کی عالیشان جامع مسجد میں رات ساڑھے دس بجے منعقد ہوا، نکاح سے قبل مختصر خطاب میں امین شریعت رابع ادارہ شریعہ پٹنہ بہار و مفتی شہر مرادآباد، فاتح میڈیائی مناظرہ، مناظر اعظم عالم اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمنان کلیمی مصباحی نے کہا کہ سب سے بابرکت وہ نکاح ہے جس میں فریقین کا خرچ کم ہو اور الحمدللہ یہ رشتہ بہت مناسب ہے کیونکہ نوشہ بھی ایک باوقار عالم اور عصری تعلیم سے مالا مال ہے تو دوسری جانب بچی بھی دینی و دنیاوی تعلیم سے بہرہ ور ہے اور بہترین عالمہ فاضلہ ہے، واضح ہو کہ قاری شمشاد صاحب بہت ہی معروف و مشہور و شخصیت کے مالک ہیں بڑی بڑی درسگاہوں میں یہ تعلیم دے چکے ہیں مثلاً دارالعلوم سرکار آسی سکندرپور بلیا وغیرہ، ہزاروں ان کے تلامذہ ملک و بیرون ملک خدمت انجام دے رہے ہیں انہوں نے اس شادی کو ریاکاری اور فضول خرچی سے پاک رکھنا تو اس میں آتش بازی ہوئی اور نہ ہی اس میں نکاح کے بعد فوم چھوڑا گیا جبکہ لڑکا فریق کی جانب سے بھی کسی بھی چیز کی فرمائش نہیں کی گیء، اور بہت ہی مختصر بارات لے کر اس تقریب کو انجام دیا گیا، لوگوں نے اس محفل میں روحانیت محسوس کی موقع پر کثیر تعداد میں علماء مشائخ موجود تھے جن کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں،

حضرت مولانا محمد ثنا اللہ اطہر مصباحی صاحب بانی وناظم اعلیٰ جامعہ مشکات العلماء مظفرپور، حضرت مولانا محمد اشفاق مصباحی اکڈنڈی، حضرت مولانا تحسین ضیاء مصباحی مظفرپور، حضرت مولانا مفتی شفاء المصطفی مصباحی نائب پرنسپل جامعہ گلشن بغداد سنگھا چوری، حضرت حافظ محمد صلاح الدین مصباحی براہی جناب محمد صابر حسین کیرانی اندروا، حضرت مولانا شمیم القادری صاحب مصباحی مظفرپور حضرت مولانا شوکت علی مصباحی صاحب اکڈنڈی، حضرت مولانا مفتی عبدالحفیظ علیمی صاحب قبلہ جنک پور نیپال حضرت مولانا زاہد حسین صاحب مہادے پٹی حضرت مولانا انیس الرحمن نوری مہادے پٹی، حضرت مولانا عبداللہ نوری اکڈنڈی مولانا نظام الدین شمسی مہادے پٹی، مولانا انور نظامی بتھا مولانا بقاء اللہ قادری باڑا شریف مولانا قاری مشتاق نوری نوناہی مولانا قاری بدر عالم جنک پور نیپال مولانا نظیر اظہر براہی مولانا صفی اللہ امجدی براہی مولانا ارشاد اندروا حافظ امتیاز اندرو محمد حسان مصطفی چشتی متعلم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور وغیرہ،

رپورٹ ابوافسر مصباحی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

قرآن حفظ کرنے والا شخص دنیا و آخرت میں سرخرو ہوتا ہے۔ مولانا حشمت رضا مصباحی

کمسن حافظ قرآن خادم حسین انصاری کے اعزاز میں تقریب کا انعقاد

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز
مہنداول، سنت کبیر نگر
(اخلاق احمد نظامی)

تحصیل حلقہ مہنداول کے مسلم اکثریتی گاؤں موضع گلرہا کے کمسن حافظ قرآن خادم حسین انصاری نے دارالعلوم اہلسن امجدیہ بھیونڈی میں اپنے مشفق استاذ مولانا حافظ و قاری صابر علی کے زیرِ سایہ رہ کر قلیل عرصہ میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کرلی واضح ہو کہ حافظ خادم حسین انصاری کے والدین بہت پہلے داغ مفارقت دے گئے یتیمی کی حالت میں اپنے چچا حافظ اختر رضا سبحانی اور دادی کی کفالت میں حفظ قرآن مکمل کیا قرآن مکمل کرنے کی خوشی میں ایک تقریب کا انعقاد سبحانی گلرہا میں منعقد ہوا اس موقع پر منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے معروف عالم دین و دارالعلوم احمدیہ برکاتیہ سوانچ پار کے پرنسپل مولانا حشمت رضا مصباحی نے کہا کہ قرآن کا حفظ کرنے والا طالب علم دنیا و آخرت میں سرخرو ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کی تلاوت جنت کے درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ حافظ قرآن جو اللہ کے کلام کو اپنے سینے میں محفوظ کرلیتے ہیں۔ مولانا مصباحی نے کہا کہ جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے وہ حافظ قرآن بنتے ہیں۔ دنیا میں بے شمار کتابیں موجود ہیں لیکن کوئی بھی شخص مکمل کتاب کا حافظ نہیں یہ صرف قرآن کا معجزہ ہے جو کمسن سے کمسن طالب علم سے لیکر ضعیف العمر اصحاب تک کے سینے میں مکمل محفوظ رہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے سارے علوم پڑھنے اور سیکھنے کیلئے سال و ماہ مقرر ہیں لیکن قرآن کریم کو حفظ کرنے کیلئے کوئی مدت مقرر نہیں کیونکہ اللہ حافظ کو وہ ذہن عطا کرتا ہے کہ کوئی 3 ماہ تو کوئی 6 ماہ میں تو کوئی 2 سال میں حفظ مکمل کرلیتا ہے اس موقع پر حافظ قرآن کے چچا حافظ اختر رضا سبحانی نے کہا کہ میرے بھتیجے نے قرآن حفظ کرکے جو خوشی مجھے دی ہے وہ لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ اسکے حفظ قرآن سے جہاں اسکی آخرت سنورے گی وہیں ان شاءاللہ ان کے مرحوم و مغفور والدین بھی اجر و ثواب مستحق ہونگے دارالعلوم امجدیہ کے استاذ مولانا قاری صابر علی نے کہا کہ اللہ نے ہمیں علوم دینیہ اور حفظ قرآن دے کر ہم پر بڑا کرم کیا۔ جب ہمارا کوئی طالب علم حفظ مکمل کرتا ہے تو فرط مسرت سے ہمارا دل باغ باغ ہوجاتا ہے اور ہم سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔ یقینا جب تک یہ طالب علم قرآن پڑھتے اور سناتے رہیں گے اس کا اجر و ثواب والدین اور اساتذہ کو ملتا رہے گا یہی ہمارا آخرت کا سرمایہ ہے۔ اس خوش بختی پر حافظ قرآن کی گلپوشی کی گئی اور مبارک بادی گئی اس موق پر حافظ مجسم علی، حافظ غلام علی سبحانی، حافظ صاحب عالم سبحانی، قاری اخلاق احمد نظامی کے علاوہ دیگر علماء و حفاظت موجود تھے تقریب کا اختتام صلوۃ وسلام اور دعا سے ہوا

خانقاہِ سمرقندیہ دربھنگہ بہار میں ایمان و عشق کی بہار

ربیع الأعراس کا چار روزہ عظیم الشان روحانی و علمی اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز

خانقاہِ سمرقندیہ دربھنگہ (بہار) کی نورانی فضا ایک بار پھر عشقِ مصطفیٰ ﷺ، علم و عرفان اور روحانیت کے رنگوں میں رنگ گئی۔

ماہِ جمادی الاولی کے بابرکت ایام میں حسبِ روایت اس سال بھی چار روزہ عظیم الشان (ربیع الأعراس) روحانی و علمی اجتماع نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوا، جس کی صدارت پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، صاحب سجادہ، شمس ولایت حضرت علامہ و مولانا سید شاہ شمسُ اللہ جان قبلہ مصباحی المعروف بہ بابو حضور قدس سرہ العزیز نے فرمائی۔

الحمدللہ یہ اجتماع چار دنوں تک جاری رہا، جس میں ہندوستان کے مختلف صوبوں سے مریدین، متوسلین، متعلقین، اور بالخصوص بہار، بنگال، سیمانچل اور نیپال سے بڑی تعداد میں عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ خانقاہ کے آنگن میں دن بھر درس و تفسیر، وعظ و نصیحت، اور راتوں کو تقاریر و نعتیہ مشاعروں کا سلسلہ جاری رہا۔

پہلے دن کا آغاز صاحب سجادہ سیدی شمس اللہ جان مصباحی صاحب نے فاتحہ اور ختمِ بخاری شریف سے کیا جس نے علم و عرفان کی فضا کو مہکا دیا۔

دوسری شب میں ممتاز علما و مشائخ نے سیرتِ طیبہ ﷺ، اصلاحِ امت اور تصوف کے حقیقی مفاہیم پر ایمان افروز بیانات پیش کیے۔

دن کے اوقات میں تعلیم و تربیت کے درس جاری رہے اور تیسری شب دستار بندی کی روح پرور تقریب منعقد ہوئی، جس میں ملک کے مختلف خطوں سے تشریف لائے علما، خطبا، مشائخ، شعرائے کرام اور ادبا نے شرکت فرمائی۔

اجتماع کے آخری دن خانقاہ کے بڑے مزار، یعنی حضرت قدوۃ الصالحین، سراج السالکین حضرت مولانا سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ انور پر اختتامی دعا و مناجات کا روحانی منظر دیدنی تھا۔

دن کے 12 بجے باضابطہ پروگرام اختتام پذیر ہوا، بعدہ لنگرِ عام کا سلسلہ جاری رہا۔ ہزاروں زائرین دعا، درود اور نعرۂ تکبیر کی صداؤں میں اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے۔ اس سال کے اجتماع میں بطور مہمانِ خصوصی تشریف لائے پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، صوفی با صفا، حضرت علامہ مولانا عبدالمبین نعمانی مصباحی صاحب قبلہ (صدر المجمع الاسلامی، اشرفیہ، مبارک پور —) کا ایمان افروز خطاب حاضرین کے دلوں میں نور و حرارت پیدا کر گیا۔ خانقاہِ سمرقندیہ دربھنگہ کا یہ روحانی اجتماع نہ صرف بہار بلکہ پورے ملک کے لیے ایمان، علم، اور عشقِ رسول ﷺ کی علامت بن چکا ہے۔ یہ محفل دلوں کو منور، ذہنوں کو بیدار اور روحوں کو مطمئن کرتی ہے۔ الحمدللہ! اس سال بھی نومبر 24، 25، 26، 27 تاریخ کو یہ اجتماع پُرامن، بابرکت اور کامیاب انداز میں اختتام پذیر ہوا۔ شرکائے اجتماع نے خانقاہ کی تنظیمی صلاحیت اور روحانی ماحول کو سراہتے ہوئے اسے ایک یادگار اجتماع قرار دیا۔ خانقاہِ سمرقندیہ دربھنگہ کی یہ محفلِ علم و عشق، سیدی بابو حضور قدس سرہ العزیز کی رہنمائی میں علم و عرفان کا ایسا سرچشمہ بن چکی ہے جو نسلِ نو کے لیے ایمان، محبت، اور خدمتِ دین کا روشن مینار ہے۔

تحریر: محمد رضوان احمد مصباحی
نمائندہ: ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز
صدر مدرس : مدرسہ مظاہر العلوم صفتہ

شائع کردہ علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس دارالحکومت کاٹھمانڈو نیپال برانچ نول پراسی لمبنی پردیش